گانے اور موسیقی کی ممانعت

قرآن اور تعلیمات اہلبیتؑ کی روشنی میں

شیعہ ملٹی میڈیا

تنظیم المکاتب پاکستان

شیعہ ملٹی میڈیا ڈاٹ کام
مرکزی ویب سائٹ آف عزاداری، پاکستان

شیعہ ملٹی میڈیا

شیعہ کتب ڈاونلوڈ کرنے کے لیے

www.ShiaMultimedia.com

ACC No... 6 .... Date..........
Section..... اخلاقیات .... Status ....
D.D. Class..........................
NAJAFI BOOK LIBRARY

گانے اور موسیقی

کی

ممانعت

قرآن — اور تعلیماتِ اہلِ بیتؑ کی روشنی میں

تالیف

حجۃ الاسلام مولانا سید رضی جعفر نقوی صاحب مدظلہ العالی

ناشر

تنظیم المکاتب (F5 رضویہ سوسائٹی) کراچی (پاکستان)

کاتب ——— جعفر زیدی

NAJAFI BOOK LIBRARY
Status .... Date 10/8/10

فہرست مطالب

۱	حرفِ تمنّا	۳
۲	وجہ تالیف	۵
۳	گانا کسے کہتے ہیں	۱۳
۴	حسنِ صورت اور تجوید و قراءت	۱۹
۵	موسیقی کی تاریخ	۲۵
۶	قرآنی ہدایات	۲۹
۷	فرمانِ اہلبیت	۵۹
۸	اہلبیت کرام کے بارے میں ہمارا عقیدہ	۶۳
۹	موسیقی کی عمومی ممانعت	۹۱
۱۰	گانا شیطانی عمل ہے	۱۲۳
۱۱	موسیقی کے سبب نفاق پیدا ہوتا ہے	۱۲۹
۱۲	گانا اور موسیقی بے غیرتی کا راستہ ہے	۱۳۹
۱۳	موسیقی نہ سننے والوں کی مدح و ثناء	۱۵۱
۱۴	آخری زمانہ کی خرابیاں	۱۵۶
۱۵	عالمِ اسلام کی گواہی	۱۶۷
۱۶	فقہاء و مجتہدین اور علماء و مفکرین کے اِرشادات	۱۹۵
۱۷	لمحۂ فکریہ	۲۰۵

حرفِ تمنّا

پالنے والے !

حضرت محمدؐ و آلِ محمدؐ

کا واسطہ

ہمیں اِس عہدِ غیبتِ امام علیہ السّلام میں بھی

احکامِ دین کو سمجھنے اور اُس پر استقامت کے ساتھ

مسلسل چلتے رہنے کی توفیق عطا فرماتا رہ ___ آمین۔

یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ بِجَاہِ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہِ الطَّاہِرِیْنَ ٭

NAJAFI BOOK LIBRARY
ACC No. 10056 Date 10/8/10
Section ... Status ...
D.D. Class ...

انتساب

حضرتِ قائمِ آلِ محمدؐ کے چاہنے والے

اُن تمام

دینداروں ـــ اور ـــ دینی اقدار

سے محبّت کرنے والوں کے نام ـــــ جن کی سعیِ پیہم یہ رہتی ہے کہ حالات جیسے بھی ہوں، دین کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے اور جو کسی بھی اقدام سے پہلے یہ فکر ضرور کرتے ہیں کہ میرے اس عمل سے زمانہ کے امامؑ راضی ہیں یا نہیں؟ اور جس بات کے بارے میں یہ اندیشہ ہو کہ امامؑ اس سے ناراض ہوں گے اُس کے قریب بھی نہیں جاتے۔

"وجہِ تالیف"

کافی عرصہ سے ذہن میں یہ بات تھی کہ بعض ایسے گناہ جو مسلمانوں کے معاشرے میں اسقدر عام ہو چکے ہیں کہ اہلِ ایمان کی بھی غالب اکثریت اُن سے محفوظ نہیں رہی ــــــ اُن کے بارے میں خدا و رسولؐ اور اہلِ بیتِ طاہرین علیہم السّلام کی ہدایات کو اُردو زبان میں ایسے سادہ اور عام فہم انداز سے پیش کر دیا جائے کہ ایک مُبتدی بھی آسانی سے سمجھ سکے۔ اور جو شخص بھی اِس بات میں دلچسپی رکھتا ہو کہ اپنے عمل کا خود ہی احتساب کرتا رہے تاکہ جو باتیں خلافِ شریعت ہوں اُن سے اپنے دامن کو بچا سکے۔ ــــــ اُس کے سامنے اِن مسائل کے بارے میں واضح دلیلیں موجود ہوں، تاکہ اُسے خود بھی اطمینان ہو، اور وہ دوسرے تشنگانِ علم کی بھی سیرابی کا سامان کر سکے۔

لیکن گوناگوں مصروفیات، خصوصاً "تنظیم المکاتب" کے زیرِ اہتمام چلنے والے سیکڑوں دینی مدارس کے مسائل و معاملات کی بناء پر، زندگی کا نظام الاوقات اتنا سخت ہو گیا ہے کہ بسا اوقات روزانہ کے ۲۴ گھنٹے، اُن تمام مصروفیات سے ہم آہنگ ہونے سے قاصر نظر آتے ہیں۔

پھر دورانِ سال، کئی بار بیرونِ ملک کا سفر بھی درپیش رہتا ہے۔

ـــــــ جس کی وجہ سے وہ تمام قلمی مصروفیات، جو بے پناہ وقت اور فرصت چاہتی ہیں، تشنۂ تکمیل رہ جاتی ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ: متعدد موضوعات جن پر کافی حد تک کام بھی مکمل ہو چکا ہے اور حوالے بھی یکجا کیے جا چکے ہیں، ترتیب و تنظیم کے لیے مہلت کا انتظار کر رہے ہیں۔

(۷)

"گانے اور موسیقی" بھی اُن ہی موضوعات میں سے ایک ہے جو ہمارے معاشرے میں ہر سطح پر رچ بس گئے ہیں۔ اور میں عرصۂ دراز سے یہ چاہ رہا تھا کہ اِس موضوع پر کوئی کتاب قارئین کرام کی خدمت میں پیش کروں تاکہ جو حضرات اِس موضوع پر قرآن مجید اور اہلِ بیت طاہرین علیہم السّلام کی ہدایات کو سمجھنا چاہیں ـــــــ وہ آسانی سے مطالعہ کر سکیں۔

لیکن اِس کتاب کی تکمیل میں بھی روز افزوں مصروفیات حائل رہیں، یہاں تک کہ "آواز کے علوم" سے متعلق ایک ایسی کتاب منظرِ عام پر آگئی جس کی ابتداء میں ملک کے ایک مشہور ماہرِ تعلیم کے تاثرات شائع ہوئے ہیں، ـــــــ جنہوں نے موضوع کی "افادیت و اہمیت" ـــــــ اور مصنّف کی "زحمت و محنت" ـــــــ کی تعریف کرنے کے ساتھ ساتھ مصنّف کو مخاطب کر کے یہ بھی لکھ دیا کہ:

.... تم نے اپنی کتاب کے آغاز میں غِناء اور موسیقی کی حِلّت و حُرمت اور جواز و عدمِ جواز کی جو بحث کی ہے، اور وکیلِ صفائی کا معذرت خواہانہ

دفاعی انداز اختیار کیا ہے، میرے خیال میں یہ قطعاً غیر ضروری "NON - ISSUE" ہے۔ اِس کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ اِس لیے کہ موسیقی کے بارے میں پروپگنڈا کی کوئی عقلی یا شرعی بنیاد یا توجیہ نہیں ہے"...

اور موصوف نے چند سطروں کے بعد کچھ اور آگے بڑھ کر، یہانتک لکھ دیا کہ:

"میں پوری دیانتداری، ذمّہ داری اور نہایت وثوق کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ اسلام یا کسی مذہب نے موسیقی کی، موسیقی نے مذہب کی کبھی مخالفت، مذمّت یا مزاحمت نہیں کی"۔

(۶)

چونکہ یہ الفاظ ایک ایسے ماہرِ تعلیم کے ہیں، جو ملک کی ایک اہم درس گاہ کے ممتاز ترین عہدہ پر فائز رہے ہیں، اِس لیے مذکورہ بالا فقرے بہت سے دیندار حضرات کو غلط فہمی میں مبتلا کر سکتے تھے، اور وہ یہ سوچ سکتے تھے کہ جب ایسا ذمّہ دار شخص "پوری دیانتداری، ذمّہ داری اور نہایت وثوق کے ساتھ" کوئی بات کہہ رہا ہے، تو ——— "یقیناً" اُس نے اِس موضوع پر اسلام اور دیگر "مذاہبِ عالم" کی تمام مستند کتابوں کا مطالعہ کیا ہوگا ——— اور جب اُسے کسی مذہب کی کسی معتبر کتاب میں کوئی بات "گانے اور موسیقی" کے خلاف نہیں ملی ہوگی تب اُس نے یہ اعلان کیا ہوگا کہ: ———

"میں پوری دیانتداری، ذمّہ داری اور نہایت وثوق سے کہہ رہا ہوں"۔

(۵)

اور یہی وہ بات تھی جس کے بعد میرے لیے خاموش رہنا ممکن نہ رہا، اور میں نے اپنی صحّت کی بے پناہ خرابی، اور روزافزوں مصروفیات کے باوجود یہ طے کیا کہ مجھے اِس موضوع پر قلم اُٹھانا چاہیئے، اور عالمِ اسلام کے علمی ذخیروں میں جو بیش بہا جواہر موجود ہیں، اُن کو ایک لڑی میں پرو کر قارئین کرام کی خدمت میں پیش کردینا چاہیئے، تاکہ خالقِ دوجہاں کے ارشاد کے مطابق :

"لِیَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ"

(جو ہلاکت کی راہ اپنانا چاہے اُس کے لیے اتمامِ حجّت ہو جائے اور جو زندگی کی راہوں پر چلے وہ دلیل و بُرہان کے ساتھ چلے۔)

(۶)

خصوصاً اُس فرمانِ مقدّس کی بِنا، پر جو مولائے کائنات امیرالمومنین حضرت علی ابنِ ابی طالبؑ علیہ السّلام کی طرف منسوب ہے جس میں مولیٰ فرماتے ہیں :۔ "اَلسَّاكِتُ عَنِ الْحَقِّ شَيْطَانٌ اَخْرَسُ"

(حق کو پہچاننے کے باوجود اُس سے گریز کرتے ہوئے خاموش رہنے والا گونگا شیطان ہے۔)

نیز جب آپؑ نے منصبِ خلافت و حکومت سنبھالا تو اس کے بارے

میں ارشاد فرمایا کہ :

... اَخَذَ اللہُ عَلَی الْعُلَمَاءِ اَنْ لَّا یُقَارُّوْا عَلٰی کِظَّۃِ ظَالِمٍ وَّلَا سَغَبِ مَظْلُوْمٍ

(خداوندِ عالم نے علماء سے یہ عہد و پیمان لے رکھا ہے کہ ظالم کی شکم سیری اور مظلوم کی گرسنگی (کو دیکھتے ہوئے) سکون و قرار سے نہ بیٹھیں گے۔) (نہج البلاغہ خطبہ ۳)

(۵)

اِس فرمانِ مقدّس سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ: جانتے اور سمجھتے ہوئے ظلم پر خاموش نہیں رہنا چاہیئے ــــــــ پھر کیا یہ ظلم نہیں ہے کہ حرام کو حلال کہا جانے لگے ؟ ــــــــ اور جس بات کو خدا و رسولؐ اور حضرات اَئمّہ طاہرین علیہم السّلام نے شدّت سے منع کیا ہو، اُس کے بارے میں یہ کہدیا جائے کہ:

"میں پوری دیانتداری، ذمّہ داری اور نہایت وثوق سے کہہ رہا ہوں کہ اسلام یا کسی مذہب نے ... اس کی کبھی مخالفت یا مذمّت نہیں کی"

اور یہ کہنے والا کوئی عام مسلمان نہ ہو، بلکہ دنیاوی علوم کی ایک نہایت ممتاز درس گاہ کے سب سے بڑے اور ذمّہ دار عہدہ پر فائز رہنے والا شخص ہو ! اور جس کے کلام کا وزن اُس کے منصب کے لحاظ سے محسوس کیا جاتا ہو ! ؟

عربی زبان کا ایک مشہور شعر ہے کہ:

جَوَادُ العِلْمِ قَدْ یَکْبُوْ
وَ سَیْفُ العِلْمِ قَدْ یَنْبُوْ

(سمندِ علم بسا اوقات ٹھوکر بھی کھا جاتا ہے، اور علم کی تلوار بسا اوقات اُچٹ بھی جاتی ہے۔)

اِس حقیقت کے پیشِ نظر، یہ عین ممکن ہے کہ "اُن بزرگ" کی نظر سے قرآن مجید کی وہ آیات اور حضرت رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور حضرات ائمۂ طاہرین علیہم السّلام کے وہ ارشادات نہ گذرے ہوں جن میں "گانا اور موسیقی" کو حرام، باطل، ناجائز، گناہ، لغو اور بیہودہ بات قرار دیا گیا ہے، اِس لیے میں نے چاہا ہے کہ اِس کتاب میں عالمِ اسلام کے جیّد اور مستند علمائے کرام کی تفاسیر اور کتبِ احادیث کی مدد سے اُن تمام شواہد و دلائل کو یکجا کر دیا جائے جن کو سامنے رکھ کر انسان اِس بات کو اچھّی طرح سمجھ سکتا ہے کہ: "موسیقی" اور گانے کے بارے میں پروردگارِ عالم، اُس کے محبوبؐ سرورِ کائنات حضرت محمّد مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور حضورؐ کی نگاہ میں محبوب ہستیوں (حضرات ائمۂ طاہرین علیہم السّلام) کا کیا موقف ہے۔؟ اور پھر یہ کہنا ممکن نہ ہو کہ: ہمیں کوئی دلیل ملی ہی نہیں!!

اِس بات میں کوئی شُبہ نہیں کہ اِس کتاب میں نہ تو کسی کی ذات کو ہدفِ تنقید بنانا مقصود ہے، اور نہ یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ: اس موضوع پر اِس سے قبل کوئی جامع، مستند اور دلائل سے معمور کتاب نہیں لکھی گئی ——————— بلکہ

جیسا کہ ابتداء میں عرض کیا گیا، اِس کتاب کو قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرنے کی اہم ترین غرض، ایک شرعی ذمّہ داری کو پورا کرنا ہے، تاکہ اگر کوئی شخص "موسیقی اور گانے" کے بارے میں حضرات اُئمّۂ طاہرین سلام اللہ علیہم اجمعین کے ارشاداتِ گرامی کا مطالعہ کرنا چاہے تو اُسے بکثرت ضخیم کتبِ احادیث و تفسیر کو پڑھنے کی زحمت نہ کرنی پڑے، بلکہ ان کے خلاصہ کو اِس مختصر کتاب میں پڑھ کر اپنی شرعی ذمّہ داری سمجھ سکے۔

یہی وجہ ہے کہ کتاب میں جتنے بھی دلائل پیش کیے گئے ہیں، اُن کو پیش کرتے وقت صرف خدا و رسولؐ اور اُئمّۂ طاہرین علیہم السّلام کی رضا اور خوشنودی کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے، اور قارئینِ کرام سے بھی التماس ہے کہ اِس کتاب کا اِسی زاویہ سے مطالعہ فرمائیں۔ اور جب کسی ایسی جگہ بیٹھے ہوں، جہاں گانے اور موسیقی کا اہتمام کیا گیا ہو، تو یہ ضرور غور کریں کہ: کیا میرا اِس جگہ بیٹھنا خدا و رسول اکرمؐ اور حضراتِ ائمۂ معصومین علیہم السّلام کی نگاہوں میں پسندیدہ ہے یا ناپسندیدہ؟

یاد رکھیے ! اگر کسی گناہ کو ساری دُنیا اپنا لے، تب بھی اُس کا گناہ ہونا اپنی جگہ برقرار رہے گا ؛ جس طرح سے، اگر کسی فریضہ کو تمام دنیا کے افراد ترک کرنے پر کمر بستہ ہو جائیں تو اُس فریضہ کی اہمیت اپنی جگہ برقرار رہے گی !!

(۷۶)

پروردگارِ عالم کی بارگاہِ بے نیاز میں دُعا ہے کہ ہم سب لوگوں کو دین کے احکام سمجھنے اور اُن پر پوری طرح عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے، تاکہ جب تک ہم زندہ رہیں رضائے معصومؑ ہمارے شاملِ حال رہے، اور روزِ قیامت خاصانِ خدا کی شفاعت نصیب ہو سکے۔

(آمین۔ یاربّ العالمین)

گانا کسے کہتے ہیں؟

اُردو زبان میں جسے گانا کہا جاتا ہے، اُس کے لیے عربی زبان میں جو مشہور لفظ ہے وہ:

اَلْغِنَآءُ

ہے جس کے بارے میں عربی زبان کی سب سے مشہور و معروف لُغت کی کتاب

اَلْمُنْجِدُ

میں یہ تشریح موجود ہے: ——— الغناء من الصوت: گیت سُر، راگ۔

اِسی غِناء کی جمع اَلْاُغْنِیَّہ، اَلْاِغْنِیَّہ اور اَلْاُغْنِیَہ (بغیر تشدید بھی) آئی ہے۔ یعنی: گیت، سُر اور راگ۔

اغانی اور اغان بھی اسی کی جمع ہے۔

غَنّٰی بِالشِّعْرِ (یعنی) گانا، شعر پڑھنا۔

*—— (المنجد صـ ۷۲۱)

(۲)

اور "مجمع البحرین" نامی مشہور کتابِ لُغت میں یوں تشریح کی گئی ہے۔

اَلْغِنَاءُ: الصوت المشتمل علی الترجیع المطرب، او ما یسمی بالعرف غناء وان لم یطرب، سواء کان فی شعر او قرآن او غیرھما:

(گانا: یعنی وہ آواز جس میں گٹکری بھی ہو اور نشاط آور بھی ہو۔
یا یہ کہ: ہر وہ آواز جسے عُرفِ عام میں گانا کہا جائے، اگرچہ نشاط آور نہ بھی ہو، چاہے اُس آواز میں کوئی شعر پڑھا جائے، یا قرآن، یا کچھ اور پڑھا جائے۔

(د)

لُغت کی ایک اور مشہور کتاب: "القاموس" میں ہے کہ:
غِناء: من الصوت ما طرب به۔ (گانا: وہ آواز ہے جو نشاط آور ہوتی ہے۔

(ہ)

اور "مفاتیح الجنان" میں ہے کہ:۔ انه المشهور: (گانا وہی ہے جسے عام طور پر گانا کہا جاتا ہے۔ اور یہ اِس قدر مشہور ہے کہ مزید کسی وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔)

(و)

ایک تشریح یہ بھی کی گئی ہے کہ: الصوت المعد لمجالس اللھو (وہ آواز جو گانے بجانے، اور لہو ولعب کی محفلوں میں معروف ہے۔)

(ملاحظہ فرمائیے: تفسیر منہج البیان جلد ۱ ص ۶۷)

آجکل کے علماء و مجتہدین کے نزدیک بھی "غِناء" کی مشہور و معروف توضیح یہی ہے کہ: "وہ آواز جسے عُرفِ عام میں (عام پبلک کے نزدیک) گانا سمجھا جاتا ہے۔"

لہٰذا مالکِ دوجہاں نے قرآن مجید کے سورۂ مبارکہ " الحج "، سورۂ مبارکہ " الفرقان " اور سورۂ مبارکہ " لقمان " میں اسی گانے سے منع کیا ہے، جسے عُرفِ عام میں گانا اور موسیقی کہا جاتا ہے۔ اور حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اور حضرات أئمہ معصومین علیہم السّلام کی جانب سے جو شدید ممانعت وارد ہوئی ہے، وہ بھی اسی کے بارے میں ہے۔

(و)

اور انصاف کی بات یہ ہے کہ " گانا اور موسیقی " کے بارے میں کسی تصریح وتوضیح یا لغت کی ضخیم مجلّدات کی ورق گردانی کی، اِس لیے بھی ضرورت نہیں ہے کہ اِس کے مفہوم کو تقریباً ہر شخص پہچانتا ہے۔ طفلِ نابالغ سے لے کر پیرِ مُغاں تک کون ہے جو اس کے مفہوم سے ناآشنا ہو ؟ اور یہ نہ سمجھ سکتا ہو کہ گانا کسے کہتے ہیں

اور جس چیز کو ہم اپنی اُردو زبان میں " گانا " اور " موسیقی " کہتے ہیں، اُسی کو عربی زبان میں غِناء کہتے ہیں۔ اِسی لیے اگر کسی بھی عربی ریڈیو اسٹیشن یا ٹیلی وژن سے گانے نشر ہوں تو اُن کو " اُغْنِیَہ " ہی کہا جاتا ہے جو غِناء کی جمع ہے ــــ اور گانے والے مرد کو " مُغَنّی " اور گانے والی عورت کو " مُغَنِّیَہ " کہا جاتا ہے۔

کوئی شخص صرف بات میں پیچیدگی پیدا کرنے کے لیے، یا بحث برائے بحث کے طور پر جو چاہے توجیہ یا " تفکیک " کرنے لگے ــــ ورنہ ہر اُردو داں

یہ جانتا ہے کہ "گانا" کسے کہتے ہیں، اور ہر انگریزی داں یہ سمجھتا ہے کہ میوزک "(Music)" کیا چیز ہے۔ جس طرح سے کہ ہر عربی داں اِس بات سے اچھی طرح واقف ہے کہ "غِناء" کس کو کہا جاتا ہے۔

یہ کبھی صرف آلات کے ذریعے سے ہوتا ہے، کبھی صرف انسانی دہن سے نکلی ہوئی آواز کے ذریعے، اور کبھی دونوں کے اشتراک سے جو زیادہ رائج ہے ـــــ حضرات معصومین علیہم السّلام نے اِن میں سے ہر قِسم کو ممنوع، حرام، باطل، ناجائز اور لغو قرار دیا ہے۔ اور اِس کے مرتکب کو آتشِ جہنّم کی سزا سے ڈرایا ہے۔

(۶)

برادرانِ اہل سنّت میں سے جو "تصوّف" کی طرف مائل ہیں اُنھوں نے قوّالی کے بارے میں اگر کوئی "نرم گوشہ" محسوس کیا ہے تو اُس کی توجیہ وہ اِس طرح کرتے ہیں کہ، "چونکہ قوّالی انسان کی روح میں بالیدگی پیدا کرتی ہے، اور خدا و رسول ؐ کی خاطر انسان میں وجد کی سی کیفیّت پیدا کرتی ہے، اِس لیے اُسے اِسی کے آہنگ میں برقرار رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے ـــــ ورنہ علمائے اہلِ سنّت کا بھی گانے اور موسیقی کے بارے میں تقریباً وہی نظریّہ ہے جو ملّتِ جعفریّہ کے علماء و بزرگان کا ہے؛ جیساکہ اِس کتاب میں دونوں کی معتبر کتابوں کے حوالوں سے یہ بات بخوبی واضح ہوجاتی ہے۔ اور اُن کے ایک مشہور عالم کی ایک

مفصّل کتاب بھی اِسی موضوع پر شائع ہو چکی ہے۔

(۳)

لیکن بنیادی بات یہ ہے کہ اگر اہلِ تصوّف نے کسی رنگ یا کسی آہنگ کو پسند کیا ہو تو صرف اُن کے پسند کر لینے سے وہ چیز لازماً حلال و مباح نہیں ہو جائے گی ـــــ بلکہ ہمیں ـــــ اور ہر صاحبِ ایمان کو ـــــ صرف یہ دیکھنا ہے کہ اِس چیز کے بارے میں خالقِ دوجہاں نے اپنی مقدّس کتاب قرآن مجید میں کیا فرمایا ہے، اور صاحبانِ عصمت و طہارت سرکارِ دوجہاں اہلِ بیتِ کرام اور ائمۂ طاہرین علیہم السّلام کا اِس کے بارے میں کیا ارشادِ گرامی ہے۔

(۴)

اور یہ بات پورے وثوق سے، بلا خوفِ تردید کہی جا سکتی ہے، حضرت رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے لے کر حضرت امامِ عصر علیہ السّلام تک ہمارے کسی معصومؑ ہادی و رہنما نے "گانے اور موسیقی کو" جائز نہیں قرار دیا ہے، اور موسیقی کی کسی قسم کو مُباح نہیں کیا ہے۔ بلکہ تمام ہادیانِ برحق نے اسے شیطانی عمل قرار دیتے ہوئے اِس سے بچنے کی تاکید کی ہے۔

★ ★ ★

حُسنِ صَوت اور تجوید و قرأت

صاحبانِ علم و دانش اچھی طرح جانتے ہیں کہ:

خوش الحانی اور ہے، جبکہ گانا اور میوزک کچھ اور ہے ـــــــ اِن دونوں کو باہم خَلط مَلط کرنا، یا تو ادراکِ حقیقت سے عاجز ہونے کی علامت ہے، یا عمداً لوگوں کو غلط فہمی میں مبتلا کرنے کی نیّت پر مبنی !!

اور اس سے یہ نتیجہ نکالنے کی سعیٔ نامشکور کی جاتی ہے کہ:

"چونکہ احادیث میں قرآن مجید کو اچھّی آواز سے پڑھنے کا حکم ہے، یہاں تک کہ جناب داؤد علیہ السّلام کی نسبت سے "لحنِ داؤدی" مشہور ہے ـــــــ اِس لیے موسیقی میں کوئی حرج نہیں ہے"۔

(۵)

ہمارے نبیِٔ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم، اپنے علمِ وھبی کی بِناء پر بخوبی جانتے تھے کہ حُسنِ صَوت اور موسیقی کو باہم خَلط مَلط کرنے کی کوشش کی جائے گی، اِس لیے آپؐ نے اہلِ ایمان کو تاکید فرمائی کہ:

"قرآن مجید کو صحیح اور اچھّے عربی لہجہ میں پڑھنا، لیکن اِس میں موسیقی کا شائبہ نہ آنے دینا۔" (نقل بالمعنیٰ)

چنانچہ آپؐ کا مشہور فرمان ہے کہ:

"اِقرءُ وا القرآن بِالحانِ العَرَب واصواتها وایّاکم وَلحُونَ اَهلِ الفُسقِ و اَهلِ الکبائر فانه سَیَجیءُ مِن بعدای اقوام یُرجعونَ القرآنَ ترجیع الغِناَءِ والنوح والرّهبانیةِ لایَجُوزُ تَراقیهم قُلوبهم مَقلُوبَةٌ و قلوبُ مَن یُعجبهٗ شأنهم"

(قرآن مجید کو اہلِ عرب کے لہجے اور اُن ہی جیسی آواز میں پڑھنا' اور خبردار! (کہیں) فاسقوں' اور گناہانِ کبیرہ کے مرتکب افراد جیسا لہجہ مت اختیار کرنا ——— اور (یاد رکھو! کہ): میرے بعد کچھ ایسے لوگ بھی (دنیا میں) آئیں گے جو قرآن مجید کو گانے کی طرح' گا گا کر' یا نالہ و فریاد کے طریقے پر' یا' راہبوں کی طرح (لہرا لہرا کر) پڑھیں گے ——— (قرآن) اِن لوگوں کے گلے سے آگے نہیں بڑھے گا (دل اور اعضاء و جوارح پر اثر انداز نہیں ہوگا) اِن لوگوں کے دل اوندھے (حق سے منحرف) ہوں گے' اور جن لوگوں کو اِن کی یہ ادائیں پسند آئیں گی' اُن کے دل بھی (حق سے منحرف ہوں گے۔)

(حوالہ کے لیے ملاحظہ فرمائیے: کافی باب ترتیل القرآن بالصوت الحسن طبرسی: مجمع البیان' کشکول: بہاءالدّین عاملی' وسائل: باب تحسین الصوت تفسیر منہج السان)

اور مذکورہ بالا مضمون، برادرانِ اہلِ سنّت کی مستند ترین کتابوں میں بھی، الفاظ اور فقروں کے معمولی فرق کے ساتھ موجود ہے۔

چنانچہ برادرانِ اہلِ سنّت بھی اسی کے قائل ہیں کہ قرآن مجید کی تلاوت اچھے لہجے میں ہونی چاہیئے، لیکن اس میں گانے یا موسیقی کی طرز جائز نہیں ہے۔

البتہ جو خوش الحانی، گانے اور موسیقی سے پاک ہو اُسے حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے قرآن مجید کا زیور قرار دیا ہے۔

چنانچہ "کافی" کے اُسی باب میں حضور اکرمؐ کا یہ فرمان بھی موجود ہے کہ:

"لِکُلِّ شَیْءٍ حِلْیَۃٌ وَحِلْیَۃُ الْقُرْاٰنِ: اَلصَّوْتُ الْحَسَنُ":

(ہر چیز کیلیئے ایک زینت ہوتی ہے' اور قرآن کی زینت: "اچھی آواز ہے")

اسی بناء پر امامِ چہارم حضرت زین العابدین علیہ السّلام کے بارے میں منقول ہے کہ:

"کَانَ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْہِ اَحْسَنُ النَّاسِ صَوْتًا بِالْقُرْاٰنِ، وَکَانَ السَّقَّاؤُنَ یَمُرُّوْنَ فَیَقِفُوْنَ بِبَابِہٖ یَسْمَعُوْنَ قِرَاءَتَہٗ"۔۔۔

(حضرت علی بن الحسین (زین العابدین) صلوات اللہ علیہ کی آواز میں (تلاوت) قرآن کے موقعے پر سب سے زیادہ حُسن ہوا کرتا تھا (یہاں تک کہ) پانی بھرنے والے (سقّے) جب آپ کے (درِ دولت سے) گذرتے تھے (اور امامؑ مشغولِ تلاوت ہوتے تھے) تو وہ لوگ

(دروازے پر) رُک کر آپ کی تلاوت سننے میں محو ہو جاتے تھے۔)

(کافی باب ترتیل القرآن)

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک اور ارشادِ گرامی ہے کہ:

"حَسِّنُوا الْقُرْآنَ بِاَصْوَاتِکُمْ، فَاِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ یَزِیْدُ الْقُرْآنَ حُسْنًا"

(قرآن مجید اچھی آواز سے پڑھا کرو، کیونکہ اچھی آواز سے (تلاوتِ) قرآن میں حُسن بڑھ جاتا ہے۔)

(۵)

البتہ بعض احادیث میں اِس بات کی بھی وضاحت کردی گئی ہے کہ قرآن کی تلاوت کے موقع پر حُسنِ صوت سے کس قسم کا حُسن مقصود ہے؟

چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ:

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ اَوْحٰی اِلٰی مُوْسَی بْنِ عِمْرَانَ:

"اِذَا وَقَفْتَ بَیْنَ یَدَیَّ فَقِفْ مَوْقِفَ الذَّلِیْلِ الْفَقِیْرِ وَ اِذَا قَرَأْتَ التَّوْرٰۃَ فَاَسْمِعْنِیْهَا بِصَوْتٍ حَزِیْنٍ"

(پروردگارِ عالم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر یہ وحی نازل فرمائی کہ:
جب میرے سامنے کھڑے ہوا کرو تو عاجزی و انکساری کے ساتھ (کھڑے ہو) اور جب توریت کی تلاوت کیا کرو تو رنج و غم میں ڈوبی ہوئی آواز سے (پڑھا کرو۔)

اور علی بن ابراہیم نے اپنے والد سے، اُنھوں نے قاسم بن محمد سے، اور اُنھوں نے سلیمان بن داؤد منقری سے روایت کی ہے کہ:
حفص کا بیان ہے کہ:

میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے زیادہ کسی میں نہ خوفِ خدا دیکھا، اور نہ اُن سے زیادہ (خدا کی رحمت سے) اُمید رکھنے والا کوئی شخص پایا۔

آپ جب تلاوتِ کلامِ پاک فرماتے تھے، تو آپ کی آواز میں حُزن واندوہ ہوتا تھا۔۔۔"

(حوالہ کیلئے ملاحظہ فرمائیے: کافی باب فضل حامل القرآن: تفسیر منہج البیان)

(۶)

اِن دونوں روایتوں سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ پروردگارِ عالم کو یہ بات بہت پسند ہے کہ اُس کا بندہ جب اُس کی بارگاہ میں حاضری دے تو سرتاپاء عجز وانکسار بنا ہوا ہو، اور جب اُس سے مخاطب ہو یا اُس کے کلام کو اپنی زبان پر جاری کرے تو اُس کی آواز میں وہ گُداز اور سوز ہو جو حُزن واندوہ کا ترجمان ہو۔

اور ایک عام انسان کے لیے تو یہ حُزن واندوہ اِس لیے بھی ضروری ہے کہ جب وہ خالقِ دوجہاں سے مخاطب ہے، تو کم ازکم اُس وقت تو اپنی عاجزی و بے مائیگی کا معترف اور قدرت کی بے پایاں

نعمتوں کے مقابلے میں اپنی کوتاہیوں کا اقرار کر رہا ہو۔

اور کون ایسا بامعرفت انسان ہوگا جو پروردگارِ عالم کی بے پایاں نعمتوں کو یاد کرے اور اُس کے دل میں اپنی عاجزی و انکساری کے جذبات بیدار نہ ہوں !!

(۵)

قرآن مجید کی تلاوت کی اہم ترین غرض بھی وہ خشیّت ہے جو: پروردگارِ عالم اہلِ ایمان کے دلوں میں دیکھنا چاہتا ہے۔

چنانچہ خالقِ دوجہاں نے اہلِ ایمان کی توصیف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"...اَلَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَیْبِ وَھُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ۔۔۔" (سورہ مبارکہ: الانبیاء ۲۱ پارہ ۱۷ آیت ۴۹)

(یہ وہ لوگ ہیں) جو بغیر دیکھے ہوئے، اپنے پروردگار کے لیے خوف و خشیّت محسوس کرتے ہیں، اور قیامت سے ڈرتے ہیں۔)

● پروردگارِ عالم، تمام اہلِ ایمان کے دلوں میں خوف و خشیّت کو بیدار کرے اور قیامت کے دن سے ڈرنے کی مکمل طور پر توفیق عطا کرے، تاکہ دنیا سے اِس جور و ستم کا خاتمہ ہو جس نے پوری انسانیت کو لرزہ براندام کر رکھا ہے اور جس کی سنگینیوں میں روز بہ روز اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے۔ !!

موسیقی کی تاریخ

نامناسب نہ ہوگا، اگر اس جگہ گانے اور موسیقی کی تاریخ پر ایک مختصر سی روشنی بھی ڈال دی جائے، تاکہ اربابِ ایمان پر واضح ہو سکے کہ اس گناہ کی ابتداء کیا ہے، اور اس خلافِ شریعت عمل کا آغاز کس نے کیا؟

جناب محمدؒ بن مسعود العیاشی اپنی تفسیر میں جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا ہے:

"ابلیس" وہ پہلا شخص ہے جس نے گانا گایا، اور یہی وہ پہلا شخص ہے جس نے بیجا نالہ وشیون کیا۔

جب حضرت آدم علیہ السّلام نے شجرہ ممنوعہ سے کھایا (جس کے نتیجہ میں اُن کو جنّت سے نکلنا پڑا) تو ابلیس نے (خوش ہوکر) گانا گایا۔ اور جب حضرت حوّاؑ بھی زمین پر اُتر گئیں (اور اُن کے آنے سے حضرت آدم علیہ السّلام کو سکون ملا) تو ابلیس نے، اُن کے جنّت میں (قیام کو) یاد کر کے نالہ وشیون کیا۔

(ملاحظہ فرمائیے: تفسیر العیاشی جلد ۱ ص ۴۰)

اور سماعہ کی روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ:

"جب حضرت آدم علیہ السلام نے دنیا سے رحلت فرمائی تو ابلیس اور قابیل کو بہت خوشی ہوئی۔ چنانچہ دونوں ایک جگہ جمع ہوئے اور ڈھول تاشے وغیرہ (نیز دیگر آلاتِ موسیقی) کے ذریعے سے انہوں نے گا بجا کر اپنی خوشی کا اظہار کیا ـــــ اب روئے زمین پر جہاں جہاں بھی گانا بجانا ہوتا ہے جس سے لوگ لطف اندوز ہوتے ہیں، اُس کا (موجد) یہی (ابلیس ملعون) ہے۔

(ملاحظہ فرمائیے: کافی جلد ۶ طبع جدید باب الغناء حدیث ۱۳)

(۹)

ان دونوں روایتوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے، کیونکہ پہلی روایت میں حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ: "سب سے پہلے جو گانا گایا گیا، وہ حضرت آدم ع کے ترکِ اُولیٰ سے خوش ہو کر ابلیس نے گایا"۔

اور دوسری روایت میں ہے کہ: "حضرت آدم ع کی وفات پر ابلیس لعنہ نے قابیل کے ساتھ مل کر خوشی میں گانا گایا۔"

اِس میں یہ کہیں ذکر نہیں ہے کہ: یہ پہلا گانا تھا جو گایا گیا ـــ بلکہ دونوں روایتوں کو سامنے رکھنے سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ ابلیس نے دونوں مواقع پر اپنی خوشی کے اظہار کے لیے گانا گایا ـــــ

(۱) جب حضرت آدم علیہ السّلام نے شجرۂ ممنوعہ سے نوش فرمایا تو ابلیس نے خوشی میں گانا گایا ـــ اور ـــ (۲) جب حضرت آدمؑ کی وفات ہوئی تو شیطان اتنا خوش ہوا کہ اُس نے خوشی میں گانا گایا۔ اور چونکہ قابیل بھی اُسی کی رَوِش پر چلتا تھا، اِس لئے اُس نے اِس موقع پر اُسے بھی اپنے عمل میں شریک کرلیا اور دونوں نے مل کر گانا گایا۔

(۵)

مذکورہ بالا دونوں روایتیں، ہمارے معتبر علماءِ کرام کی کتابوں میں موجود ہیں، اور برادرانِ اہلِ سنّت کی کتابوں میں بھی ایسی روایتیں موجود ہیں، جن سے پتہ چلتا ہے کہ آلاتِ موسیقی : قابیل کی اولاد نے ایجاد کیے ہیں۔

(ملاحظہ فرمائیے : العقد الفرید جلد ۶ باب الغناء ص ۲۷)

(۶)

اور کون نہیں جانتا کہ مالکِ دوجہاں نے اپنی کتابِ مقدّس (قرآن مجید) میں تمام بنی نوعِ انسان کو شیطان اور اُس کی فریب کاریوں سے بچنے کی کس قدر تاکید کی ہے ؟

اگر یہ کہا جائے تو ہرگز مبالغہ نہیں ہوگا کہ قرآن مجید کی سیکڑوں آیتوں میں انسان کو شیطان کی حرکتوں سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔ نمونہ کے طور پر ہم صرف ایک آیت پیش کرتے ہیں۔ ارشادِ قدرت ہے :

"یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّیْطَانِ ؕ وَمَنْ

يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ...... (سورۂ مبارکہ نور پارہ ۱۸ آیت ۲۱)

(اے ایمان والو! شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلنا، کیونکہ جو شخص بھی شیطان کے قدم بہ قدم چلے گا تو یقیناً وہ اُسے بدکاری اور بُری بات کا حکم دے گا ــــ اور اگر خداوندِ عالم کا (خاص) فضل (وکرم) تم پر نہ ہوتا اور اُس کی رحمت (تمہارے شاملِ حال) نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی بھی، کبھی پاک وصاف نہ ہوتا ...)

اِس آیت میں قدرت کا واضح اعلان ہے کہ شیطان تو بہر حال انسان کو بُرائی ہی کی ترغیب دے گا، اور اگر پروردگارِ عالم کا خصوصی لطف وکرم نہ ہوتا، تو ہم میں سے ہر شخص شیطان کی فریب کاریوں میں گرفتار ہو کر نہ جانے کن کن خرابیوں سے آلودہ ہو جاتا۔ پھر ہم میں سے کوئی بھی پاک وصاف نہ رہتا۔ لیکن خداوندِ عالم اپنی خاص رحمت کے ذریعے سے اہلِ ایمان کو محفوظ رکھتا ہے، تاکہ شیطان ان پر تسلّط پیدا کر کے اُنھیں جہنّم کا حقدار نہ بنانے پائے۔

★ ★ ★

القرآن

شیعہ ملٹی میڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآنِ مجید میں خالقِ دوجہاں کا ارشاد ہے :

★ --- وَاجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ ۝

(اور لغو باتوں (گانے وغیرہ) سے بچتے رہو)

(سورۃ الحج ۲۲ پارہ ۱۷ آیت ۳۰)

(ترجمہ مولٰنا فرمان علی مرحوم)

★ --- وَالَّذِيۡنَ لَا يَشۡهَدُوۡنَ الزُّوۡرَ

(اور وہ لوگ لغو باتوں کے پاس نہیں جاتے)

(سورۃ الفرقان ۲۵ پارہ ۱۹ آیت ۷۲)

★ --- وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّشۡتَرِىۡ لَهۡوَ الۡحَدِيۡثِ
لِيُضِلَّ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ بِغَيۡرِ عِلۡمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ
اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ ۝

(سورۃ لقمان ۳۱ پارہ ۲۱ آیت ۶)

(اور لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو بیہودہ باتوں کو خریدتے ہیں تاکہ بغیر سوچے سمجھے (لوگوں کو) خدا کی راہ سے منحرف کریں اور آیاتِ الٰہی سے مسخراپن کریں، ایسے ہی لوگوں کے لیے نہایت رُسوا کرنے والا عذاب ہے۔)

مذکورہ بالا آیات کے بارے میں ائمۂ طاہرین علیہم السّلام کے ارشادات

★ ابو بصیر کی روایت ہے :

سئلت ابا عبد اللہ عن قول اللہ عزّ وجلّ :

" وَاجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ "

قال علیہ السّلام : الغناء

ابو بصیر کہتے ہیں : میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے قرآنِ مجید کی اِس آیت "وَاجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ" کے بارے میں دریافت کیا ، تو امام علیہ السّلام نے فرمایا کہ: "اِس سے مراد گانا ہے۔"

حوالہ کے لیے ملاحظہ فرمائیے :

الکافی ، جلد ۶ ، باب الغناء ، حدیث ۱

★ نیز زید شحام کی روایت ہے :

سئلت ابا عبد اللہ علیہ السّلام عن قولہ عزّ وجلّ

" وَاجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ "

قال علیہ السّلام : قَوۡلَ الزُّوۡرِ : الغناء

زید شحام کہتے ہیں : میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے خداوندِ عالم کے اِس ارشاد : "وَاجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ" کے بارے میں دریافت کیا ،

تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ: قولِ زُور سے مراد آیت میں "گانا" ہے۔

حوالہ کے لیے ملاحظہ فرمائیے:

"وسائل الشیعہ" جلد ۱۷ کتاب التجارہ، بابِ تحریم الغناء ص ۳۰۳، ۳۰۴ حدیث ۲۲۵۹۵
اور کتاب "الکافی" جلد ۶ (طبع جدید) ص ۴۳۳

★ ابنِ ابی عمیر کی روایت ہے:

عن بعض اصحابہ، عن ابی عبد اللہ علیہ السلام
فی قول اللہ تعالیٰ "وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرِ"
قال ؑ: "قول الزور": الغناء

(حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اِس آیت (وَاجتنبوا قول الزُّوْرِ) کے بارے میں دریافت کیا گیا، تو آپ ؑ نے فرمایا کہ:
(اِس آیت میں) قولِ زُور سے مراد "گانا" ہے۔

بحوالہ (وسائل الشیعہ جلد ۱۷ کتاب التجارہ باب تحریم الغناء حدیث ص ۳۰۵ ۲۲۶۰۱)

★ سماعہ بن مہران کی روایت ہے:

عن ابی بصیر، قال سئلت اباعبد اللہ علیہ السلام
عن قول اللہ عزّوجلّ "وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرِ"
قال ؑ: الغناء

سماعہ بن مہران کا بیان ہے کہ: ابوبصیر فرماتے ہیں: میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اِس آیت (وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرِ)

کے بارے میں دریافت کیا:

توامام علیہ السلام نے فرمایا کہ: (اِس آیت میں) قولِ زُور سے مراد "گانا" ہے۔ (وسائل الشیعہ جلد ۱۷ صفحہ ۳۰۵ حدیث ۲۲۶۰۲)

★ علی بن ابی حمزہ کی روایت ہے:

عن عبد الاعلی قال: سئلت جعفر بن محمد علیہ السلام عن قول اللہ عزّ وجلّ:

"وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرِ"

قال ع: قَوْلَ الزُّوْرِ: الغناء

عبدالاعلی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قرآن مجید کی آیت (وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرِ) کے بارے میں دریافت کیا:

توامام علیہ السلام نے فرمایا کہ: قولِ زُور (آیت میں) گانے کے لیے آیا ہے۔

(ملاحظہ فرمائیے: کتاب معانی الاخبار" وسائل الشیعہ جلد ۱۷ صفحہ ۳۰۸ حدیث ۲۲۶۱۳)

★ ہشّام بن حکم کی روایت ہے:

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قولہ تعالیٰ:

"وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرِ"

قال ع: قَوْلَ الزُّوْرِ: الغناء

(ہشام کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قرآن مجید کی آیت (وَاجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ) کے بارے میں دریافت کیا:

تو آپؑ نے فرمایا کہ: "قولِ زُور" یعنی: گانا۔

★ حسن بن ہارون کی روایت ہے:

سمعت اباعبد اللہ علیہ السّلام یقول:

"الغناء مجلس لا ینظر اللہ الیٰ اھلہ، وھو مما قال اللہ عزّوجلّ:

"وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّشۡتَرِىۡ لَهۡوَ الۡحَدِيۡثِ لِيُضِلَّ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ"

(حسن بن ہارون کی روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ:

میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ سُنا ہے کہ:

"گانے بجانے کی محفل" وہ جگہ ہے، جہاں جانے والوں پر خداوندِ عالم اپنی نظرِ رحمت نہیں ڈالتا۔ اور (قرآن مجید میں سورۂ لقمان کی اس آیت:

"وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّشۡتَرِىۡ لَهۡوَ الۡحَدِيۡثِ لِيُضِلَّ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ"

میں اسی کا تذکرہ ہے۔ (وسائل الشیعہ جلد ۱۲ باب تحریم الغناء حدیث ۹، ۲۲۶۰۹، وسائل الشیعہ جلد ۱۷ ص حدیث)

★ سہل بن زیاد کی روایت ہے :

عَنِ الْوَشَّاءِ قال : سَمِعْتُ اَبَا الْحَسَنِ الرِّضَا؏ یقول :
سُئِلَ ابو عبداللہ علیہ السّلام عن الغناء فقال؏ :
هو قول اللہ عزّ و جلّ :
" وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ "

(سہل بن زیاد کہتے ہیں کہ : وشّاء کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السّلام کو یہ فرماتے ہوتے سُنا ہے کہ :
حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے " گانے " کے بارے میں دریافت کیا گیا تھا ، تو آپؑ نے فرمایا تھا کہ (سورہ لقمان کی) اِس آیتؐ میں اُسی کا ذکر ہے کہ :
" وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ "
(اور ایسے لوگوں کے لیے خداوندِ عالم نے عذابِ جہنّم کا ذکر فرمایا ہے)

ملاحظہ فرمائیے :

" الکافی جلد ۶ طبع جدید باب الغناء حدیث ۱ - "

" وسائل الشیعہ جلد ۱۷ صـ ۳۰۶ حدیث ۲۲۶۰۴ "

★ محمّد بن مسلم کی روایت ہے :

عن ابی الصباح عن ابی عبد اللہِ فِی قولہٖ عزّ و جلّ
" وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ "

قال ؑ : الغناء

(ابو صباح کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے قرآن مجید کی آیت : "وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ" کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ "اِس سے "گانا" مراد ہے۔"

ملاحظہ فرمائیے

(کافی، جلد ۶ باب الغناء حدیث ۶، وسائل الشیعہ جلد ۱۷ ص ۳۰۴ حدیث ۲۲۵۹۶)

★ ابو صلاح کنانی کی روایت ہے :

عَن اَبِی عَبدِ اللهِ عَلَیهِ السَّلَامُ فِی قَولِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ
"وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ"
قَالَ عَلَیهِ السَّلَامُ : الغِنَاءُ

(ابو صلاح کنانی کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے قرآن مجید کی آیت "وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ" کے بارے میں فرمایا کہ : "یہ گانے کے بارے میں ہے (قرآن مجید نے اہلِ ایمان کی صفت یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ "گانے بجانے" کی جگہوں پر نہیں جاتے)

(کافی جلد ۶ باب الغناء حدیث ۱۳،
وسائل الشیعہ جلد ۱۷ ص ۳۰۴ حدیث ۲۲۵۹۸)

★ محمد بن مسلم کی روایت ہے :

عن ابی جعفر علیہ السلام قال : سَمِعتُهُ یَقُولُ

الْغِنَاءُ مِمَّا وَعَدَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِ النَّارَ وَتَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ : " وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۔ "

(محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

" گانا " وہ چیز ہے جس پر خداوندِ عالم نے آتشِ جہنم کے عذاب سے ڈرایا ہے۔

پھر امام علیہ السلام نے سورۂ لقمان کی اِس آیت کی تلاوت فرمائی جس میں ارشادِ قدرت ہے کہ:

" وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۔ " (اور لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو بیہودہ باتیں خریدتے ہیں تاکہ لوگوں کو ناواقفیت میں خدا کی راہ سے منحرف کریں اور آیاتِ الٰہی کا مذاق اُڑائیں، یقیناً ایسے لوگوں کے لیے رسوا کُن عذاب (تیار) ہے۔)

ملاحظہ فرمائیے:

(الکافی جلد ۶ باب الغناء حدیث ۹ ص ۴۳۱

وسائل الشیعہ جلد ۱۷ ص ۳۰۵ حدیث ۲۲۵۹۹)

★ علی بن اسمٰعیل کی روایت ہے:

عن ابن مسکان، عن محمّد بن مسلم عن ابی جعفر علیہ السّلام قال: سمعتُہ یقول:

"الغناءُ مِمّا وعدَ اللہ علیہ النّار وتلا ھٰذہِ الاٰیۃ:
"وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَھْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِغَیْرِ عِلْمٍ ۖ وَّیَتَّخِذَھَا ھُزُوًا ؕ اُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ۔"

(ابنِ مسکان کا بیان ہے، اُنھوں نے محمّد بن مسلم سے نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ: میں نے حضرت امام محمّد باقر علیہ السّلام کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ:

"گانا" (ایسا گناہ ہے) جس پر خداوندِ عالم نے آتشِ جہنّم سے ڈرایا ہے؛ پھر آپؑ نے اِس آیت کی تلاوت فرمائی کہ:
"وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَھْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِغَیْرِ عِلْمٍ ۖ وَّیَتَّخِذَھَا ھُزُوًا ؕ اُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ۔"

ملاحظہ فرمائیے:

(الکافی جلد ۶ طبع جدید باب الغناء حدیث ۴

وسائل الشیعہ جلد ۱۷ ص ۳۰۵ بابِ تحریم الغناء)

★ مہران بن محمدؒ کی روایت ہے:

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال: سمعتہ یقول: اَلْغِنَاءُ مِمَّا قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ:

"وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَھْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ..."

(مہران بن محمدؒ، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ:

گانے کے بارے خداوندِ عالم عزّوجلّ نے اِس آیت میں اعلان فرمایا ہے کہ:

"وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَھْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ (جس کے آخر میں رُسوا کُن عذاب کا تذکرہ ہے)

(وسائل الشیعہ جلد ۱۷ باب تحریم الغناء ص ۳۰۵ حدیث ۲۲۶۰۰)

(۷)

ہماری کتبِ تفاسیر واحادیث، اُن احادیث سے لبریز ہیں، جو اِن آیات کے بارے میں خاندانِ عصمت وطہارت، حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام سے وارد ہوئی ہیں۔

ان احادیث کا سلسلۂ سند اِس قدر مضبوط ومستحکم ہے کہ علمِ رجال کی کسوٹی پر پرکھنے والا ہر شخص ان کے مستند ہونے کی گواہی دینے پر مجبور ہے۔

اِختصارِ کلام ملحوظ نہ ہوتا، تو تفسیر کے ذخیرہ میں سے مزید احادیث اِس موضوع پر پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا، خصوصاً علّامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی تالیف "بحارالانوار" سے اِس باب میں کثرت سے روایات پیش کی جا سکتی ہیں ـــــ لیکن چونکہ اِس کتاب کو مختصر رکھنا مقصود ہے، اِس لیے اختتامِ کلام کے طور پر صرف ایک حدیث، عالمِ اسلام کے ایک ایسے ممتاز عالمِ دین، اور مفسّرِ قرآن، کے سلسلۂ سند سے پیش کرنا چاہتا ہوں جن کی تفسیر گذشتہ چھ سو (۶۰۰) برس سے شیعیانِ حیدرِ کرّار کے نزدیک نہایت مشہور و مقبول ہے، یعنی :ـــ ★ فضل بن حسن طبرسی کی روایت :

فی "مجمعِ البیان"، قال :

رُوِیَ عَن اَبِی جعفر وَ اَبِی عبد اللّٰہ وَ اَبِی الحسن الرِّضا علیھم السّلام فِی قولِ اللّٰہ عزَّ وَجلَّ :

"وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝" ـــــ اَنَّهُمْ قَالُوْا : مِنْهُ الْغِنَآءُ ۔

(ملّتِ جعفریّہ کی مشہور ترین تفسیر "مجمع البیان" میں جناب فضل بن حسن طبرسی کا بیان ہے کہ) :

حضرت امام محمّد باقر علیہ السّلام، حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام اور

حضرت امام علی رضا علیہ السّلام نے قرآن مجید کی اِس آیت :

(وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ .....)۔ کے

بارے میں ارشاد فرمایا کہ :

"گانے کا یہی حکم ہے"

ملاحظہ فرمائیے :

(وسائل الشیعہ جلد ۱۷ بابِ تحریم الغناء حدیث ۲۲۶۱۸)

نوٹ

اِس وقت عربی لغت کے موضوع پر دُنیا بھر میں جتنی کتابیں پائی جاتی ہیں، اُن میں سب سے زیادہ مشہور و معروف کتاب : بیروت (لبنان) سے شائع ہونے والی :

"اَلْمُنْجِد"

ہے، جس کے صفحہ ۳۱۱ پر "قَوْلِ زُوْر" کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :

مجلس الغناء :- (گانے بجانے کی محفل)

نیز لغت کی دیگر کتابیں بھی اِس کی تائید کرتی ہوئی نظر آتی ہیں ملاحظہ فرمائیے تاج العروس ، لسان العرب ، مصباح اللغات ، لغات القرآن ، مفرداتِ امامِ راغب . . . . وغیرہ ——— !

مذکورہ بالا آیات کے بارے میں حضرات اہلسنّت کا موقف:

اگرچہ اہلِ ایمان کے لیے وہی ارشاداتِ گرامی، مسلکِ حق کو پہچاننے اور منشاءِ پروردگار معلوم کرنے کے لیے بہت کافی ہیں جن کا اوپر حوالہ دیا گیا۔

تاہم اِس خیال سے کہ برادرانِ اہلسنّت کا بھی موقف واضح ہو جائے اور تشنگانِ علم و معرفت اگر یہ سمجھنا چاہیں کہ اِن آیات کے بارے میں دیگر مکاتبِ فکر کے علماءِ کرام کا مسلک کیا ہے، تو اُن کے سامنے حوالے موجود ہوں۔ یہ عرض کرنا مناسب نظر آتا ہے کہ:

برادرانِ اہلسنّت کے یہاں کی تفاسیر میں بھی اِس آیت کی تشریح کرتے ہوئے "گانا" اور گانے بجانے کی محفلوں کو مراد لیا گیا ہے۔ چنانچہ تفسیر کبیر، تفسیرِ قرطبی، تفسیرِ بیضاوی، تفسیر روح المعانی دُرِّ مختار، سرخسی، عینی، غایہ، وغیرہ میں اِن آیات کے بارے میں سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ اِن بحثوں کے خلاصہ کو برِّ صغیر کے مشہور و معروف مفسّرِ قرآن جناب مولٰنا عبد الماجد دریا بادی نے اپنی "تفسیر ماجدی" میں نہایت سلیقہ کے ساتھ جمع کیا ہے

اِس تفسیر کی ایک انفرادی خصوصیّت یہ ہے کہ یہ عہدِ جدید کے تقاضوں

کو سامنے رکھ کر لکھی گئی ہے، اور اِس میں اسلامی پیغام کی حقّانیّت کو ثابت کرنے کے لیے سائنس، عصری علوم، توریت، انجیل اور دیگر صُحفِ سماوی اور مذاہبِ عالم کی مقدّس کتابوں سے جابجا حوالے بھی دیے گئے ہیں۔

قرآن مجید کی آیت: "وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرِ" (قولِ زُور سے بچو) کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

"ہمارے زمانہ کے میلے ٹھیلے، مختلف بازیوں کے جمگھٹے، ناچ رنگ کی محفلیں، تھیٹر، سنیما وغیرہ سب اِس کے تحت میں داخل ہیں۔"

(تفسیر ماجدی صفحہ ۶۸۲)

اور سُورۂ مبارکہ لقمان کی آیت ۶: "وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ" (اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو خدا سے غافل کرنے والی باتیں خریدتے ہیں) ـــــــ کی تفسیر و تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"لَهْوَ الْحَدِیْثِ" مراد اِس سے عموماً غناء اور موسیقی سمجھی گئی ہے۔ وفی الاٰیۃ عند الاکثرین ذم للغناء باعلیٰ صوت (اس آیت کے بارے میں اکثر مفسّرین کا قول یہ ہے کہ اِس میں بلند آواز سے گانے اور موسیقی کی مذمّت کی گئی ہے۔ (ملاحظہ فرمائیے: تفسیر روح المعانی)

الغناء فی قول ابن عبّاس و ابنِ مسعود و غیرھما وھو

ممنوع من الکتاب و السنّة"

(جناب ابنِ عبّاسؓ کا قول ہے کہ: "لَھْوَ الْحَدِیْثِ" یعنی گانا، موسیقی ـــــــــ یہی قول جناب ابنِ مسعود اور دیگر مفسّرین کا بھی ہے، اور (گانا، موسیقی) قرآن وسنّت کے لحاظ سے ممنوع ہے)

* ـــــــــ (ملاحظہ فرمائیے : تفسیر قرطبی)

جناب ابنِ عبّاسؓ کا ایک اور قول ہے کہ:

"لَھْوَ الْحَدِیْثِ" ھو الغناء واشباھہ (یعنی: لہوالحدیث سے مراد ہے گانا اور اِس سے مشابہ چیزیں) ـــ گویا ہر بیکار اور غیر مفید مشغلہ اِس کے تحت میں داخل ہے جو حق کی طرف سے غفلت و بے رغبتی پیدا کرنے والا ہو۔

.... لیکن جو گانا لوگوں کو سُنانے کے لیے، خصوصًا جو قوّالی کی محفلیں مسجدوں اور خانقاہوں میں مجمعِ فسّاق میں ہوا کرتی ہیں، اور جنھیں عبادت سمجھا جاتا ہے، وہ تو اور زیادہ قابلِ مذمّت ہیں۔

وصاحب الھدایة والذخیرة سمیاہ کبیرة (صاحبِ ہدایہ اور ذخیرہ نے اِسے گناہِ کبیرہ قرار دیا ہے۔

ھذا فی التغنی للناس ... ویدخل فیہ تغنی صوفیة زماننا فی المساجد والدعوات بالاشعار والاذکار مع اختلاط اھل الاھواء ـــــ والمراد بل ھذا اشد من

کل تغن لانه مع اعتقاد العبادة ۔ ـــــــــ یعنی:

(لوگوں کے لیے جو گانا گایا جاتا ہے اُس کا بھی یہی حکم ہے (کہ گناہ کبیرہ ہے) ـــــــ اور اسی قسم میں قوالی و سماع کی محفلیں بھی شامل ہیں جو ہمارے زمانہ کے صوفی حضرات مسجدوں اور خانقاہوں میں دنیا پرست لوگوں کے ساتھ اشعار و اذکار کے طور سے منعقد کرتے ہیں ـــــــ بلکہ اُن کی حرمت ہر گانے سے زیادہ شدید ہے، کیونکہ یہ لوگ گاتے ہیں اور اسے عبادت سمجھتے ہیں۔)

ملاحظہ فرمائیے:

* ـــــــــــــ (تفسیر روح المعانی)

اور علامہ قرطبی کے الفاظ یہ ہیں کہ: ـــــ

فاما ما ابتدعته الصوفية اليوم من الادمان على سماع المغانى بالآلات المطربة من الشبابات والطار و المعارف والاوتاد فحرام ۔ ـــــــــ یعنی:

اور آجکل صوفی حضرات نے جو یہ رسم شروع کر رکھی ہے کہ تسلسل کے ساتھ گانے سنتے ہیں (اور اس کے لیے) طرب انگیز آلات استعمال کرتے ہیں (بسا اوقات) نوجوان لڑکیاں (بھی قوالی گاتی، سنتی اور جھومتی ہیں) اور بانسری و سارنگی اور دیگر آلات کا استعمال کیا جاتا ہے، یہ سب چیزیں حرام ہیں۔

ملاحظہ فرمائیے:

* ـــــــــــ (تفسیر قرطبی)

اور روح المعانی کی ایک اور عبارت ملاحظہ فرمائیے :

و امّا ما ابتدعته الصوفیة فی ذلك فمِن قبیل مالا یختلف فی تحریمه لکن النفوس الشهوانیه غلبت علیٰ کثیر ممن ینسب الی الخیر حتّی لقد ظهرت فی کثیر منهم فعلات المجانین والصبیان حتّی رقصوا بحرکات متتابعة وتقطیعات متلاحقه وانتهی التواقع بقوم منهم الی ان جعلوها من باب القرب وصالح الاعمال وان ذلك یثمر سنی الاحوال ، وهذا علی التحقیق من آثار الزندقة ۔ ——— یعنی :

(لیکن صوفیوں نے جو (قوّالیاں وغیرہ) ایجاد کر رکھی ہیں ، وہ گانے ہی کی قسم میں ہیں ۔ اور اُن کے حرام ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے ——— لیکن بہت سے ایسے لوگ جن کو خیر کی طرف نسبت دی جاتی ہے ، اُن میں بھی نفسِ شہوانی (شہوت پرست نفوس) کا ایسا غلبہ ہے کہ ان میں بکثرت لوگوں سے بچگانہ بلکہ مجنونانہ حرکتیں سرزد ہوتی ہیں ، یہاں تک کہ یہ لوگ " حال قال " کے تسلسل کے ساتھ ناچنے بھی لگتے ہیں ۔

اور اُس قوم کی بے شرمی کی انتہا ہے جو اِن کاموں کو خوشنودئِ پروردگار کا ذریعہ ، اور اعمالِ خیر میں سے سمجھنے لگے ، اور ان حالات کے جو ثمرات

ظاہر ہوں گے وہ بھی واضح ہے۔

جبکہ تحقیق یہ ہے کہ یہ باتیں تو زندیقوں کی علامتیں اور بے دینوں کی نشانیاں ہیں۔ ——— (ملاحظہ فرمائیے : روح المعانی)

اور احمدی کا بیان ہے کہ: ———

و امّا ما رسمہ اهل زماننا من انهم یهیئون المجالس ویرتکبون فیها بالشرب والفواحش ویجمعون الفسّاق و الاماء یطلبون المغنین الطوائف ویسمعون منهم الغناء یتلذذون بها کثیرا من الهواء النفسانیة والخرافات الشیطانیة ویحمدون علی المغنین باعطاء النعم العظیم ویشکرون علیهم بالاحسان العمیم فلا شك انّ ذلك ذنب کبیر واستحلاله کفر قطعًا و یقینًا لانّه عین لهو الحدیث فی شانهم۔ ——— یعنی:

(اور ہمارے زمانہ کے لوگوں میں جو یہ رواج پڑ گیا ہے کہ ایسی محفلیں سجاتے ہیں جن میں نشہ آور مشروبات اور برائیوں کے مرتکب ہوتے ہیں، فسّاق اور لڑکیوں کو جمع کرتے ہیں، مختلف قسم کے گانے والوں کو بلاتے ہیں، اُن سے گانے سُن کر لطف اندوز ہوتے ہیں۔ یہ سب زیادہ تر نفسانی خواہشات اور شیطانی خرافات ہیں (لیکن افسوس صد افسوس کہ) یہ لوگ اُن گانے والوں کی تعریف کرتے ہیں، بڑی بڑی نعمتوں سے اُنھیں نوازتے ہیں، اور اُن

لوگوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں (گویا یہ اُن پر) بہت بڑا احسان ہو۔

______ حالانکہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ یہ گناہِ کبیرہ ہے اور اِسے جائز سمجھنا قطعی اور یقینی طور پر کُفر ہے۔ کیونکہ یہ اُن لوگوں کے بارے میں بعینہ وہی " لھوالحدیث " ہے (جس کی سزا قرآن مجید نے رُسوا کُن عذابِ جہنّم قرار دی ہے)۔ حوالہ کے لیے ملاحظہ فرمائیے:

* ______ (تفسیر احمدی)

اِن اقوال کو نقل کرنے کے بعد، مولٰنا عبدالماجد دریا بادی اپنی کتاب "تفسیر ماجدی" میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

" اِس سے بڑھ کر بھی ممنوع و ناجائز وہ سارے کھیل تماشے ہوں گے جو تہذیب و تمدّن نے خدا اور آخرت کی طرف سے غافل کرنے کے لیے گڑھ لیے ہیں۔

سنیما، تھیٹر، پکچر، گیلری وغیرھا

نیز.. افسانہ و شعر کا وہ بہت بڑا ذخیرہ، جو آرٹ (فن) کے بڑے پُرفخر کارنامہ کی حیثیّت سے پیش کیا جا رہا ہے ______

مُرشد تھانوی نے فرمایا کہ" اِس میں ہر اُس گانے کی حُرمت آگئی جو عملاً دین سے غفلت کی طرف لے جانے والا ہو، یا اعتقاداً موجبِ ضلال ہو"

حوالہ کے لیے ملاحظہ فرمائیے

* ______ (تفسیر ماجدی صفحہ ۸۲۷)

اور عالمِ اسلام کے نہایت جلیل القدر عالمِ دین، مذہبی رہنما، ادیب، مؤرخ اور مفسرِ قرآن جناب محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۰ھ) جن کی "تاریخ طبری" کو بین الاقوامی شہرت و مقبولیت حاصل ہے، اور جن کے بارے میں اُس زمانے کے نہایت جلیل القدر و مہتم بالشان سیرت نگار اور برادرانِ اہلِ سنت کے مذہبی پیشوا: "جناب محمد بن اسحاق بن خزیمہ" کہتے ہیں کہ:

مَا اَعْلَمُ عَلٰی اَدِیْمِ الْاَرْضِ اَعْلَمُ مِنْ ابْنِ جَرِیْرٍ

(میرے نزدیک (اِس وقت) روئے زمین پر کوئی ایسی شخصیت موجود نہیں ہے جو علم میں جناب "ابنِ جَرِیْر" سے بڑھ کر ہو)۔

اور اگرچہ اس جملہ میں ہمارے نزدیک انتہائی مبالغہ آرائی ہے، تاہم اس سے یہ تو بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ جناب محمد بن جَرِیر طبری، اپنے زمانہ میں علم و تحقیق کی کس بلند منزل پر فائز تھے، اور آپ کے معاصرین آپ کے بارے میں کس قسم کی رائے رکھتے تھے۔

جناب "محمد بن جریر طبری" نے ایک مفصل "تاریخ" کی کتاب کے علاوہ ایک مدلل تفسیر بھی لکھی ہے جس کا پورا نام تو: —

"جامع البیان - عن - تاویل اٰی القراٰن"

ہے لیکن وہ "تفسیر طبری" کے نام سے زیادہ مشہور ہے، جو تیس[۳۰] جلدوں پر مشتمل ہے، اور دنیا بھر کے مشہور و معروف اشاعتی اداروں سے شائع ہوتی رہی ہے۔ ———— اس

کتاب کی جلد ۲۱ میں سورۂ مبارکہ لقمان کی آیت ۶ ۳۱

"وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۚ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۔" ______ (لوگوں میں کچھ ایسے ہیں جو بیہودہ باتوں کو خریدتے ہیں، "تاکہ بغیر سمجھے بوجھے" لوگوں کو خدا کی راہ سے منحرف کریں اور آیاتِ خداوندی سے مسخراپن کریں، بیشک ایسے لوگوں کے لیے بہت رُسوا کرنے والا عذاب ہے۔)

کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ :___

وهو رجل من قريش اشترى جارية مغنية

(اس آیت میں ایک ایسے شخص کی داستان ہے جس کا تعلق قریش سے تھا، اور اُس نے ایک ایسی کنیز خریدی تھی جو گانا گاتی تھی) ۔

جهلا منه بماله فى العاقبة عند الله من وزر ذلك واثمه (اور وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ آخرت میں پیشِ پروردگار اِس خریداری کا کیسا گناہ اور بوجھ اُس پر پڑے گا)

(حوالہ کے لیے ملاحظہ فرمائیے :۔

تفسیر جامع البیان : محمّد بن جریر طبری جلد ۲۱ صفحہ ۶۳، ۶۴)

اِسی طرح عالمِ اسلام کے ایک اور جلیل القدر عالمِ دین جن کا پورا نام :

علاء الدّین علی بن محمّد بن ابراہیم البغدادی

ہے

اور جو "الخازن" ــــــ کے نام سے مشہور ہیں، جن کی وفات ۷۲۵ھ میں ہوئی، اِن کی تفسیر بھی عالمی طور پر جانی پہچانی جاتی ہے

تفسیر کا پورا نام:

"لباب التاویل ــ فی ــ معانی التنزیل"

ہے

لیکن اِسے "تفسیرِ خازن" کے نام سے پہچانا جاتا ہے، اور متعدّد زبانوں میں اِس کا ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔ اُردو زبان میں بھی اِس کا ترجمہ فیصل آباد سے شائع ہو رہا ہے، جس کی پہلی جلد منظرِ عام پر آچکی ہے

اِس تفسیر میں بھی، سورۂ مبارکہ لقمان[۳۱] کی مذکورہ آیت کے بارے میں، علّامہ خازن تحریر فرماتے ہیں کہ:

"ھو شراء القینات والمغنین، ومعنی الایۃ" وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِیْ ذات لھو او ذا لھو الحدیث۔

(یعنی "بیہودہ باتوں" کے خریدنے سے، گانے بجانے کے آلات، یا گانے والے افراد کی خرید و فروخت مراد ہے۔ (کیونکہ اُس زمانہ میں غلاموں اور کنیزوں کی خرید و فروخت عام تھی، اور لوگ ایسے

غلاموں اور کنیزوں کو خاص طور سے خریدتے تھے جو گانے بجانے کے فن سے واقف (فنکار) ہوں) اِس صورت میں "بیہودہ باتیں خریدنے" سے مراد یہ ہے کہ بیہودہ باتوں والے اشخاص، یا ایسی عورتیں جو (گانے بجانے جیسی) بیہودہ باتیں کرتی ہوں۔

وروی البغوی باسناد الثعلبی عن ابی امامہ رضؓ قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم: "لایحل تعلیم المغنیات ولا بیعھن، واثمانھن حرام"۔ . . . . یعنی:

بغوی نے ثعلبی کے سلسلۂ سند سے ابوامامہؓ سے روایت کی ہے کہ:

حضرت رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

"گانے والیوں کو سکھانا جائز نہیں ہے، ان کی بیع وشراء حرام ہے اور اُن کی قیمتیں (بھی) حرام ہیں۔"

وفی مثل ذلک نزلت ھذہ الاٰیۃ وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّشۡتَرِیۡ لَھۡوَ الۡحَدِیۡثِ لِیُضِلَّ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ۔

(اور ایسے ہی معاملات کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ "لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو بیہودہ باتیں خریدتے ہیں، تاکہ لوگوں کو خدا کی راہ سے منحرف کریں۔")

پھر فرماتے ہیں:

وما من رجل یرفع صوتہ بالغناء الا بعث اللہ لہ

شیطانین احدھما علیٰ ھذا المنکب والآخر علیٰ ھذا المنکب فلا یزالان یضربانہ بارجلھما حتی یکون ھو الذی یسکت ۔ ——————— یعنی:

(جو شخص بھی گانا گانے کے لیے آواز بلند کرتا ہے، اُس پر دو شیطان مسلّط کر دیے جاتے ہیں جن میں سے ایک اِدھر کے شانہ پر اور دوسرا دوسری طرف کے شانہ پر سوار ہو جاتا ہے، پھر وہ دونوں شیطان اُسے اپنے دونوں پیروں سے روندتے رہتے ہیں، اور یہ سلسلہ اُس وقت تک جاری رہتا ہے، جب تک کہ وہ خاموش نہ ہو جائے۔)

اور مکحول کہتے ہیں کہ:

"اگر کوئی شخص ایسی کنیز خرید کر لائے جو.. گانے والی ہو... اور اسی حالت میں وہ شخص مرجائے تو میں اُس کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھوں گا۔"

۶۹

اور ابنِ مسعود، ابنِ عبّاس، حسن، عکرمہ اور سعید بن جبیر کا بیان ہے کہ:

"لَهْوَ الْحَدِيثِ" هُوَ الغِنَاءُ ۔ (بیہودہ بات۔ یعنی گانا)

والآیۃ نزلت فیہ ، ومعنی یَشْتَرِی: یستبدل و یختار الغناء والمزامیر والمعازف ---- (یہ آیت گانے اور موسیقی کے بارے میں ہی نازل ہوئی ہے، خریدنے کے معنی: تبادلہ بھی ہے، اور گانا گانے، گانے بجانے کے آلات، ڈھول تاشے وغیرہ کا انتخاب و اختیار بھی ہے کہ یہ باتیں حرام ہیں)

وقال ابو الصھباء :

سألت ابن مسعود عن ھذہ الاٰیة ، فقال :

ھو الغناء واللّٰہ الذی لا الٰہ الّا ھو ۔ یرددھا ثلاث مرات

(ابو صہباء نامی راوی کا بیان ہے کہ :

میں نے مفسّرِ قرآن ، صحابیٔ رسولؐ جناب ابنِ مسعود سے اِس آیت کے بارے میں (جس میں لہو الحدیث کا تذکرہ ہے) دریافت کیا ، تو اُنھوں نے کہا :

خداوندِ وحدہ لاشریک کی قسم کہ اِس سے مراد "گانا" ہے ــــــ

پھر جناب ابنِ مسعود نے تین بار اِس فقرے کو دُہرایا ۔

ــــــــ ۶۹ ــــــــ

وقال ابراھیم النخعی :

الغناء ینبت النفاق

(ابراہیم نخعی کا بیان ہے کہ :

گانے اور موسیقی سے منافقت کی آبیاری ہوتی ہے ۔)

(حوالہ کے لیے ملاحظہ فرمائیے تفسیر خازن جلد ۳ مطبوعہ بیروت ص ۴۳۹)

ــــــــ ★ ــــــــ

نیز :ــــ

اِن ہی کے قریب کے زمانہ کے ایک اور بلند مرتبہ عالم اہلسنّت علّامہ نسفی ۔

جن کا پورا نام :-

عبد اللہ احمد بن محمود النسفی ہے ۔۔۔۔ اپنی مشہور و معروف تفسیر جس کا پورا نام :-

"مدارك التنزيل و حقائق التاويل"

ہے۔ اور جو تفسیرِ نسفی کے نام سے مشہور ہے ۔۔۔۔ اُس کی تیسری جلد میں اِس آیت کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ:-

لَهْوَ الْحَدِيْثِ ..... الغناء

(آیت مذکورہ میں بیہودہ باتوں سے گانا مُراد لیا گیا ہے)۔

وكان ابن مسعود و ابن عبّاس رضی اللہ عنهما يحلفان انه الغناء ۔۔۔۔ (کہ جناب ابنِ مسعود اور حضرت ابنِ عبّاسؓ قسم کھا کر کہتے تھے کہ اس آیت میں گانے اور موسیقی کا تذکرہ ہے۔)

و قيل :-

الغناء مفسدة القلب منفدة للمال مسخطة للرب

(اور ایک قول یہ ہے کہ: گانا: دل کو تباہ، مال کو برباد اور خداوندِ عالم کو ناراض کرنے کا سبب ہے۔)

اِس کے بعد علّامہ نسفی نے بھی حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی وہی حدیث ذکر کی ہے، جس کا تذکرہ تفسیرِ خازن کے حوالہ میں گذر چکا ہے (جس میں گانا گانے والے شخص پر شیطانوں کے مسلّط ہونے کا تذکرہ ہے) ملاحظہ فرمائیے:

(تفسیر نسفی جلد ۳ صفحہ ۴۳۸)

*

برادرانِ اہلِ سنّت کی معتبر ترین کتابوں سے، چند اقتباسات صرف نمونے کے طور پر پیش کیے گئے، تاکہ یہ بات واضح ہوسکے کہ "گانے اور موسیقی" کے بارے میں جو ہمارے علماءِ کرام کا نظریّہ ہے، تقریباً اُسی سے مِلتا جُلتا موقف برادرانِ اہلِ سنّت کے علماء و محققّین اور بزرگان و مفسّرین کا بھی ہے۔

قوّالی و سماع کے گرویدہ، یا موسیقی پر فریفتہ کچھ لوگوں کا ذاتی شوق کیا ہے؟ — اِس سے اِس جگہ بحث مطلوب نہیں ہے، ہمیں تو صرف یہ دیکھنا ہے کہ: قرآن کیا ارشاد فرماتا ہے اور حضراتِ اہلِ بیت طاہرین علیہم السّلام کیا فرماتے ہیں؟

کیونکہ جو کچھ قرآن و اہلِ بیتؑ نے فرمایا ہے وہی حق ہے اور جو کچھ اِس کے خلاف ہے وہ سراسر باطل ہے!

(۵۹)

زیرِ نظر مختصر کتاب میں میری کوشش صرف یہ ہے کہ خدا و رسولؐ اور حضراتِ ائمّۂ طاہرین علیہم السّلام نے گانے اور موسیقی کے بارے میں جو کچھ فرمایا ہے اُس کا خلاصہ پیش کر دیا جائے، تاکہ جو حضرات اِس مسئلہ میں "قرآن و اہلِ بیتؑ" کا نظریّہ سمجھنا چاہیں اُن کے لیے ایک ہی مقام پر تمام حوالے دستیاب ہوں۔

البتّہ یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ اِس موضوع پر ہماری اور

برادرانِ اہلِ سنّت کی تفاسیر، احادیث اور سیرت کی کتابوں میں اتنی کثرت سے احادیث موجود ہیں، جن سب کو کسی ایک کتاب میں جمع کرنا بہت مشکل امر ہے ورنہ اُس کا حجم اتنا زیادہ ہو جائے گا جس کا عام قارئینِ کرام کے لیے مطالعہ دشوار ہو جائے گا۔ اِس لیے میری کوشش ہے کہ اِس مختصر کتاب کے اندر اُن احادیث کا ایک انتخاب پیش کر دیا جائے جو خاندانِ عصمت و طہارت علیہم السّلام کے ذریعے سے ہم تک پہونچی ہیں، اور جو ہماری معتبر ترین کتابوں میں واضح اسناد کے ساتھ موجود ہیں۔

اور جیسا کہ ہر صاحبِ ایمان اِس حقیقت سے باخبر ہے، روایات و احادیث کے بارے میں یہ تحقیق تو کی جا سکتی ہے کہ: یہ بات امام علیہ السّلام یا نبیِٔ اکرم صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے فرمائی ہے یا نہیں ؟ اور روایات میں جو الفاظ استعمال کیے گئے ہیں اُن کے معنی کیا ہیں ؟۔۔۔۔ لیکن کسی حدیث کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ حضراتِ معصومین علیہم السّلام نے فرمائی تو ہے، لیکن میں نہیں مانتا یا یہ کہ امامؑ نے فلاں زمانہ کے بارے میں یہ حکم دیا تھا، اِس جدید زمانہ پر اِسے منطبق کرنا قدامت پسندی ہے؟؟؟

شیعہ ملٹی میڈیا ڈاٹ کام
مرکزی ویب سائٹ آف عزاداری، پاکستان
شیعہ ملٹی میڈیا

فرمانِ
اهلبیتِ
طاہرینؑ

حُرمتِ غناء کے بارے میں
حضرت محمدؐ و آلِ محمدؐ کے ارشادات

ہر مومن اِس حقیقت سے اچھی طرح باخبر ہے کہ دین و دنیا کے تمام معاملات میں ہمارے نزدیک اصل سند اور احکامِ الٰہی کا بنیادی سرچشمہ "قرآن اور اہلِ بیتؑ" ہی ہیں۔

قرآن وہ کتابِ آسمانی ہے جس کے کسی "حرف" کے بارے میں بھی شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے، اور اہلِ بیتِ طاہرین علیہم السّلام کی ذوات مقدّسہ وہ ہیں، جن کے بارے میں مالکِ دوجہاں کا ارشاد ہے کہ:

"وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ اِنِّیْ مَا خَلَقْتُ سَمَآءً مَّبْنِیَّةً وَّلَا اَرْضًا مَّدْحِیَّةً وَّلَا قَمَرًا مُّنِیْرًا وَّلَا شَمْسًا مُّضِیْئَةً وَّلَا فَلَکًا یَّدُوْرُ وَلَا بَحْرًا یَّجْرِیْ وَلَا فُلْکًا یَّسْرِیْ اِلَّا فِیْ مَحَبَّةِ هٰٓؤُلَآءِ الْخَمْسَةِ الَّذِیْنَ هُمْ تَحْتَ الْکِسَآءِ ...."

فَقَالَ الْاَمِیْنُ جِبْرَآئِیْلُ یَا رَبِّ وَمَنْ تَحْتَ الْکِسَآءِ؟
فَقَالَ عَزَّوَجَلَّ:

هُمْ اَهْلُ بَيْتِ النُّبُوَّةِ وَمَعْدِنُ الرِّسَالَةِ
هُمْ فَاطِمَةُ وَاَبُوْهَا وَبَعْلُهَا وَبَنُوْهَا ۔

(مجھے میری عزّت وجلال کی قسم، میں نہ بناتا اِس بلند آسمان کو، گستردہ زمین کو، چمکتے ہوئے چاند کو، روشن سورج کو، اور فلکِ دَور کنندہ کو، اور جاری دریا، اور چلتی ہوئی کشتی کو۔ مگر یہ کہ میں نے اِن پانچ کی محبّت کے (سبب سے ان چیزوں کو) پیدا کیا، جو اِس چادر کے اندر ہیں۔)

تو (یہ سن کر) جبرئیل نے عرض کی: اے میرے پالنے والے! چادر کے اندر کون لوگ ہیں؟

تو خداوندِ عالم نے فرمایا کہ:

وہ پیغمبر کے اہلِ بیت اور رسالت کے مخزن ہیں، ان میں فاطمہ (زہرا) ، اُن کے پدرِ بزرگوار، اُن کے شوہرِ نامدار اور اُن کے دونوں فرزندانِ گوہر آبدار ہیں۔)

اور یہی وہ مقدّس ہستیاں ہیں جن کی عصمت وطہارت کی گواہی، آیۂ تطہیر نے اِن الفاظ میں دی کہ:

" اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ۔" (سورۂ ۳۳ الاحزاب آیت ۳۳)

(اے اہلِ بیتِ پیغمبرؐ! خداوندِ عالم کا ارادہ یہی ہے کہ تم سے ہر قسم کے

رِجس کو دور ہی رکھے، اور تم لوگوں کو ایسا پاک و پاکیزہ رکھے جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔)

(۶۴)

ملتِ جعفریّہ کے نزدیک قرآن فہمی کا راستہ بھی درِ اہلِ بیتؑ ہی سے گذرتا ہے اور قرآن مجید کی کسی آیت کے بارے میں کوئی رائے اُسی وقت معتبر قرار دی جاسکتی ہے جب سرکار محمّدؐ و آلِ محمّد علیہم السّلام کے کسی فرمان کے مخالف نہ ہو۔

اہلِ ایمان کے نزدیک جس طرح یہ طے شدہ حقیقت ہے کہ جس بات سے قرآن نے منع کیا ہو اُسے کسی صورت میں اختیار نہیں کیا جا سکتا، اِسی طرح یہ بھی مسلّم الثّبوت اور قطعی بات ہے کہ جس چیز کیلئے اہلِ بیتِ کِرام کی طرف سے ممانعت وارد ہوئی ہو اُسے کسی بھی قیمت پر اپنایا نہیں جاسکتا۔

اگر قرآن مجید کی خصوصیّت یہ ہے کہ: لَا رَیْبَ فِیْهِ (اِس میں کسی قسم کا کوئی شبہ نہیں ہے۔)

تو اہلِ بیتِ کِرام کی منزلت یہ ہے کہ: لَا عَیْبَ فِیْهِمْ (اِن کی حیاتِ طیّبہ ہر قسم کے رِجس و نقص و عیب سے پاک اور بلند ہے۔)

(۶۵)

اہلِ بیتِ کرامؑ کے بارے میں

ہمارا عقیدہ

نامناسب نہ ہوگا، اگر یہاں یہ بھی واضح کردیا جائے کہ اہلِ بیتِ کرامؑ کے بارے میں ہمارا عقیدہ کیا ہے؟ اگرچہ اجمالی طور سے تو تقریباً سب ہی جانتے ہیں کہ ہم لوگ ائمۂ طاہرین علیہم السّلام کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتے ہیں، تاہم اِس مختصر کتاب کے صفحات کو اپنے عقیدے کی خوشبو سے معطّر کرنے کے لیے ہم ایک اقتباس نذرِ ناظرین کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اِس وضاحت کے ساتھ کہ جب ہم ائمۂ طاہرینؑ میں سے کسی امامؑ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں تو اُن سے مندرجہ ذیل الفاظ کے ذریعہ مخاطب ہونے کا شرف حاصل کرتے ہیں: یَا اَھْلَ بَیْتِ النُّبُوَّۃِ وَمَوْضِعَ الرِّسَالَۃِ وَمُخْتَلِفَ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَمَھْبِطَ الْوَحْیِ وَمَعْدِنَ الرَّحْمَۃِ وَخُزَّانَ الْعِلْمِ وَمُنْتَھَی الْحِلْمِ وَاُصُوْلَ الْکَرَمِ وَقَادَۃَ الْاُمَمِ وَاَوْلِیَآءَ النِّعَمِ وَعَنَاصِرَ الْاَبْرَارِ وَدَعَآئِمَ الْاَخْیَارِ وَسَاسَۃَ الْعِبَادِ وَاَرْکَانَ الْبِلَادِ وَاَبْوَابَ الْاِیْمَانِ وَاُمَنَآءَ الرَّحْمٰنِ وَسُلَالَۃَ النَّبِیِّیْنَ وَصِفْوَۃَ الْمُرْسَلِیْنَ وَعِتْرَۃَ خِیَرَۃِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلٰی

أَئِمَّةِ الْهُدٰى وَمَصَابِيْحِ الدُّجٰى وَاَعْلَامِ التُّقٰى وَذَوِي
النُّهٰى وَاُولِي الْحِجٰى وَكَهْفِ الْوَرٰى وَوَرَثَةِ الْاَنْبِيَآءِ وَ
الْمَثَلِ الْاَعْلٰى وَالدَّعْوَةِ الْحُسْنٰى وَحُجَجِ اللهِ عَلٰى اَهْلِ الدُّنْيَا وَ
الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلٰى مَحَالِّ
مَعْرِفَةِ اللهِ وَمَسَاكِنِ بَرَكَةِ اللهِ وَمَعَادِنِ حِكْمَةِ اللهِ وَحَفَظَةِ
سِرِّ اللهِ وَحَمَلَةِ كِتَابِ اللهِ وَاَوْصِيَآءِ نَبِيِّ اللهِ وَذُرِّيَّةِ
رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ
اَلسَّلَامُ عَلَى الدُّعَاةِ اِلَى اللهِ وَالْاَدِلَّآءِ عَلٰى مَرْضَاتِ اللهِ وَ
الْمُسْتَقِرِّيْنَ فِيْ اَمْرِ اللهِ وَالتَّآمِّيْنَ فِيْ مَحَبَّةِ اللهِ وَالْمُخْلِصِيْنَ
فِيْ تَوْحِيْدِ اللهِ وَالْمُظْهِرِيْنَ لِاَمْرِ اللهِ وَنَهْيِهٖ وَعِبَادِهِ
الْمُكْرَمِيْنَ الَّذِيْنَ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ
يَعْمَلُوْنَ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَى الْاَئِمَّةِ
الدُّعَاةِ وَالْقَادَةِ الْهُدَاةِ وَالسَّادَةِ الْوُلَاةِ وَالذَّادَةِ الْحُمَاةِ
وَاَهْلِ الذِّكْرِ وَاُولِي الْاَمْرِ وَبَقِيَّةِ اللهِ وَخِيَرَتِهٖ وَحِزْبِهٖ
وَعَيْبَةِ عِلْمِهٖ وَحُجَّتِهٖ وَصِرَاطِهٖ وَنُوْرِهٖ وَبُرْهَانِهٖ وَ
رَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ
لَا شَرِيْكَ لَهٗ كَمَا شَهِدَ اللهُ لِنَفْسِهٖ وَشَهِدَتْ لَهٗ
مَلٰٓئِكَتُهٗ وَاُولُوا الْعِلْمِ مِنْ خَلْقِهٖ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ الْمُنْتَجَبُ وَ
رَسُولُهُ الْمُرْتَضٰى اَرْسَلَهُ بِالْهُدٰى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى
الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْكَرِهَ الْمُشْرِكُونَ وَاَشْهَدُ اَنَّكُمُ
الْاَئِمَّةُ الرَّاشِدُونَ الْمَهْدِيُّونَ الْمَعْصُومُونَ الْمُكَرَّمُونَ
الْمُقَرَّبُونَ الْمُتَّقُونَ الصَّادِقُونَ الْمُصْطَفَوْنَ الْمُطِيعُونَ
لِلّٰهِ الْقَوَّامُونَ بِاَمْرِهِ الْعَامِلُونَ بِاِرَادَتِهِ الْفَآئِزُونَ بِكَرَامَتِهِ
اِصْطَفَاكُمْ بِعِلْمِهِ وَارْتَضَاكُمْ لِغَيْبِهِ وَاخْتَارَكُمْ
لِسِرِّهِ وَاجْتَبٰكُمْ بِقُدْرَتِهِ وَاَعَزَّكُمْ بِهُدٰهُ وَ
خَصَّكُمْ بِبُرْهَانِهِ وَانْتَجَبَكُمْ لِنُورِهِ وَاَيَّدَكُمْ بِرُوحِهِ
وَرَضِيَكُمْ خُلَفَآءَ فِي اَرْضِهِ وَحُجَجًا عَلٰى بَرِيَّتِهِ وَ
اَنْصَارًا لِدِينِهِ وَحَفَظَةً لِسِرِّهِ وَخَزَنَةً لِعِلْمِهِ وَ
مُسْتَوْدَعًا لِحِكْمَتِهِ وَتَرَاجِمَةً لِوَحْيِهِ وَاَرْكَانًا لِتَوْحِيدِهِ
وَشُهَدَآءَ عَلٰى خَلْقِهِ وَاَعْلَامًا لِعِبَادِهِ وَمَنَارًا فِي بِلَادِهِ
وَاَدِلَّآءَ عَلٰى صِرَاطِهِ عَصَمَكُمُ اللّٰهُ مِنَ الزَّلَلِ وَاٰمَنَكُمْ
مِّنَ الْفِتَنِ وَطَهَّرَكُمْ مِنَ الدَّنَسِ وَاَذْهَبَ عَنْكُمُ
الرِّجْسَ وَطَهَّرَكُمْ تَطْهِيرًا فَعَظَّمْتُمْ جَلَالَهُ وَاَكْبَرْتُمْ
شَانَهُ وَمَجَّدْتُمْ كَرَمَهُ وَاَدَمْتُمْ ذِكْرَهُ وَوَكَّدْتُمْ مِيثَاقَهُ
وَاَحْكَمْتُمْ عَقْدَ طَاعَتِهِ وَنَصَحْتُمْ لَهُ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ

وَدَعَوْتُمْ اِلٰی سَبِیْلِهٖ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ
وَبَذَلْتُمْ اَنْفُسَکُمْ فِیْ مَرْضَاتِهٖ وَصَبَرْتُمْ عَلٰی مَا اَصَابَکُمْ
فِیْ جَنْبِهٖ وَاَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَیْتُمُ الزَّکٰوةَ وَاَمَرْتُمْ
بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَیْتُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَجَاهَدْتُّمْ فِی اللّٰهِ حَقَّ
جِهَادِهٖ حَتّٰی اَعْلَنْتُمْ دَعْوَتَهٗ وَبَیَّنْتُمْ فَرَائِضَهٗ وَ
اَقَمْتُمْ حُدُوْدَهٗ وَنَشَرْتُمْ شَرَایِعَ اَحْکَامِهٖ وَسَنَنْتُمْ
سُنَّتَهٗ وَصِرْتُمْ فِیْ ذٰلِكَ مِنْهُ اِلَی الرِّضَا وَسَلَّمْتُمْ لَهُ
الْقَضَآءَ وَصَدَّقْتُمْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ مَّضٰی فَالرَّاغِبُ
عَنْکُمْ مَّارِقٌ وَّاللَّازِمُ لَکُمْ لَاحِقٌ وَالْمُقَصِّرُ فِیْ حَقِّکُمْ
زَاهِقٌ وَّالْحَقُّ مَعَکُمْ وَفِیْکُمْ وَمِنْکُمْ وَاِلَیْکُمْ وَاَنْتُمْ
اَهْلُهٗ وَمَعْدِنُهٗ وَمِیْرَاثُ النُّبُوَّةِ عِنْدَکُمْ وَاِیَابُ الْخَلْقِ
اِلَیْکُمْ وَحِسَابُهُمْ عَلَیْکُمْ وَفَصْلُ الْخِطَابِ عِنْدَکُمْ وَ
اٰیَاتُ اللّٰهِ لَدَیْکُمْ وَعَزَائِمُهٗ فِیْکُمْ وَنُوْرُهٗ وَبُرْهَانُهٗ
عِنْدَکُمْ وَاَمْرُهٗ اِلَیْکُمْ مَنْ وَّالَاکُمْ فَقَدْ وَالَی اللّٰهَ وَمَنْ
عَادَاکُمْ فَقَدْ عَادَاللّٰهَ وَمَنْ اَحَبَّکُمْ فَقَدْ اَحَبَّ اللّٰهَ وَمَنْ
اَبْغَضَکُمْ فَقَدْ اَبْغَضَ اللّٰهَ وَمَنِ اعْتَصَمَ بِکُمْ فَقَدِ اعْتَصَمَ
بِاللّٰهِ اَنْتُمُ الصِّرَاطُ الْاَقْوَمُ وَشُهَدَآءُ دَارِ الْفَنَاءِ وَشُفَعَآءُ
دَارِ الْبَقَآءِ وَالرَّحْمَةُ الْمَوْصُوْلَةُ وَالْاٰیَةُ الْمَخْزُوْنَةُ وَ

وَالْاَمَانَةُ الْمَحْفُوظَةُ وَالْبَابُ الْمُبْتَلٰى بِهِ النَّاسُ مَنْ
اَتٰىكُمْ نَجٰى وَمَنْ لَمْ يَاْتِكُمْ هَلَكَ اِلَى اللهِ تَدْعُوْنَ وَعَلَيْهِ
تَدُلُّوْنَ وَبِهٖ تُؤْمِنُوْنَ وَلَهٗ تُسَلِّمُوْنَ وَبِاَمْرِهٖ تَعْلَمُوْنَ وَاِلٰى
سَبِيْلِهٖ تُرْشِدُوْنَ وَبِقَوْلِهٖ تَحْكُمُوْنَ سَعَدَ مَنْ وَالَاكُمْ وَ
هَلَكَ مَنْ عَادَاكُمْ وَخَابَ مَنْ جَحَدَكُمْ وَضَلَّ مَنْ
فَارَقَكُمْ وَفَازَ مَنْ تَمَسَّكَ بِكُمْ وَاَمِنَ مَنْ لَجَاَ اِلَيْكُمْ
وَسَلِمَ مَنْ صَدَّقَكُمْ وَهُدِيَ مَنِ اعْتَصَمَ بِكُمْ مَنِ
اتَّبَعَكُمْ فَالْجَنَّةُ مَاْوٰىهُ وَمَنْ خَالَفَكُمْ فَالنَّارُ مَثْوٰىهُ
وَمَنْ جَحَدَكُمْ كَافِرٌ وَّمَنْ حَارَبَكُمْ مُّشْرِكٌ وَّمَنْ رَّدَّ
عَلَيْكُمْ فِيْ اَسْفَلِ دَرْكٍ مِّنَ الْجَحِيْمِ اَشْهَدُ اَنَّ هٰذَا
سَابِقٌ لَّكُمْ فِيْمَا مَضٰى وَجَارٍ لَّكُمْ فِيْمَا بَقِيَ وَاَنَّ اَرْوَاحَكُمْ
وَنُوْرَكُمْ وَطِيْنَتَكُمْ وَاحِدَةٌ طَابَتْ وَطَهُرَتْ بَعْضُهَا
مِنْ بَعْضٍ خَلَقَكُمُ اللهُ اَنْوَارًا فَجَعَلَكُمْ بِعَرْشِهٖ
مُحْدِقِيْنَ حَتّٰى مَنَّ عَلَيْنَا بِكُمْ فَجَعَلَكُمْ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ
اللهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَجَعَلَ صَلٰوتَنَا عَلَيْكُمْ
وَمَا خَصَّنَا بِهٖ مِنْ وِلَايَتِكُمْ طِيْبًا لِّخَلْقِنَا وَطَهَارَةً لِّاَنْفُسِنَا
وَتَزْكِيَةً لَّنَا وَكَفَّارَةً لِّذُنُوْبِنَا فَكُنَّا عِنْدَهٗ مُسَلِّمِيْنَ
بِفَضْلِكُمْ وَمَعْرُوْفِيْنَ بِتَصْدِيْقِنَا اِيَّاكُمْ فَبَلَغَ اللهُ بِكُمْ

اَشْرَفَ مَحَلِّ الْمُكْرَمِيْنَ وَاَعْلٰى مَنَازِلِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَاَرْفَعَ
دَرَجَاتِ الْمُرْسَلِيْنَ حَيْثُ لَا يَلْحَقُهٗ لَاحِقٌ وَلَا يَفُوْقُهٗ
فَائِقٌ وَّلَا يَسْبِقُهٗ سَابِقٌ وَلَا يَطْمَعُ فِيْ اِدْرَاكِهٖ طَامِعٌ
حَتّٰى لَا يَبْقٰى مَلَكٌ مُّقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُّرْسَلٌ وَّلَا صِدِّيْقٌ
وَّلَا شَهِيْدٌ وَّلَا عَالِمٌ وَّلَا جَاهِلٌ وَّلَا دَنِيٌّ وَّلَا فَاضِلٌ
وَّلَا مُؤْمِنٌ صَالِحٌ وَّلَا فَاجِرٌ طَالِحٌ وَّلَا جَبَّارٌ عَنِيْدٌ وَّلَا
شَيْطَانٌ مَّرِيْدٌ وَّلَا خَلْقٌ فِيْمَا بَيْنَ ذٰلِكَ شَهِيْدٌ اِلَّا
عَرَّفَهُمْ جَلَالَةَ اَمْرِكُمْ وَعِظَمَ خَطَرِكُمْ وَكِبَرَ شَاْنِكُمْ وَ
تَمَامَ نُوْرِكُمْ وَصِدْقَ مَقَاعِدِكُمْ وَثَبَاتَ مَقَامِكُمْ وَشَرَفَ
مَحَلِّكُمْ وَمَنْزِلَتِكُمْ عِنْدَهٗ وَكَرَامَتَكُمْ عَلَيْهِ وَخَاصَّتَكُمْ
لَدَيْهِ وَقُرْبَ مَنْزِلَتِكُمْ مِنْهُ بِاَبِيْ اَنْتُمْ وَاُمِّيْ وَاَهْلِيْ وَ
مَالِيْ وَاُسْرَتِيْ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ مُؤْمِنٌ بِكُمْ وَ
بِمَا اٰمَنْتُمْ بِهٖ كَافِرٌ بِعَدُوِّكُمْ وَبِمَا كَفَرْتُمْ بِهٖ مُسْتَبْصِرٌ
بِشَاْنِكُمْ وَبِضَلَالَةِ مَنْ خَالَفَكُمْ مُّوَالٍ لَّكُمْ وَلِاَوْلِيَآئِكُمْ
مُبْغِضٌ لِّاَعْدَآئِكُمْ وَمُعَادٍ لَّهُمْ سِلْمٌ لِّمَنْ سَالَمَكُمْ
وَحَرْبٌ لِّمَنْ حَارَبَكُمْ مُحَقِّقٌ لِّمَا حَقَّقْتُمْ مُبْطِلٌ لِّمَا
اَبْطَلْتُمْ مُطِيْعٌ لَّكُمْ عَارِفٌ بِحَقِّكُمْ مُقِرٌّ بِفَضْلِكُمْ
مُحْتَمِلٌ لِّعِلْمِكُمْ مُحْتَجِبٌ بِذِمَّتِكُمْ مُعْتَرِفٌ بِكُمْ مُؤْمِنٌ

بِاِيَابِكُمْ مُصَدِّقٌ بِرَجْعَتِكُمْ مُنْتَظِرٌ لِاَمْرِكُمْ
مُرْتَقِبٌ لِدَوْلَتِكُمْ اٰخِذٌ بِقَوْلِكُمْ عَامِلٌ لِاَمْرِكُمْ
مُسْتَجِيْرٌ بِكُمْ زَائِرٌ لَكُمْ لَائِذٌ عَائِذٌ بِقُبُوْرِكُمْ
مُسْتَشْفِعٌ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ بِكُمْ وَمُتَقَرِّبٌ بِكُمْ
اِلَيْهِ وَمُقَدِّمُكُمْ اَمَامَ طَلِبَتِيْ وَحَوَائِجِيْ وَاِرَادَتِيْ
فِيْ كُلِّ اَحْوَالِيْ وَاُمُوْرِيْ مُؤْمِنٌ بِسِرِّكُمْ وَعَلَانِيَتِكُمْ
وَشَاهِدِكُمْ وَغَائِبِكُمْ وَاَوَّلِكُمْ وَاٰخِرِكُمْ وَمُفَوِّضٌ
فِيْ ذٰلِكَ كُلِّهٖ اِلَيْكُمْ وَمُسَلِّمٌ فِيْهِ مَعَكُمْ وَقَلْبِيْ لَكُمْ
مُسَلِّمٌ وَرَاْيِيْ لَكُمْ تَبَعٌ وَنُصْرَتِيْ لَكُمْ مُعَدَّةٌ حَتّٰى
يُحْيِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى دِيْنَهٗ بِكُمْ وَيَرُدَّكُمْ فِيْ اَيَّامِهٖ وَ
يُظْهِرَكُمْ لِعَدْلِهٖ وَيُمَكِّنَكُمْ فِيْ اَرْضِهٖ فَمَعَكُمْ
مَعَكُمْ لَامَعَ غَيْرِكُمْ اٰمَنْتُ بِكُمْ وَتَوَلَّيْتُ بِهٖ اَوَّلَكُمْ
وَبَرِئْتُ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ اَعْدَآئِكُمْ وَمِنَ الْجِبْتِ
وَالطَّاغُوْتِ وَالشَّيَاطِيْنِ وَحِزْبِهِمُ الظَّالِمِيْنَ لَكُمُ
الْجَاحِدِيْنَ لِحَقِّكُمْ وَالْمَارِقِيْنَ مِنْ وِلَايَتِكُمْ وَ
الْغَاصِبِيْنَ لِاِرْثِكُمُ الشَّاكِّيْنَ فِيْكُمُ الْمُنْحَرِفِيْنَ
عَنْكُمْ وَمِنْ كُلِّ وَلِيْجَةٍ دُوْنَكُمْ وَكُلِّ مُطَاعٍ
سِوَاكُمْ وَمِنَ الْاَئِمَّةِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ فَثَبَّتَنِيَ

اللّٰهُ اَبَدًا اَمَا حَيِيتُ عَلٰى مُوَالَاتِكُمْ وَ مَحَبَّتِكُمْ وَ
دِينِكُمْ وَ وَفَّقَنِيْ لِطَاعَتِكُمْ وَ رَزَقَنِيْ شَفَاعَتَكُمْ وَ
جَعَلَنِيْ مِنْ خِيَارِ مَوَالِيْكُمُ التَّابِعِيْنَ لِمَا دَعَوْتُمْ اِلَيْهِ
وَجَعَلَنِيْ مِمَّنْ يَقْتَصُّ اٰثَارَكُمْ وَيَسْلُكُ سَبِيْلَكُمْ
وَيَهْتَدِيْ بِهُدَاكُمْ وَيُحْشَرُ فِيْ زُمْرَتِكُمْ وَيَكِرُّ
فِيْ رَجْعَتِكُمْ وَ يُمَلَّكُ فِيْ دَوْلَتِكُمْ وَ يُشَرَّفُ فِيْ
عَافِيَتِكُمْ وَ يُمَكَّنُ فِيْ اَيَّامِكُمْ وَ تَقِرُّ عَيْنُهٗ غَدًا
بِرُؤْيَتِكُمْ بِاَبِيْ اَنْتُمْ وَ اُمِّيْ وَ نَفْسِيْ وَ اَهْلِيْ وَمَالِيْ مَنْ
اَرَادَ اللّٰهَ بَدَءَ بِكُمْ وَ مَنْ وَحَّدَهٗ قَبِلَ عَنْكُمْ وَ مَنْ
قَصَدَهٗ تَوَجَّهَ بِكُمْ مَوَالِيَّ لَا اُحْصِيْ ثَنَائَكُمْ وَلَا اَبْلُغُ
مِنَ الْمَدْحِ كُنْهَكُمْ وَمِنَ الْوَصْفِ قَدْرَكُمْ وَاَنْتُمْ
نُوْرُ الْاَخْيَارِ وَهُدَاةُ الْاَبْرَارِ وَحُجَجُ الْجَبَّارِ بِكُمْ
فَتَحَ اللّٰهُ وَبِكُمْ يَخْتِمُ وَبِكُمْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَبِكُمْ
يُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ وَبِكُمْ
يُنَفِّسُ الْهَمَّ وَ يَكْشِفُ الضُّرَّ وَعِنْدَكُمْ مَا نَزَلَتْ
بِهٖ رُسُلُهٗ وَهَبَطَتْ بِهٖ مَلٰٓئِكَتُهٗ وَاِلٰى جَدِّكُمْ
(وَاِلٰى اَخِيْكَ) بُعِثَ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ اٰتَاكُمُ اللّٰهُ مَا لَمْ
يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِيْنَ طَاْطَاَ كُلُّ شَرِيْفٍ لِّشَرَفِكُمْ

وَبَخَعَ كُلُّ مُتَكَبِّرٍ لِّطَاعَتِكُمْ وَخَضَعَ كُلُّ
جَبَّارٍ لِّفَضْلِكُمْ وَذَلَّ كُلُّ شَيْءٍ لَّكُمْ وَاَشْرَقَتِ
الْاَرْضُ بِنُوْرِكُمْ وَفَازَ الْفَآئِزُوْنَ بِوِلَايَتِكُمْ بِكُمْ
يُسْلَكُ اِلَى الرِّضْوَانِ وَعَلٰى مَنْ جَحَدَ وِلَايَتَكُمْ غَضَبُ
الرَّحْمٰنِ بِاَبِيْ اَنْتُمْ وَاُمِّيْ وَنَفْسِيْ وَاَهْلِيْ وَمَالِيْ ذِكْرُكُمْ
فِي الْاَسْمَاءِ وَاَجْسَادُكُمْ فِي الْاَجْسَادِ وَاَرْوَاحُكُمْ فِي
الْاَرْوَاحِ وَاَنْفُسُكُمْ فِي النُّفُوْسِ وَاٰثَارُكُمْ فِي الْاٰثَارِ
وَقُبُوْرُكُمْ فِي الْقُبُوْرِ فَمَا اَحْلٰى اَسْمَآئَكُمْ وَاَكْرَمَ
اَنْفُسَكُمْ وَاَعْظَمَ شَاْنَكُمْ وَاَجَلَّ خَطَرَكُمْ وَاَوْفٰى
عَهْدَكُمْ وَاَصْدَقَ وَعْدَكُمْ كَلَامُكُمْ نُوْرٌ وَّ
اَمْرُكُمْ رُشْدٌ وَّوَصِيَّتُكُمُ التَّقْوٰى وَفِعْلُكُمُ الْخَيْرُ
وَعَادَتُكُمُ الْاِحْسَانُ وَسَجِيَّتُكُمُ الْكَرَمُ وَشَاْنُكُمُ
الْحَقُّ وَالصِّدْقُ وَالرِّفْقُ وَقَوْلُكُمْ حُكْمٌ وَّ
حَتْمٌ وَرَاْيُكُمْ عِلْمٌ وَّحِلْمٌ وَّحَزْمٌ اِنْ ذُكِرَ الْخَيْرُ
كُنْتُمْ اَوَّلَهٗ وَاَصْلَهٗ وَفَرْعَهٗ وَمَعْدِنَهٗ وَمَاْوٰهُ
وَمُنْتَهَاهُ بِاَبِيْ اَنْتُمْ وَاُمِّيْ وَنَفْسِيْ كَيْفَ اَصِفُ
حُسْنَ ثَنَآئِكُمْ وَاُحْصِيْ جَمِيْلَ بَلَآئِكُمْ وَبِكُمْ
اَخْرَجَنَا اللّٰهُ مِنَ الذُّلِّ وَفَرَّجَ عَنَّا غَمَرَاتِ الْكُرُوْبِ

وَ اَنْقَذَنَا مِنْ شَفَا جُرُفِ الْهَلَكَاتِ مِنَ النَّارِ بِاَبِیْ اَنْتُمْ وَ اُمِّیْ وَنَفْسِیْ بِمُوَالَاتِکُمْ عَلَّمَنَا اللّٰهُ مَعَالِمَ دِیْنِنَا وَ اَصْلَحَ مَا کَانَ فَسَدَ مِنْ دُنْیَانَا وَ بِمُوَالَاتِکُمْ تَمَّتِ الْکَلِمَةُ وَ عَظُمَتِ النِّعْمَةُ وَ ائْتَلَفَتِ الْفُرْقَةُ وَ بِمُوَالَاتِکُمْ تُقْبَلُ الطَّاعَةُ الْمُفْتَرَضَةُ وَ لَکُمُ الْمَوَدَّةُ الْوَاجِبَةُ وَ الدَّرَجَاتُ الرَّفِیْعَةُ وَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ وَ الْمَکَانُ الْمَعْلُوْمُ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَ الْجَاهُ الْعَظِیْمُ وَ الشَّاْنُ الْکَبِیْرُ وَ الشَّفَاعَةُ الْمَقْبُوْلَةُ

اِس عبارت سے ہمارا عقیدہ مکمّل طور سے واضح ہو جاتا ہے اور پھر کسی شخص کے لیے بھی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی ____ اور مذکورہ بالا جملوں پر غور کرنے سے حضرات محمدؐ و آلِ محمدؐ علیہم السّلام کی عظمتِ منزلت خود بخود دلوں کے اندر اُترتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔

اِس عبارت میں حضراتِ اہلِ بیت طاہرین علیہم السّلام کی مدح و ثناء اور توصیف بھی ہے، پیشِ پروردگارِ عالم اُن کی عظمت وجلالت بھی ____ اور اسی کے ساتھ بنی نوعِ انسان کو یہ درس بھی دیا گیا ہے کہ اِس مقدّس بارگاہ میں حاضری کا طریقہ اور باریابی کا سلیقہ کیا ہے؟

اُردو داں طبقہ کی سہولت کے لیے اِس کا عام فہم ترجمہ حاضرِ خدمت ہے:

(اے اہلِ بیتِ نبوّت و مرکزِ رسالت! فرشتوں کے آنے جانے کا

مقام، وحی کے نزول کی جگہ، رحمت کے معدن، علم کے خزانے
حلم و بُردباری کی انتہا، کرم کی بُنیاد، تمام اقوامِ عالم کے قائد،
نعمتوں کے سرپرست، نیکیوں کے عنصر، اچھائیوں کے ستون،
بندگانِ خدا کے سیّد و سردار، آبادیوں کے ارکان، ایمان کے ابواب،
رحمان کے امانتدار، انبیاؑء (کی صفات) کا جوہر، مرسلین کا انتخاب،
اور اللہ کی سب سے عظیم المرتبت مخلوق (حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے
اہلِ خاندان!

آپ حضرات پر سلام ہو، اور اللہ کی رحمتیں و برکتیں

(۱۸)

اے ائمہ ہدایت! تاریکیوں میں چراغ، تقوٰی کے پرچم،
مرکزِ عقل و دانش، کائنات کی پناہ گاہ، انبیاؑء کے وارث،
سب سے اعلیٰ مثال، سب سے حسین پیغام، اور دنیا و آخرت کے لوگوں
پر اللہ کی حجت و نشانی!

آپ حضرات پر سلام اور اللہ کی رحمتیں و برکتیں

(۱۹)

اے معرفتِ الٰہی کے مراکز! اللہ کی برکتوں کے مسکن، حکمتِ الٰہی
کے معدن اور رموزِ خداوندی کے محافظ، کتابِ الٰہی کے پاسبان،
نبیِ اکرم کے برحق جانشین، اور حضرت رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اولاد!

آپ حضرات پر سلام اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں

(۵)

اے خداوندِ عالم کی طرف دعوت دینے والے! اُس کی خوشنودیوں کی طرف رہنمائی کرنے والے، امرِ پروردگار پر ثابت قدم رہنے والے، محبتِ الٰہی میں کامل، توحیدِ الٰہی میں صاحبانِ اخلاص، خدا کے امر و نہی کو ظاہر کرنے والے، اُس کے نہایت مکرّم بندے جو گفتگو میں اُس پر سبقت نہیں کرتے اور اُس کے حکم کے مطابق ہی عمل کرتے ہیں

آپ حضرات پر سلام اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں

(۶)

اے ائمۂ برحق! اللہ کی طرف دعوت دینے والے، بندوں کی قیادت کرنے والے، سیّد و سردار، والی و سرپرست، دفاع و حمایت کرنے والے، صاحبانِ ذکر، اولی الامر، بقیۃ اللہ، اُس کے بندوں میں سب سے نیک، اُس کے خاص بندے، اُس کے علم کے خزانے، اُس کی طرف سے (بندوں کے لیے) حجّت صراطِ مستقیم، اور نور و برہان۔

آپ حضرات پر سلام اور اللہ کی رحمتیں اور اُسکی برکتیں

(۷)

میں گواہی دیتا ہوں کہ خداوندِ عالم یک و تنہا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں ہے، جیسا کہ اُس نے خود بھی گواہی دی ہے، اُس کے فرشتے بھی گواہ ہیں اور مخلوقات میں سے صاحبانِ علم بھی (کہ) وہ تنہا ہے، اور صاحبِ عزّت و حکمت بھی،

اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم خدا کے منتخب بندے اور پسندیدہ رسول ہیں جنھیں اُس نے ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اُنھیں ہر دین پر غالب کرے اگرچہ یہ بات مشرکوں کو ناگوار ہی کیوں نہ گذرے؛

اور اسی کے ساتھ میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ:

(اے اہلِ بیتِ پیغمبر!) آپ ہی امامِ برحق، رہنمائی کرنے والے، ہدایت یافتہ، معصوم، مکرّم، مقرّبِ بارگاہِ خداوندی، صاحبانِ تقویٰ، اہلِ صدق و صفا، اللہ کی خالص اطاعت کرنے والے، اُس کے امر کو قائم کرنے والے، اُس کے ارادوں پر عمل کرنے والے، اُس کی کرامت پر فائز ہونے والے ہیں ــــــ خداوندِ عالم نے آپ حضرات کو اپنے علوم کے لیے منتخب کیا، اپنے غیب کے لیے پسند کیا، اپنے راز کے لیے اختیار کیا، اپنی قدرت سے آپ کو مجتبےٰ بنایا، ہدایت کی بنا پر معزّز بنایا، اپنی بُرہان کو آپ کیلیۓ مخصوص قرار دیا، اپنے نور کے لئے آپ کا انتخاب کیا، اپنی روح کے ذریعے

سے آپ کی تائید فرمائی، اپنی زمین پر آپ کو اپنی نیابت کے لیے منتخب کیا۔ مخلوقات پر آپ کو اپنی حجّت قرار دیا، آپ حضرات کو اپنے دین کا مددگار، اپنے رازوں کا محافظ، اپنے علم کا خزینہ دار، اپنی حکمت کا ورثہ دار، اپنی وحی کا ترجمان، توحید کے ارکان، مخلوقات کے لیے گواہ، بندوں کے لیے نشانِ راہ، شہروں میں روشنی کا چراغ اور صراطِ مستقیم کی طرف رہنما بنایا۔

آپ حضرات کو ہر قسم کی خطا و لغزش سے محفوظ و معصوم، ہر عیب سے بَری، اور ہر نقص سے پاک قرار دیا ——— ہر قسم کے رِجس کو آپ سے دور رکھا، اور آپ کو ایسا طیّب و طاہر قرار دیا جو طہارت کا حق ہے۔

آپ نے خداوندِ عالم کی جلالتِ قدر کی تعظیم کی، اُس کی شان کو نمایاں کیا، اُس کے کرم کی تحمید و تمجید کی، اُس کے ذکر کو دوام بخشا، اُس کے میثاق کی تاکید کی، اُس کی اطاعت کے عہد و پیمان کو مستحکم کیا، ظاہر و باطن میں اُس سے اخلاص برتا، حکمت و دانائی اور عمدہ نصیحت کے ذریعے سے لوگوں کو خدا کے راستہ کی طرف بُلایا، اُس کی خوشنودی کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا، اور اُس کی راہ میں جن مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑا، اُن پر صبر کیا؛

آپ نے نماز قائم کی، زکوٰۃ ادا کی، (لوگوں کو) نیکی کی ہدایت کی، بُرائی سے روکا، اور خدا کی راہ میں جہاد کا حق ادا کیا ـــــ یہاں تک کہ اُس کی دعوت کو عام کیا، اُس کے فرائض کو واضح کیا، اُس کے حُدود کو قائم کیا، اُس کے احکامِ شریعت کی نشرواشاعت کی، اور اُس کے سُنن کی وضاحت کی

اور اِن تمام باتوں میں آپ کی توجّہ اُس کی رضامندی کی طرف رہی، اُس کے ہر فیصلے کو آپ نے تسلیم کیا، اور سابقہ پیغمبروں کی بھی آپ نے بھرپور تصدیق فرمائی۔

(اے اہلِ بیتِ پیغمبرؐ!) جو شخص آپ سے منحرف ہو وہ دین سے خارج ہے، جو آپ سے وابستہ ہو وہ دین سے پیوستہ ہے اور جو آپ کے حق میں کوتاہی کرے وہ برباد ہے، کیونکہ حق آپ ہی کے ساتھ ہے، آپ کے گھر میں ہے، آپ ہی کے یہاں سے ہے، اور آپ ہی کی طرف ہے، آپ ہی اہلِ حق بھی ہیں اور معدنِ حق بھی ـــــ نبوّت کی میراث آپ ہی کے پاس ہے، بندوں کو (آخرکار) آپ ہی کی طرف آنا ہے، آپ ہی اُن کا محاسبہ کرنے والے ہیں، فصل الخطاب آپ ہی کے پاس ہے، آیاتِ الٰہی کا مرکز آپ ہی حضرات ہیں، ـــــ (قرآن مجید کی) اہم ترین آیتیں آپ حضرات کے بارے میں (نازل ہوئی) ہیں، اُس کا نور و بُرہان آپ کے پاس ہے اور اُن کا امر بھی آپ ہی کے

اختیار میں ہے ـــــــــــ جو شخص آپ حضرات سے محبت کرے وہ درحقیقت خدا سے محبت کرتا ہے، اور جو آپ سے عداوت کرے وہ خدا سے عداوت کرتا ہے، آپ سے اُلفت رکھنے والا، خدا سے اُلفت رکھنے والا ہے، جو آپ سے بغض رکھے وہ درحقیقت خدا سے بغض رکھتا ہے، اور جو آپ سے وابستہ رہے وہ درحقیقت خدا سے وابستہ ہے۔

آپ ہی کی ذات مضبوط ترین صراط ہے، اِس دنیا میں لوگوں پر گواہ، اور آخرت میں شفاعت کرنے والے آپ ہیں۔

آپ اللہ کی بے پایاں رحمت ہیں، اُس کی مخفی نشانی ہیں، اُس کی محفوظ امانت ہیں، اور وہ بابِ خداوندی ہیں جس کے ذریعے لوگوں کا امتحان لیا گیا ہے ـــــــــــ پھر جو شخص آپ کی طرف آ گیا اُس کے لیے نجات ہے اور جو آپ سے دور ہوا اُس کے لیے ہلاکت ہے۔

آپ حضرات، اللہ ہی کی طرف دعوت دیتے ہیں، اُسی کی طرف رہنمائی کرتے ہیں، اُسی پر ایمان رکھتے ہیں، اُسی کے آگے سرِ تسلیم خم کرتے ہیں، اُسی کے حکم کے مطابق عمل کرتے ہیں، اُسی کے راستے کی طرف رہبری کرتے ہیں اور اُسی کے فرمان کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں۔

خوش قسمت ہے وہ شخص جسے آپ کی ولایت نصیب ہو،
اور ہلاکت و بربادی ہے اُسی شخص کے لیے جو آپ سے عداوت رکھے۔

جس نے آپ (کے حق) کا انکار کیا وہ (قیامت میں) خائب و
خاسر رہے گا، جس نے آپ کا ساتھ چھوڑا وہ گمراہ ہے، ــــــــ
جو آپ کے دامن سے وابستہ رہا وہ فائز المرام ہے، جو آپ کی پناہ
میں آجائے اُس کے لیے امان ہے، جو آپ کی تصدیق کرے اُس کے
لیے سلامتی ہے، اور جو آپ کا دامن مضبوطی سے تھام لے وہ ہدایت
پاگیا۔

جو آپ کا اتباع کرے اُس کی آرام گاہ جنّت ہے اور جو آپ کی
مخالفت کرے اُس کا ٹھکانہ جہنّم ہے، جو آپ کا انکار کرے، وہ
بے دین ہے، جس نے آپ سے جنگ کی وہ (کافر و) مشرک ہے
اور جو آپ کے فرمان کو ٹھکرائے، وہ جہنّم کے نچلے گڑھوں میں گرے گا۔

(۹)

میں گواہی دیتا ہوں کہ ماضی میں بھی آپ کا مرتبہ سب سے
بلند رہا ہے، اور آنے والے دَور میں بھی (آپ کی عظمت) کا پرچم لہراتا
رہے گا، آپ کی ارواح، آپ کا نور، آپ کی طینت، سب منفرد و
یکتا ہے، اور سب کچھ طیّب و طاہر ہے۔۔

خداوندِ عالم نے آپ حضرات کو نور کی شکل میں پیدا کیا،

اور عرش کی بلندیوں پر آپ کو جگہ دی، پھر اُس نے ہم پر یہ احسان کیا کہ آپ حضرات کو (ہماری ہدایت و رہنمائی کے لیے زمین پر بھیجا تو) ایسے گھروں میں رکھا جن کو اُس نے یہ خصوصی اجازت دی تھی کہ اُنھیں بلند رکھا جائے اور اُن میں اُس کے نام کو (مسلسل) یاد کیا جاتا رہے!

اور ہم لوگ جو آپ حضرات پر دُرود بھیجتے ہیں، اور آپ کی مخصوص ولایت، جو پروردگارِ عالم نے ہمارے دلوں میں رکھی ہے یہ ہماری خِلقت کو طیّب اور ہمارے دلوں کو طاہر بنانے، اور ہمارے تزکیۂ نفس کے لیے، اور ہمارے گناہوں کے کفّارے کے لیے ہے۔

یہ آپ حضرات کا فضل و شرف ہے کہ ہم پیشِ پروردگار مسلمان قرار پائے اور جب آپ حضرات کی (ولایت کی) ہم نے تصدیق کی تو (اللہ جلّ شانہ کی بارگاہ میں) پہچانے گئے۔

خداوندِ عالم نے آپ حضرات کو ایسی بلند منزلِ کرامت پر فائز کیا ہے، مقرّبین میں وہ اعلیٰ مرتبہ عطا کیا ہے اور اپنے نمائندوں کے افضل ترین درجات میں آپ حضرات کو وہ رفعت عطا کی ہے کہ نہ کوئی اور اس منزل تک پہونچ سکتا ہے، نہ فوقیت لے جانے والے اس سے فوقیت لے جا سکتے ہیں، نہ سبقت کرنے والے اس سے آگے بڑھ سکتے ہیں، اور نہ کسی اور کے لیے یہ توقّع ہے کہ وہ اِس مرتبہ تک پہونچ سکے ———— یہی وجہ ہے کہ کوئی مقرّبِ بارگاہ فرشتہ،

کوئی نبیِ مرسَل، کوئی صِدّیق وشہید، کوئی عالم وجاہل، کوئی معمولی شخص یا صاحبِ فضل انسان، کوئی مومنِ صالح، یا کوئی فاجرِ طالح، کوئی سرکش حکمراں، کوئی شیطانِ مردود، اور نہ کائنات میں کوئی ایسا گواہ ہے جسے خداوندِ عالم کی طرف سے یہ نہ بتا دیا جائے کہ آپ حضرات کس قدر جلیل القدر ہیں۔ آپ کا مرتبہ کتنا بلند ہے، آپ کی شان کتنی اعلیٰ ہے، آپ کا نور کس قدر کامل ہے، آپ کی منزلت کتنی سچّی اور شائستہ ہے، پیشِ پروردگار آپ کا رُتبہ کتنا افضل ہے، آپ اُس کے نزدیک کس قدر مکرّم ومحترم ہیں اور اُس کی بارگاہ میں آپ کو کتنی قُربت حاصل ہے۔

آپ حضرات پر میری جان، میرا مال، میرا کنبہ، میرا خاندان قربان ہو۔

میں خدا کو، اور آپ حضرات کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں آپ پر بھی ایمان رکھتا ہوں، اور اُن تمام چیزوں پر بھی، جن پر آپ کا ایمان ہے ـــــ میں آپ کے دشمن کو بھی کافر سمجھتا ہوں، اور جس چیز کو آپ کفر قرار دیں اُسے بھی۔ ـــــ آپ کی جو شان و منزلت ہے اُس کا بھی یقین رکھتا ہوں، اور آپ کے مخالفین کے گمراہ ہونے کا بھی ـــــ میں آپ سے بھی محبّت رکھتا ہوں، اور آپ کے تمام چاہنے والوں سے بھی اور آپ کے دشمنوں سے بُغض بھی رکھتا ہوں اور عداوت بھی۔

ہر وہ شخص جس سے آپ صلح کریں، اُس سے میری صلح ہے ـــــ
اور جو بھی آپ سے جنگ کرے، اُس سے میری جنگ ہے، جس بات کو آپ حق قرار دیں، وہ میرے نزدیک حق ہے، اور جس بات کو آپ باطل کہیں اُسے میں بھی باطل سمجھتا ہوں۔

میں (ہر حال میں) آپ کی اطاعت کرنے والا ہوں، آپ کے حق کا اعتراف کرتا ہوں، آپ کے فضل و شرف کا اقرار کرتا ہوں، آپ کے علم (و مرتبہ) سے آگاہ ہوں، آپ کے منصب کا قدردان و معترف، آپ کی تشریف آوری پر ایمان رکھنے والا، رجعت پر یقین رکھنے والا، آپ کے حکم کا منتظر، آپ کی حکومت کا متمنّی، آپ کے فرمان کو اپنانے والا، آپ کے ارشاد کے مطابق عمل کرنے والا، آپ کی بارگاہ میں پناہ لینے والا، آپ کی زیارت کا مشتاق، آپ سے وابستہ رہنے والا، آپ سے منسلک رہنے والا، خدا کی بارگاہ میں آپ کی شفاعت کا طلبگار، آپ کے وسیلہ سے تقرّبِ الٰہی کا آرزومند، اپنی اُمنگوں، حاجتوں اور ارادوں کی تکمیل کے لیے ہر حال اور ہر معاملہ میں آپ کو مقدّم سمجھنے والا، آپ کے ظاہر و باطن، حاضر و غائب اور اوّل و آخر پر ایمان رکھنے والا، تمام معاملات کو آپ کے سُپرد کرنے والا اور آپ کے ہر فیصلے کو تسلیم کرنے والا ہوں۔

(میرے مولا!) ـــــ میرا دل آپ کے ارشاد کا تابع ہے،

میری رائے آپ کے زیرِ فرمان ہے (آپ جب بھی حکم فرمائیں میں) آپ کی آواز پر لبیک کہنے کے لیے آمادہ ہوں ــــ یہاں تک کہ خداوندِ عالم آپ حضرات کے ذریعے سے اپنے دین کو حیاتِ نَو عطا کرے، اُن ایّام میں آپ کو واپس لائے، اپنے عدل کو آپ ذریعے سے ظاہر کرے، اور اپنی زمین پر آپ کو تمکُّن واقتدار عطا فرمائے۔

(میرے آقا!) میں ہمیشہ آپ ہی کے ساتھ رہوں گا، (کبھی) آپ کے غیر کا ساتھ نہیں دے سکتا، میں آپ پر ایمان لایا ہوں، اور آپ میں سے آخری (امامؑ) سے ویسی ہی محبت رکھتا ہوں جیسی پہلے (امامؑ) سے رکھتا ہوں ــــــــــــ اور خدا کی بارگاہ میں آپ کے تمام دشمنوں سے برائت کا اظہار کرتا ہوں، اور اصنام و طاغوت وشیاطین، اور اُن کے ہم مسلک ظالمین جنھوں نے آپ کے حق کا انکار کیا، آپ کی ولایت سے انحراف کیا، آپ کی میراث پر غاصبانہ قبضہ کیا، آپ کے (مرتبہ ومنصب میں) شک کیا، اور آپ سے رُوگردانی کی ــــــــــــ اِسی طرح جو بھی آپ کو چھوڑ کر دوسروں سے جا مِلا، یا آپ کے علاوہ دوسروں کو مرکزِ اطاعت قرار دیا ــــــــ میں اُن سب سے بَریُ الذِّمّہ ہوں اور اُن باطل پیشواؤں سے بھی جو (درحقیقت) عذابِ جحیم کی طرف بُلانے والے تھے۔

(میری دعا، ہے کہ) ـــــ میں جب تک زندہ رہوں، خداوندِ عالم مجھے آپ حضرات کی اُلفت و محبّت میں ثابت قدم رکھے، آپ کے دین و مذہب پر گامزن رکھے، آپ کی اطاعت کرتے رہنے کی توفیق عطا کرے، آپ کی شفاعت مجھے نصیب کرے، مجھے آپ کے اچھے چاہنے والوں میں سے قرار دے، اور جن باتوں کیطرف آپ دعوت دیتے ہیں اُن کی پیروی کرنے کی (مسلسل) توفیق مرحمت فرمائے (آمین)

خداوندِ عالم (مجھے یہ توفیق دے کہ) میں آپ کے نقشِ قدم پر چلتا رہوں، آپ کے راستے پر گامزن رہوں، آپ کی ہدایت و رہنمائی کو اپناؤں، آپ ہی کے ساتھ محشور ہوں، رَجعت میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں، آپ کے عہد و اقتدار میں میں صاحبِ اختیار قرار پاؤں، سلامتی میں شرف پاؤں، آپ کی حکومت میں سرفراز کیا جاؤں اور آپ کے چہرۂ انور کی زیارت سے خُنکیِ چشم حاصل کروں، (اے اہلِ بیتِ پیغمبرؐ!) آپ پر میری جان و مال، ماں باپ، اور اہلِ خاندان قربان ہوں ـــــ جو شخص بھی خدا تک پہونچنا چاہتا ہے وہ آپ ہی سے آغاز کرے گا، اور جو بھی اُس کی توحید کا عقیدہ رکھتا ہے، اُس کا (عقیدہ) آپ ہی کے ذریعے سے قابلِ قبول ہوگا، اور جو بھی خدا کا ارادہ کرے وہ آپ ہی

کی طرف توجّہ کرے گا (کیونکہ آپ کے بغیر خدا تک رسائی ہوتی ہی نہیں)

(۶۸)

(اے میرے آقا و مولا!) ـــــ میں آپ حضرات کے فضائل کو شمار نہیں کر سکتا، نہ آپ کی اصل اور حقیقی تعریف تک پہونچ سکتا ہوں اور نہ آپ کی جلالتِ قدر کی توصیف کر سکتا ہوں ـــــ کیونکہ آپ ہی نورُ الاخیار، ہُداۃ الابرار ـــــ اور حجّتِ پروردگار ہیں ـــــ آپ ہی حضرات کے ذریعے سے خداوندِ عالم نے (اِس کائنات کا) آغاز کیا ہے اور آپ ہی پر اختتام کرے گا، آپ ہی کی وجہ سے بارش نازل ہوتی ہے، آپ ہی کی برکت سے زمین و آسمان اپنی جگہ برقرار ہیں، آپ ہی کے وسیلے سے (خداوندِ عالم ـــ لوگوں کے) رنج و غم دُور کرتا ہے، اور اُن کی پریشانیاں ختم کرتا ہے۔

فرشتے، آسمانوں سے جو کچھ (امانتیں) لاتے رہے، سب کچھ آپ کے پاس محفوظ ہے، اور آپ کے جدّ[1] (حضرت محمّد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کی بارگاہ میں جبرئیلِ امین نے باریابی کا شرف حاصل کیا۔

(۶۹)

پروردگارِ عالم نے آپ حضرات کو جو (عظمت وجلالت)

[1] اور اگر امیر المومنینؑ مخاطب ہوں تو ہم یوں کہتے ہیں کہ: آپ کے بھائی حضرت محمّد مصطفےٰؐ کے پاس...)

عطا فرمائی ہے وہ کائنات میں کسی اور انسان کو نصیب نہیں ہوئی، ہر صاحبِ شرف، آپ کے فضل و شرف کے سامنے سرنگوں ہے، ہر صاحبِ کبر و نخوت آپ کی اطاعت کے مقابلے میں بے بس ہے، ہر جابر و سرکش آپ کی فضیلت کے آگے لاچار ہے، ہر شئے آپ کے سامنے عاجزی و انکساری کے عالم میں ہے، زمین آپ کے نور سے جگمگا رہی ہے، آپ کی ولایت کے ذریعے سے لوگ فائز المرام ہوں گے، آپ ہی کے وسیلے سے جنّت و رضوان تک پہونچیں گے اور آپ کی ولایت کے دشمن غضبِ خداوندی کا شکار ہوں گے۔

(۷)

(اے اہلِ بیتِ پیغمبرؐ!) آپ پر میری جان و مال، ماں باپ اور اہلِ خاندان قربان ہوں ـــــ ذکرِ خدا کرنے والوں کے درمیان آپ کا ذکر، اسماء کے درمیان آپ کے اسمائے گرامی، جسموں کے درمیان آپ کے اجسام، روحوں کے درمیان آپ کی ارواح، نفسوں کے درمیان آپ کے نفوس ـــ آثار و نشانیوں کے درمیان آپ کے آثار اور نشانیاں، اور قبروں کے درمیان آپ کے روضے اور قبریں ـــــ (ہر چیز میں آپ کی عظمت و جلالت کے ایسے) چراغ روشن ہیں جنھیں مخالفین کی تیز و تند آندھیاں نہ بُجھا سکی ہیں، اور نہ کبھی بُجھا سکیں گی ـــــ (آئے دُنیا

اور غور کرے کہ) کس قدر عمدہ اور شیریں آپ کے نام ہیں، کس قدر بلند آپ کے نفوس ہیں، کس قدر عظیم آپ کی شان ہے، کس قدر جلالتِ قدر کے آپ مالک ہیں، آپ کے عہد و پیمان میں وفا کتنی زیادہ ہے، آپ کے وعدے کس قدر کمالِ صداقت کے معیار پر ہیں۔

(حقیقت یہ ہے کہ) آپ کا کلام نور ہے، آپ کا فرمان رُشد و ہدایت ہے، آپ کی وصیّت تقوٰی و پرہیز گاری ہے، آپ کا ہر عمل، خیر ہے، آپ کی عادت۔ احسان ہے، آپ کی خصلت فضل و کرم ہے، آپ کی شان: حق، صِدق اور نرمی ہے۔ آپ کا ارشاد حکم بھی ہے اور حتمی فیصلہ بھی، اور آپ کی رائے بعلم، حلم اور دانشمندی (کی معراج) ہے ____ جب بھی نیکی کا تذکرہ ہوگا، آپ ہی اُس کی ابتداء، اصل و فرع، معدن و مرکز، ملجیٰ و ماوٰی اور منتہاء (مقصود) قرار پائیں گے۔

ہماری جان ــ اور ہمارے ماں باپ کی جانیں۔ آپ پر قربان !! ____ کیسے ممکن ہے کہ میں آپ کی کامل مدح و ثناء کرسکوں یا آپ کے احسانات کو شمار کرسکوں ____ جبکہ آپ ہی کے ذریعے سے پروردگارِ عالم نے ہم (بنی نوع انسان) کو ذلّت و خواری سے نکال کر (عزّت بخشی) گوناگوں پریشانیوں سے نجات عطا کی، اور (دُنیا کے لوگ) جو ہلاکت اور دائمی عذاب کے

بالکل دہانے پر پہونچ چکے تھے اُنھیں بچالیا۔

ہماری جانیں، اور ہمارے ماں باپ کی جانیں آپ پر قربان!!

(اے اہلِ بیتِ پیغمبرؐ !) آپ ہی کی ولایت کے ذریعے سے خداوندِ عالم نے ہمیں دین کے واضح نشانات سمجھائے، اور ہم (بنی نوعِ انسان) کی دُنیا جو فاسد ہوچکی تھی، اُس کی اصلاح فرمائی۔

آپ ہی کی ولایت سے کلمہ مکمّل ہوا، نعمت کمال کو پہونچی، اور قوم کی شیرازہ بندی ہوئی (نیز) آپ ہی کی ولایت کے ذریعے سے واجب اطاعتیں (قابلِ) قبول ہوں گی۔

آپ کی مودّت و محبّت واجب ہے، آپ (حضرات) کو اللہ کے نزدیک نہایت بلند درجات حاصل ہیں، آپ مقامِ محمود پر فائز ہیں، خدا کے نزدیک آپ کا مرتبہ معیّن ہے، آپ کی منزلت بہت جلیل اور شان بہت عظیم ہے ـــــ اور آپ کی شفاعت پیشِ پروردگار مقبول ہے)۔

(۱۴)

مذکورہ بالا عبارت کے ایک ایک فقرے پر غور کیجیے، تاکہ یہ بات اچّھی طرح سے ذہنوں میں راسخ ہوسکے کہ ہماری دنیا و آخرت درِ اہلِ بیتؑ ہی سے وابستہ ہے۔

اور جب ہر مومن یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اہلِ بیت طاہرین علیہم الصلوٰۃ والسلام

مرتبہ و کمال کے لحاظ سے اُس بلندی پر فائز ہیں جہاں کائنات میں کسی کی رسائی نہیں ہے ـــــــ بلکہ یہ پوری کائنات اُن ہی کے طفیل میں پیدا ہوئی ہے ـــــــ تو پھر زندگی و بندگی کا کوئی مسئلہ ہو یا دنیا و آخرت کا کوئی سوال ! ـــــــ اِس کے سلسلہ میں ہمیں سب سے پہلے خاندانِ رسالت کے دروازے پر سر جھکانا چاہیئے اور یہ دیکھنا چاہیئے کہ علومِ اہلِ بیتؑ کے بحرِ ذخّار میں اِس مسئلہ کا کیا حل بتایا گیا ہے۔ ـــــــ یہاں تک کہ قرآن مجید کی آیات کا صحیح مفہوم سمجھنے کے لیے بھی حضرت محمدؐ و آلِ محمدؐ علیہم الصّلوٰۃ والسّلام کا دروازہ ہی واحد مرکز ہے ـــــــ لہٰذا کسی آیت کے بارے میں بھی لب کشائی سے پہلے یہ نہایت ضروری ہے اِس بات کا سنجیدگی سے جائزہ لے لیا جائے کہ اہلِ بیتؑ کرام نے اِس آیت کے بارے میں کیا فرمایا ہے۔

البتّہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ احادیث کے وسیع و عریض ذخیرے کے اندر رطب و یابس سب ہی کچھ موجود ہے۔ اِس لیے ہر صاحبِ بصیرت یہ بات اچھی طرح جانتا ہے کہ کسی حدیث کو صرف اِس لیے قبول نہیں کیا جاسکتا کہ اُسے کسی مؤلّف نے اپنی کتاب میں درج کر دیا ہے۔

لیکن اگر کسی بھی ارشادِ مقدّس کے بارے میں علمِ رجال کے ذریعے سے یہ واضح ہو جائے کہ اِس کا سلسلۂ سند معتبر ہے، اور چہاردہ معصومین

علیہم السّلام میں سے کسی کے دہنِ اقدس سے یہ فقرہ نکلا ہے تو روزِ قیامت تک پیدا ہونے والے کسی صاحبِ ایمان کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ اس کا انکار کر سکے۔

(۶)

"گانے اور موسیقی" کی حُرمت کے سلسلہ میں کتبِ احادیث میں اتنی زیادہ حدیثیں موجود ہیں کہ اگر اُن سب کو اکٹھا کیا جائے تو کئی ضخیم جلدیں مرتّب ہو جائیں گی ـــــــ البتّہ اُن احادیث میں سے چند احادیث کو مندرجہ ذیل عناوین کے تحت اِس کتاب میں درج کیا جا رہا ہے:

(۱) وہ احادیث جن میں موسیقی کی عمومی ممانعت ہے ــــ

(۲): وہ احادیث جن میں گانے کو شیطانی عمل قرار دیا گیا ہے۔

(۳): وہ احادیث جن میں گانے اور موسیقی کو سببِ نفاق کہا گیا ہے۔

(۴): وہ احادیث جن میں موسیقی کو بے غیرتی وغیرہ کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔

(۵): وہ احادیث جن میں میوزک نہ سننے والوں کی مدح وثنا کی گئی ہے۔

اور ـــــ (۶): آخری زمانہ کی خرابیوں کا ذکر ـــــــ!!

٭٭٭

۱

عمومی ممانعت

شیعہ ملٹی میڈیا ڈاٹ کام
مرکزی ویب سائٹ آف عزاداری، پاکستان
شیعہ ملٹی میڈیا

(۱)

وہ احادیث

جن میں غناء و موسیقی کی عمومی ممانعت ہے

علی بن ابراھیم، عن ابیہ، عن النوفلی، عن السکونی، عن ابی عبداللہ ع قال:

قال رسول اللہ ص: انھاکم عن الزفن والمزمار وعن الکوبات والکبرات (۳)

علی بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی ہے، اور وہ نوفلی کے حوالے سے جناب سکونی سے نقل کرتے ہیں کہ:

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

"میں تم لوگوں کو چہچہانے، بانسری بجانے، طبلہ اور ڈھول بجانے

سے منع کرتا ہوں۔"

(حوالہ کے لیے ملاحظہ فرمائیے:

الکافی طبع جدید، جلد ۶ باب الغناء)

(۵۸)

اِس حدیثِ مبارک میں بالکل صاف لفظوں میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ گانا اور موسیقی چاہے آلات کے ذریعے سے ہو، یا صرف منھ سے آواز نکال کر ادا کیا جائے۔ ہر صورت میں منع ہے۔

اور جس چیز کو حضرت رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے منع کر دیا ہو اُسے کون ہے جو مباح قرار دے سکے ——— جبکہ عالمِ اسلام کے نزدیک یہ طے شدہ مسئلہ ہے کہ:

حَلَالُ مُحَمَّدٍؐ حَلَالٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ وَحَرَامُ مُحَمَّدٍؐ حَرَامٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ

(جس چیز کو حضرت محمّد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حلال قرار دیا ہے وہ قیامت تک حلال ہے اور جس چیز کو آپؐ نے حرام قرار دیا ہے وہ قیامت تک حرام ہے)

(متفق بین الفریقین)

(۵۹)

ایک بنیادی بات، جو ہر صاحبِ ایمان کے پیشِ نظر رہنی چاہیے وہ

یہ ہے کہ:

کسی حدیث کی صحت کو پرکھنے کے لیے "علمِ رجال" جیسا عظیم الشان اور قیمتی باب موجود ہے جس کی کسوٹی پر اِس بات کو پرکھا جا سکتا ہے کہ اِس حدیث کا سلسلۂ سند معتبر ہے یا غیر معتبر ——— لیکن جس حدیث کے بارے میں واضح ہو جائے کہ اِس کے راوی معتبر اشخاص ہیں اور حضورِ اکرم صؐ نے یہ بات فرمائی ہے، اُس کے باوجود اگر کوئی شخص اِنکار کرے تو دائرۂ ایمان سے خارج ہو جائے گا۔

(۱۵۰)

سهل بن زياد، عن سعيد بن جناح، عن حماد، عن ابی ايوب الخزار قال: نزلنا المدينة فأتينا اباعبداللهؑ فقال لنا: اين نزلتم؟ فقلنا: على فلان صاحب القيان فقال: كونوا كراماً۔

فوالله ما علمنا ما اراد به وظننا انه يقول: تفضلوا عليه، فعدنا اليه فقلنا: اما سمعتم قول الله عزوجل فی کتابه "وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا".

(سہل بن زیاد نے سعید بن جناح سے روایت کی ہے، وہ حمّاد سے نقل کرتے ہیں، حمّاد نے ابو ایّوب خزار سے روایت کی ہے کہ:

"ہم لوگ جب مدینۂ منوّرہ گئے، تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام

کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے، امام علیہ السلام نے پوچھا کہ:

تم لوگ کہاں ٹھہرے ہوئے ہو؟

ہم نے بتایا کہ: فلاں موسیقار کے پاس۔

تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ: "اپنی عزّت و کرامت کا خیال کرو۔"

(یہ لوگ کہتے ہیں کہ) بخدا، ہم امامؑ کے مقصد کو نہ سمجھ سکے اور یہ خیال کیا کہ (شاید) امام علیہ السلام ہمیں یہ حکم دے رہے ہیں کہ اُس پر احسان کرنا، (لیکن پھر بھی، چونکہ ہم امام علیہ السلام کے کلام کو پوری طرح سمجھ نہیں سکے تھے، اِس لیے کوئی قدم اُٹھانے سے پہلے) ہم امام علیہ السلام کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوئے، اور گذارش کی کہ:

(مولا) ہم آپ کے اِس فرمانِ مقدّس کا مطلب نہیں سمجھ سکے کہ:

"اپنی عزّت و کرامت کا خیال کرو۔"

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ:

"کیا تم نے قرآن مجید کا یہ فرمانِ مقدّس نہیں سنا کہ:"

"وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا" (صاحبان ایمان جب کسی بیہودہ بات کے پاس سے گذرتے ہیں تو (عزّت و کرامت کے ساتھ) بزرگانہ انداز سے گذر جاتے ہیں (وہاں ٹھہرتے نہیں، اور توجّہ نہیں دیتے)

(کافی جلد ۶ طبع جدید، باب الغناء، حدیث ۹)

تفسیر قرطبی کا بیان ہے کہ: (۷۰)

" اللّغو " وھو کل مسقط من قول او فعل فید خل فیہ الغناء ، و اللھو وغیر ذٰلک مما قارب بہ ۔

("لغو" سے مراد عملی یا زبانی ، ہر وہ لایعنی چیزیں جن سے بچنا چاہیے ، گانے ، تماشے وغیرہ یا اس سے مشابہ تمام باتیں اس کے مفہوم میں داخل ہیں

اور تفسیر "روح المعانی" میں ہے کہ:

اللغو : ای بما ینبغی ان یلقی ویطرح مما لاخیر فیہ ۔

("لغو" ہر اُس بات کو کہا جاتا ہے جس کو ترک کرنا اور جس سے گریز کرنا ہی بہتر ہو ۔ کیونکہ اِس میں کوئی خیر نہیں ہے ۔)

(بحوالہ : تفسیر ماجدی ص ۴۴۲)

اِسی طرح ھماری اور برادرانِ اہلِ سنّت کی دوسری تفسیروں میں بھی "لغو" سے مراد گانے اور موسیقی کو لیا گیا ہے ۔

اور امام ششم حضرت جعفر صادق علیہ السّلام نے اپنے چاہنے والوں کو یہ حکم دیا کہ اگر کسی ایسی جگہ پہونچو جہاں گانا بجانا ہو رہا ہو تو اپنی عزّت و کرامت کی حفاظت کرتے ہوئے وہاں سے گذر جاؤ ۔ (وہاں ٹھہرو نہیں !!)

گویا گانے اور موسیقی سے خود کو بچانا ، نہ صرف شریعت کی پابندی کے طور پر ضروری ہے ، بلکہ انسان کی عزّت و کرامت کا لازمی نتیجہ بھی یہی ہونا چاہیئے کہ وہ خود کو گانے اور موسیقی سے بچائے ۔

یہی وجہ ہے کہ پیغمبرِ اسلام ص کے زمانہ سے لے کر آج تک، تمام پابندِ شریعت افراد کا یہ معمول رہا ہے کہ وہ گانے اور موسیقی کی محفلوں سے اجتناب کرتے رہے ہیں، اِسے لغو سمجھتے ہیں، اور اِس بُرائی سے اپنے دامن کو آلودہ نہیں ہونے دیتے۔

علی بن ابراھیم، عن ھارون بن مسلم، عن مسعدة بن زیاد قال: کنت عند ابی عبد اللہ ع فقال لہ رجل: بأبی انت و اُمی اننی ادخل کنیفًا لی ولی جیران عندھم جوار یتغنین و یضربن بالعود فربما اطلت الجلوس استماعًا منی لھن۔

فقال: لا تفعل۔ فقال رجل: واللہ ما اتیھن انما ھو سماع اسمعہ باذنی۔ فقال: للہ انت اما سمعت اللہ عزّ وجلّ یقول:

"اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا۔"

فقال: بلیٰ واللہ لکانی لم اسمع بھٰذہ الآیۃ من کتاب اللہ من اعجمی ولا من عربی، لاجرم اننی لا اعود ان شاء اللہ واننی استغفر اللہ، فقال لہ:

قم فاغتسل وسل ما بدا لك فانك كنت مقيما
علی امر عظیم ما کان اسوء حالك لو مت علی ذٰلك
احمد الله وسله التوبة من کل ما یکره ، فانه لا یکره
الا کل قبیح والقبیح دعه لاهله فان لکل اهلا۔

(علی بن ابراہیم نے ہارون بن مسلم سے اور اُنھوں نے مسعدہ بن زیاد سے روایت کی ہے ، وہ کہتے ہیں کہ:

میں ، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ :

مولا ! میرا ایک " حاطہ " ہے جس میں مجھے جانا ہوتا ہے اُس کے پڑوس میں جو لوگ رہتے ہیں اُن کے یہاں کنیزیں گاتی اور سارنگی بجاتی رہتی ہیں جسے سننے کے لیے بعض اوقات ، میں کچھ دیر تک اُس " حاطہ " میں بیٹھا رہ جاتا ہوں (اِس کے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے ؟)

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ : ـــــ ایسا مت کیا کرو۔

اُس شخص نے کہا کہ : ـــــ بخدا ، میں اُن لوگوں کے گھر نہیں جاتا ہوں بلکہ صرف اُن کی آواز میرے کانوں تک پہونچتی ہے جسے میں سنتا رہتا ہوں

امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ : ـــــ کیا تم نے قرآن مجید کی یہ آیت نہیں سُنی جس میں ارشاد قدرت ہے کہ :

اِنَّ السَّمۡعَ وَالۡبَصَرَ وَالۡفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنۡهُ مَسۡئُوۡلًا۔

(یقیناً روزِ قیامت انسان سے) کان، آنکھ، اور دل، ان سب کے بارے میں باز پُرس ہوگی) ـــــ (کان سے سُننے کا، آنکھ سے دیکھنے کا، اور دل سے سوچنے سمجھنے اور یقین کرنے کا کام جائز مواقع پر کتنا لیا، اور ناجائز و غلط موقعوں پر کتنا !! ـــــ ؟

اور اگر غور کیجئے تو احساسِ ذمّہ داری کی تعلیم، ہر فرد کو اس سے بہتر اور کہاں ملے گی ؟

(تفسیر ماجدی ص۵۸۵)

راوی کہتا ہے کہ (جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اِس آیت کی تلاوت فرمائی تو)

میں نے عرض کیا کہ :۔ مولا ! بجا ارشاد ہے۔

ایسا لگتا ہے کہ عرب و عجم کے کسی شخص سے میں نے آج تک اِس آیت کے بارے میں سنا ہی نہیں تھا۔

مولا !ـــ (میں وعدہ کرتا ہوں کہ) انشاء اللہ میں اب ایسی حرکت نہیں کروں گا اور خدا سے (اپنے اِس گناہ کی) معافی مانگتا ہوں

(یہ سن کر امام علیہ السلام نے اُس شخص کو توبہ کرنے کا طریقہ بتایا اور) فرمایا کہ : ـــــ اُٹھو، غسلِ (توبہ) کرو، پھر (خداوندِ عالم سے اپنے گناہ کی معافی کی) درخواست کرو ـــــ کیونکہ تم نہایت سخت گناہ کے مرتکب ہوئے ہو ـــــ اگر اسی حالت میں

تمھاری موت آجاتی تو تمھارا کتنا بُرا انجام ہوتا !! ؟

خدا کا شکر ادا کرو (کہ تمھیں اپنے گناہ سے معافی مانگنے کا خیال آیا) اب پروردگارِ عالم سے درخواست کرو کہ ہر ناپسندیدہ بات سے (تمھیں پاک کرے) تمھاری توبہ (قبول کرے)

ناپسندیدہ باتیں وہی ہیں، جو بُری ہیں۔

اور ہر بُری بات کو بُرے لوگوں کے لیے چھوڑ دو۔ کیونکہ (وہی اِس کے سزاوار ہیں۔)

(کافی طبع جدید جلد ۶ باب الغنا حدیث ۱۰)

(۱۵)

اِس فرمانِ مقدس میں بھی اِس بات کی نشاندہی موجود ہے کہ گانا اور موسیقی ایسی ناشائستہ باتیں ہیں، جن سے کسی بھی مومن کو اپنا دامن آلودہ نہیں کرنا چاہیئے، اور چاہے اپنے گھر میں گانا بجانا نہ ہو رہا ہو، بلکہ پڑوس سے آواز آ رہی ہو تو اُس پر بھی توجہ نہیں دینی چاہیئے' اور اگر ماضی میں ایسی کسی حرکت کے مرتکب ہوئے ہوں تو اُس سے توبہ کرنی چاہیئے، اور توبہ کے لیے صرف زبانی ندامت پر اکتفا کرنے کے بجائے باقاعدہ توبہ کرنے کے لیے غسل کرنا چاہیئے، اور اس کے بعد پروردگارِ عالم سے یہ درخواست کرنا چاہیئے کہ وہ اِس گناہ کو بھی معاف کرے اور اس کے علاوہ بھی ہر گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے _____ کیونکہ

اہلِ ایمان کو پروردگارِ عالم نے ایسی عظیم الشّان منزلت پر فائز کیا ہے کہ گانا بجانا اور موسیقی جیسی بُرائیاں کسی طرح بھی اُن کے شایانِ شان نہیں ہیں، کیونکہ، یہ لہو میں شامل ہیں۔ یعنی' وہ باتیں جو خدا سے غافل کرتی ہیں۔ جبکہ انسان کو اُن باتوں کی طرف توجّہ کرنا چاہیئے جو خدا سے قریب کرنے والی اور اُس کی یاد کو دل میں تازہ کرنے والی ہوں۔

(۵)

محمّد بن یحییٰ، عن سلمۃ بن الخطاب، عن ابراھیم بن محمّد، عن عمران الزعفرانی، عن ابی عبداللہ ؑ قال:

"من انعم اللہ علیہ بنعمۃ فجاء عند تلک النعمۃ بمزمار فقد کفرھا، ومن اصیب بمصیبۃ فجاء عند تلک المصیبۃ بنائحۃ فقد کفرھا۔

(محمّد یحییٰ، سلمہ بن الخطاب سے' اور وہ ابراہیم بن محمّد سے نقل کرتے ہیں' عمران زعفرانی کی روایت کہ:

حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

"جس شخص کو پروردگارِ عالم کسی نعمت سے نوازے' اور وہ اُس نعمت (کے اظہار کے لیے) موسیقی کا اہتمام کرے' وہ درحقیقت کفرانِ نعمت کرتا ہے — اور جس شخص پر کوئی مصیبت آپڑے اور وہ اُس کی وجہ سے چیخ پکار کرنے لگے تو وہ گویا مشیّت کے فیصلوں

سے انحراف کرتا ہے۔")

(کافی طبع جدید جلد ۶ باب الغناء حدیث ۱۱)

دوگا

نعمتوں پر شکر، اور مصیبتوں پر صبر کرنا، انسانی کرامت کی دلیل بھی ہے اور خدا اور رسولؐ کا واضح حکم بھی، اور شکر کا واضح مطلب یہی ہے کہ جس نے وہ نعمت دی ہے اُس کی تعریف و توصیف کی جائے، نہ یہ کہ اُس کی رضا کے خلاف کوئی کام کیا جائے، اور صبر کے معنی یہی ہیں کہ مصیبت کو برداشت کیا جائے اور الٰہی فیصلے پر راضی رہا جائے نہ یہ کہ چیخ و پکار کرکے اُس کے فیصلوں پر ناراضگی کا اظہار کیا جائے۔

جس شخص کو پروردگارِ عالم نے کوئی نعمت عطا فرمائی، اگر وہ اُس نعمت کے ملنے پر خداوندِ عالم کی مدح و ثناء کرے، اور اُن کاموں کو پورے انہماک اور ذوق و شوق سے انجام دینے کی کوشش کرے جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ تب تو اُس نے الٰہی نعمت کا شکر ادا کیا، لیکن اگر وہ نعمت ملنے پر ایسی بات کرنے لگے جو خدا کو ناپسند ہو، تو درحقیقت اُس نے کفرانِ نعمت سے کام لیا۔

گانا اور موسیقی، چونکہ نگاہِ قدرت میں انتہائی ناپسندیدہ باتیں ہیں اِس لیے کسی نعمت کے ملنے پر "محفلِ موسیقی" کا اہتمام کرنا درحقیقت کفرانِ نعمت اور خدا کو منہ چڑانے کے مترادف ہے۔

تعجّب خیز بات یہ ہے کہ ایسی تمام ناشائستہ باتیں، جو کسی عام انسان کے ساتھ بھی نہیں کی جاسکتی، وہ خدا کے ساتھ کیوں روا رکھی جاتی ہیں؟

کیا ـــــ اگر ہمارا کوئی دوست، ہمیں کوئی تحفہ دے تو اُس کے جواب میں ہم کوئی ایسی بات شکریہ کے طور پر کہہ سکتے ہیں جو اُسے ناپسند ہو؟

ـــــ اگر نہیں؟ ۔ اور ہرگز نہیں!! ـــــ تو خداوندِ عالم کی جانب سے نعمتوں کی فراوانی پر ایسے کاموں کے کیوں مرتکب ہوتے ہیں جو اُسے ناپسند ہیں!؟

(۱۰۹)

سھل، عن ابراھیم بن محمّد المدینی، عمن ذکرہ عن ابی عبد اللہ ؑ قال: سئل عن الغناء وانا حاضر فقال: "لا تدخلوا بیوتًا اللہ معرض عن اھلھا۔

سہل کی روایت ہے، ابراہیم بن محمّد المدینی کے سلسلۂ سَند سے کہ: حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے کسی شخص نے گانے و موسیقی کے بارے میں دریافت کیا (اُس وقت وہاں) میں بھی موجود تھا۔

امام علیہ السّلام نے فرمایا کہ:

"کسی ایسے گھر میں نہ جاؤ جس میں رہنے والوں سے خداوندِ عالم نے اپنی توجّہ سلب کرلی ہے۔"

(کافی، طبع جدید جلد ۶ باب الغناء، حدیث ۱۸)

اِس حدیثِ مقدّس سے یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ جو لوگ گانے اور موسیقی کی محفلوں میں شریک ہوتے ہیں، یا اپنے گھروں میں ان محرّمات کا اہتمام کرتے ہیں وہ نگاہِ قدرت میں اِس قدر ناپسندیدہ قرار پاتے ہیں کہ اُن سے توفیقِ خیر سلب ہوجاتی ہے۔

اور جس انسان سے توفیقِ خیر سلب ہوجائے، اُس سے کسی بھی اطاعت کے کام کی توقّع کیسے کی جاسکتی ہے۔

۹

اور مشاہدہ بھی اِسی بات کی گواہی دیتا ہے کہ جو لوگ اِس گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں وہ رفتہ رفتہ بے دینی کی اُس انتہاء کو پہونچ جاتے ہیں جہاں سے واپسی بھی ممکن نہیں ہوتی، پھر کوئی نصیحت اُن کے لیے کارگر نہیں ہوتی اور کوئی پند سودمند اُن کی زندگی میں تبدیلی نہیں لاتا، بلکہ بقولِ شاعر ؎

پھول کی پتّی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

(۱۰)

اور یہ تو ایسی کھلی ہوئی حقیقت ہے جس کے لیے کسی فلسفیانہ بحث کی ضرورت نہیں۔ اور ایک عام فہم انسان بھی کھُلی آنکھوں سے اِس حقیقت کو دیکھ سکتا ہے کہ جن لوگوں نے گانے بجانے کو اپنی

زندگی کا " اوڑھنا بچھونا " بنایا ہوا ہے، اُن کی عملی زندگی میں خدا، رسولؐ، دین، شریعت، اور اسلام کی باتوں کا کتنا اثر باقی رہ جاتا ہے، اس شہر کے موسیقاروں کی زندگی کا جائزہ لے لیجیئے یا ملک بھر کے گویّوں کو دیکھ لیجیئے، یا دنیا بھر میں جو افراد اِس فن میں مشہور و معروف ہیں، اُن کے معمولات ملاحظہ فرما لیجیئے ۔ یہاں تک کہ عام روز مرّہ زندگی میں اِس بات کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ جو شخص جس قدر گانے اور موسیقی سے شغف و دلچسپی رکھتا ہے، مذہب کے احکام و فرامین سے اُتنا ہی زیادہ دور ہوتا ہے ۔ اور مذہبی احکام سے انحراف اِس بات کی واضح علامت ہے کہ اُس شخص کی توفیقِ خیر سلب ہوچکی ہے۔ اِسی لیے امام علیہ السّلام نے فرمایا کہ " گانے بجانے " کی جگہوں سے پرہیز کرو۔ !

(۷۶)

عنہ ، عن احمد بن یوسف بن عقیل، عن ابیہ عن موسٰی بن حبیب ، عن علی بن الحسین ؑ قال :

" لایقدس اللہ اُمۃ فیھا بربط یقعقع "

(اسی سلسلہ سے) احمد بن یوسف بن عقیل کی روایت ہے، وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں ، اُن کے والد نے موسٰی بن حبیب سے روایت کی ہے کہ امام چہارم، سیّد السّاجدین حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ :

اللہ جَلّ شانہٗ کے نزدیک وہ قوم پاک وپاکیزہ نہیں قرار پاسکتی جس کے یہاں بربط بجائے جاتے ہوں۔

(کافی، طبع جدید، جلد ۶ باب الغنار)

(۱۵)

اِس حدیث مبارک میں گانے بجانے کے بارے میں شریعتِ مقدسہ کی طرف سے ناپسندیدگی کا اظہار بھی ہے اور اِس بات کی پیشین گوئی بھی کہ جس قوم میں گانا و موسیقی رواج پائے گی اُس کے اندر سے سماجی و معاشرتی پاکیزگی کا خاتمہ ہوجائے گا۔

اور آپ غور کریں کہ امامِ چہارم حضرت زین العابدین علیہ السلام کے اِس ارشادِ مقدس میں جس بات کی پیشین گوئی کی گئی تھی، وہ کس طرح ایک زندہ حقیقت بن کر آج ہماری نگاہوں کے سامنے ہے۔

کون نہیں جانتا کہ مغربی دُنیا گانے و موسیقی کی نت نئی قسمیں ایجاد کرنے، اور بنی نوعِ انسان کو اِس کا فریفتہ بنانے میں کس قدر مہارت سے کام لیتی ہے ____ اور اِسی اعتبار سے اُن کی سماجی و معاشرتی زندگی ایک ایسی انا کا شکار ہے جس میں کسی قسم کے تقدس و پاکیزگی کا تصوّر کرنا بھی خود فریبی ہے، جہاں خونی رشتوں کا تقدّس بھی تار تار ہوچکا ہو، اور جہاں کی عمومی زندگی کی حالت یہ ہو کہ جو باتیں خواب گاہ کے ساتھ مخصوص تھیں، وہ چوراہوں پر سرِ عام نظر

آنے لگیں، اور اُن پر نہ کوئی روکنے والا ہو نہ ٹوکنے کی ہمّت رکھتا ہو — وہاں سماجی و معاشرتی زندگی میں کسی تقدّس و پاکیزگی کا کیا تصوّر ہوسکتا ہے۔

اور "نیو ورلڈ آرڈر" کے تحت مغربی دنیا، کی کوشش یہی ہے کہ جو خرابیاں اُن کے معاشرے کو پورے طور سے اپنی لپیٹ میں لے چکی ہیں انھیں ساری دُنیا میں عام کرنے کے لیے اپنے تمام وسائل کو صرف کردیا جائے — لیکن افسوس ہے کہ مسلمان پھر بھی یہودی سازش کو سمجھ نہیں رہا ہے۔

(۶۹)

محمّد بن یحییٰ، عن احمد بن محمّد، عن محمّد بن سنان، عن جهم بن حمید قال: قال لی ابو عبد اللّٰه: این کنت؟ فظننت انه قد عرف الموضع فقلت: جعلت فداك انی کنت مررت بفلان فاحتبسنی فدخلت الی داره ونظرت الی جواریه فقال لی: ذلك مجلس لا ینظر اللّٰه عزّ وجلّ الی اهله۔ أمنت اللّٰه عزّ وجلّ علی اهلك ومالك۔

محمّد بن یحییٰ نے احمد بن محمّد کے حوالے سے محمّد بن سنان کی روایت نقل کی ہے اور انھوں نے جہم بن حمید سے حکایت کی ہے کہ:

مجھ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے پوچھا کہ :

تم کہاں تھے ؟

میں (سوال کے انداز سے) سمجھ گیا کہ امام علیہ السّلام کو معلوم ہو چکا ہے کہ میں کہاں تھا ــــــ (چنانچہ میں نے معذرت کے طور پر) عرض کیا کہ :

میں فلاں شخص کے پاس سے (صرف) گذر رہا تھا کہ اُس نے مجھے روک لیا اور پھر میں اُس کے گھر کے اندر چلا گیا جہاں میں نے لڑکیوں کو دیکھا (جو گانے بجانے میں مصروف تھیں)

(یہ سُن کر) امام علیہ السّلام نے فرمایا کہ :

ایسی جگہ پر جو لوگ ہوں، خداوندِ عالم اُن پر نظرِ رحمت نہیں ڈالتا ــــــ کیا تمھیں اپنے اہل و عیال اور (جان و) مال کی سلامتی کا، خدا کی طرف سے اطمینان تھا ــــــ ؟

(ملاحظہ فرمائیے : کافی، جلد ۶ طبع جدید، باب الغناء، حدیث ۲۲)

(۱۵)

روایت کا ابتدائی حصّہ اِس بات کی وضاحت کر رہا ہے کہ : اگر بندۂ مومن چُھپ کر بھی کوئی گناہ کرے، تو امامِ وقت کو اس کی خبر ہو جاتی ہے ــــــ کیونکہ کائنات کا کوئی ذرّہ امام ع کی نگاہوں سے مخفی نہیں ہے۔

اور درمیانی حصّہ یہ واضح کر رہا ہے کہ : وہ شخص قصداً کسی محفلِ موسیقی

میں شرکت کے لیے گھر سے نہیں نکلا تھا، بلکہ صرف اپنے ایک جاننے والے کے گھر کے قریب سے گذرا اور اتفاقاً اُس نے روک لیا، اور اُس کے یہاں جو لڑکیاں گا بجا رہی تھیں، اُن کو دیکھنے میں یہ شخص بھی مصروف ہو گیا،

امام علیہ السلام کو اُس کا یہ عمل بھی نہایت ناگوار گذرا، اور آپؑ نے یہ واضح فرمادیا کہ اِس قسم کی کسی محفل کو خداوندِ عالم ہرگز پسند نہیں کرتا، اور جو چیز خدا کو پسند نہ ہو، بندۂ مومن کو اُس کی طرف ہرگز قدم نہیں بڑھانا چاہیئے۔

اور آخری حصّہ اِس بات کی نشاندہی کر رہا ہے کہ "گانے اور موسیقی" کے صرف اُخروی نقصانات نہیں ہیں، بلکہ دنیا میں بھی اُس کے مُضر نتائج انسان کو تباہی و بربادی تک پہونچا سکتے ہیں، اور اس تباہی، و بربادی کا جان و مال دونوں میں سے کسی سے بھی تعلّق ہو سکتا ہے۔

(۱۰۶)

عدة من اصحابنا، عن سهل بن زياد، عن علي بن الريان، عن يونس قال: سألت الخراسانی ؑ وقلت ان العباسی ذكر انك ترخص فی الغناء فقال: كذب الزنديق ما هكذا قلت له، سألنی عن الغناء فقلت له:

ان رجلاً اتی اباجعفر ؑ فسأله عن الغناء، فقال: يا فلان اذا ميز الله بين الحق والباطل فانّی يكون الغناء، فقال: مع الباطل فقال قد حكمت۔

ہمارے متعدّد بزرگان نے سہل بن زیاد سے روایت کی ہے، اور وہ علی بن ریّان کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ یونس (نامی بزرگ صحابیٔ امامؑ) کا بیان ہے کہ:

میں نے جناب خراسانی سے عرض کیا کہ: عبّاسی کا کہنا ہے کہ: آپ نے موسیقی کی اجازت دی ہے ؟

اُنھوں نے فرمایا کہ: وہ بے دین جھوٹ بولتا ہے، میں نے ہرگز ایسا نہیں کہا، بلکہ اُس نے (جب) مجھ سے موسیقی (اور گانے) کے بارے میں پوچھا تو میں نے اُسے بتایا کہ:

ایک شخص نے حضرت امام محمّد باقر علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہو کر گانے اور موسیقی کے بارے میں دریافت کیا، تو امامؑ نے اُس سے فرمایا:

"اے شخص! یہ بتا کہ جب خداوند عالم حق اور باطل کو الگ الگ رکھے گا (جتنی چیزیں حق ہیں اُنھیں ایک طرف اور جتنی چیزیں باطل ہیں اُنھیں دوسری طرف رکھے گا) تو گانے اور موسیقی کو کس طرف رکھے گا؟

اُس نے کہا: باطل کی طرف۔!

یہ سُن کر امام علیہ السّلام نے فرمایا: تیرا جواب صحیح ہے (کیونکہ گانے اور موسیقی کا تعلق باطل سے ہے۔)

(۷۰)

مذکورہ بالا حدیث میں "جناب خراسانی" سے شاہِ خراسان حضرت

امام علی رضا علیہ السّلام اور عبّاسی سے مراد (بنی عبّاس کے حکمرانوں میں سے ایک شہزادہ) ہشّام بن ابراہیم عبّاسی ہے، جس کی تائید اُس روایت سے بھی ہوتی ہے جو ریّان بن صلت نامی (بزرگ شیعہ عالم) نے حضرت امام علی رضا علیہ السّلام سے نقل کی ہے، اور اُس کے الفاظ بعینہٖ وہی ہیں جو اوپر گذرے۔

(اور اس سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ یہ روایت تقیّہ کے زمانہ کی ہے جب راوی کے لیے امام علیہ السّلام کا نام لینا دشوار تھا تو اُس نے شاہِ خراسان امام عالی مقام کہنے کے بجائے جناب خراسانی کہا ہے۔)

(ملاحظہ فرمائیے: کافی جلد ۶ طبع جدید باب الغنا، حدیث ۲۵)

نیز اس حدیث کے الفاظ بہت واضح طور سے حق و باطل کو نمایاں کررہے ہیں، ——— اور روایت کا انداز یہ بتارہا ہے کہ "گانے اور موسیقی" کی حُرمت اور شرعی ممانعت، اہلِ ایمان کے دلوں میں ہر زمانہ میں اتنی راسخ رہی ہے کہ جب امام علیہ السّلام نے اُس عبّاسی سے سوال کیا کہ: اگر حق باتوں کو ایک طرف اور باطل باتوں کو دوسری طرف رکھا جائے، تو گانا اور موسیقی کس طرف ہوگا؟ ——— اُس نے بے ساختہ کہا کہ: باطل کی طرف۔

جو اِس بات کی واضح دلیل و علامت ہے کہ عوام النّاس، اور پورا دینی شعور نہ رکھنے والے اشخاص بھی اِس حد تک تو سمجھتے ہی تھے کہ یہ چیز باطل ہے،

حضرات ائمۂ طاہرین علیہم السّلام جنہیں مالکِ دوجہاں نے حق کا نمائندہ قرار دیا ہے، بلکہ جو سرتاپا، حق کا نشان ہیں، اور جن کی شان یہ ہے کہ:

بِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ــــــ (حق کے ساتھ ہی ہم نے اُس کو اُتارا اور حق کے ساتھ ہی وہ اُترا)

اور ابوالائمۃ الطّاہرین امیرالمومنین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السّلام کے بارے میں پیغمبرِ اسلام، سردارِ انبیاء، حبیبِ خدا حضرت محمّد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا یہ ارشادِ گرامی فریقین کی معتبر کتابوں کے اندر نہایت شاندار سلسلۂ سَنَد کے ساتھ موجود ہے کہ:

"عَلِیٌّ مَعَ الْحَقِّ وَالْحَقُّ مَعَ عَلِیٍّ اَللّٰهُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ حَیْثُ مَا دَارَ" (علیؑ حق کے ساتھ ہیں، اور حق علیؑ کے ساتھ ہے، اے اللہ! حق کو اُدھر لے جانا جدھر علیؑ کا رُخ ہو۔)

یہ سرتاپا، مجسّمۂ حق ہستیاں گانے اور موسیقی جیسے باطل کو کیونکر پسند کرسکتی ہیں، اور وہ اپنے ماننے والوں کو اِس کی کیسے اجازت دے سکتے ہیں۔؟

(حوالہ کے لیے ملاحظہ فرمائیے: کافی جلد ۶، طبع جدید، باب الغناء)

- محمّد بن علی بن الحسینؑ، قال:

"رُوِیَ اَنَّ اَجْرَ الْمُغَنِّیْ وَالْمُغَنِّیَةِ سُحْتٌ"

(حضرت امام محمدؑ بن علیؑ بن الحسینؑ سے منقول ہے کہ:
"گانے والے مرد اور گانے والی عورت (دونوں) کی مزدوری گناہ اور حرام ہے۔)

اور اگرچہ فقہاءِ کرام کی آراء اِس باب میں مختلف ہیں، تاہم عربی ادب کے اربابِ حلّ وعقد نے اِس لفظِ "سُحت" کے معانی بیان کرتے ہوئے جو کچھ لکھا ہے، اُس کا خلاصہ نذرِ ناظرین ہے:

السُّحُتُ و السُّحْتُ: (یعنی) حرام و ناجائز کمائی، نجس و ناپاک کمائی، (ایسی کمائی) جس سے عار لازم آئے۔

لفظ سُحت کی جمع: "اسحاتِ" ہے (جس کا ایک معنی): ہلاک شدہ مال (بھی ہے)

حوالہ کے لیے ملاحظہ فرمائیے: المنجد (س ح ت) صفحہ ۴۶۰
مطبوعہ دارالاشاعت۔ کراچی)

اِسی مناسبت سے عربی میں کہتے ہیں:
اسحتت التّجارۃ (تجارت میں سُحت مل گیا۔ یعنی حرام شامل ہو گیا)
اور سَحَتَ: کے معنی ہیں: "حرام مال کمانا"

(۶۹)

وعن الحسین بن احمد البیھقی، عن محمّد بن یحیی الصولی، عن عوز بن محمّد الکاتب، عن محمّد بن ابی عباد

وکان مستہترًا بالسماع ویشرب النبید۔ قال:
سألت الرضاؑ عن السماع فقال:
لاھل الحجاز (العراق خ ل) فیہ رأیٌ وھو فی حیز
الباطل واللھو، اما سمعت اللّٰہ عزّوجلّ یقول:
" وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا "

(حسین بن احمد بیہقی نے محمّد بن یحیی صولی کے حوالہ سے عوز بن محمّد الکاتب سے روایت کی ہے کہ: محمّد بن ابی عباد موسیقی کے رسیا تھے اور نبید پیتے تھے۔

میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السّلام سے موسیقی سننے کے بارے میں دریافت کیا تو امام علیہ السّلام نے فرمایا کہ:

اہلِ حجاز کی اِس بارے میں ایک رائے ہے لیکن یہ چیز باطل اور لہو (ذلغو) ہے، اور کیا تم نے خداوندِ عالم کا یہ فرمان نہیں سنا کہ:
(اہلِ ایمان جب کسی لغو بات کے پاس سے گذرتے ہیں، تو عزّت و کرامت کے ساتھ وہاں سے گذر جاتے ہیں۔ (وہاں ٹھہرتے نہیں ہیں)

(ملاحظہ فرمائیے: الکافی جلد ۶ (طبع جدید) باب الغناء)

(۶)

اِس حدیثِ مقدّس میں امام ثامن وضامن حضرت امام علی رضا علیہ السّلام نے یہ بھی وضاحت فرمادی کہ روئے زمین پر، بعض علاقوں کے

لوگ، اس کے بارے میں مختلف رائے رکھتے ہیں، لیکن اُن کی رائے خدا اور رسولؐ کے فرمان کے مطابق نہیں ہے۔

کیونکہ خدا اور رسولؐ نے ایسی چیزوں سے گریز اور اجتناب کرنے کا حکم دیا ہے، اِسے باطل قرار دے کر یہ نشاندہی کردی ہے کہ جو حق کے پرستار ہیں، اُن کا اُن چیزوں سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہونا چاہیئے جنھیں خداوندِ عالم نے باطل قرار دیا ہے، کیونکہ باطل کی راہ پر چلنے والوں کے لیے ارشادِ قدرت ہے کہ:

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

(یہی وہ لوگ ہیں، جن کے لیے آخرت میں (جہنّم کی) آگ کے سوا کچھ نہیں ہے اور جو کچھ دنیا میں اُن لوگوں نے کیا تھا وہ سب اکارت ہوگیا (کیونکہ) یہ لوگ جو کچھ کرتے تھے وہ باطل تھا۔)

(سورۂ مبارکہ ہود، پارہ ۱۲ آیت ۱۶)

(۶۷)

پروردگارِ عالم ہر مومن کو باطل کی روِش سے بچنے اور حق کی راہ پر استقامت کے ساتھ چلتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے، تاکہ روزِ قیامت حضرات ائمۂ طاہرین علیہم السّلام کی شفاعت نصیب ہوسکے۔!

(۶۷)

وفی (المقنع) قال الصّادق ؑ

شر الاصوات الغناء

" مُقنع " نامی مشہور و معروف کتاب میں روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے ارشاد فرماتا ہے کہ :

" آوازوں میں سب سے بُری آواز گانے اور موسیقی کی ہے "

ملاحظہ فرمائیے :

(الوسائل کتاب التجارۃ جلد ۱۲ باب تحریم الغنا حتی فی القرآن المقنع : ص ۳۷)

اس روایت سے اِس بات کا بھی بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ :

اہلِ دنیا کے طرزِ فکر اور خاصانِ خدا کی مرضی میں کتنا فرق ہے ۔

عام طور سے اہلِ دنیا " گانے اور موسیقی " کی آواز کو سب سے عمدہ سمجھتے ہیں ، یہاں تک کہ اُسے روح کی غذا قرار دیتے ہیں ، اپنی بزم کو اُس کے ذریعے سے " زینت " دینے کی کوشش کرتے ہیں ـــــ بلکہ بعض حضرات تو یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک کسی تقریب میں گانے اور موسیقی کا اہتمام نہ ہو اُس وقت تک وہ تقریب مکمل ہی نہیں ہو سکتی ۔

لیکن امام ششم حضرت جعفر صادق علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں کہ :

" سب سے بُری آواز ، گانے اور موسیقی کی ہے "

کیونکہ حضرات محمدؐ و آلِ محمدؐ علیہم السّلام کے نزدیک اقوال و اعمال میں سب سے اہم اور مرکزی حیثیت تقربِ الٰہی کی ہے جو چیزیں جس قدر تقربِ الٰہی کا ذریعہ ہیں اُسی قدر اہلِ بیت طاہرینؑ علیہم السّلام کے نزدیک پسندیدہ ہیں اور جو باتیں، جس قدر خدا سے دور کرنے والی ہیں اُسی قدر اہلِ بیت کرامؑ کے نزدیک ناپسندیدہ ہیں۔

اور اس میں کسی دیندار کو کبھی شُبہ نہیں ہو سکتا کہ "گانے بجانے کی محفلیں"، خدا و رسولؐ اور دین و شریعت سے انسان کو دور کرنے میں کتنا مؤثر کردار ادا کرتی ہیں ــــــــ یہی وجہ ہے کہ ان محفلوں میں زیادہ تر وہی لوگ شرکت کرتے ہیں جو خدا و رسولؐ سے دور اور احکامِ دین و شریعت سے بیزار ہیں۔

اور چونکہ یہ دورِ انحطاط و زوال ہے اس لیے مسلمانوں کی بھی بڑی تعداد اِن غیر شرعی باتوں کی عادی ہوگئی ہے۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ کسی بُری اور خلافِ شرع بات کو اگر ساری دُنیا پسند کرنے لگے تو وہ مباح نہیں ہو جائے گی، اور اسی طرح اگر کسی حکمِ شریعت کو ساری دُنیا کے لوگ نظر انداز کرنے لگیں تو وہ حکم منسوخ نہیں ہو جاتا، حکم کا نافذ کرنا یا منسوخ کرنا صرف پروردگارِ عالم کے اختیار میں ہے۔

امامؑ اور نبیؐ کا کام اُس حکم کو پہونچانا، اور مجتہد وقت کا کام اُس کی حفاظت و نگرانی و نشر و اشاعت ہے۔

محمّد بن الحسن فی (المجالس و الاخبار) عن احمد بن محمّد بن الصلت عن احمد بن محمّد بن سعید بن عقدة، عن جعفر بن عبد اللہ العلوی عن القسم بن جعفر ابن عبد اللہ، عن عبد اللہ بن محمّد بن علی العلوی عن ابیہ، عن عبد بن ابی بکر، عن محمّد بن عمرو بن حزم فی (حدیث) قال:

دخلت علی ابی عبد اللہؑ فقال: الغناء اجتنبوا الغناء، اِجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ فمازال یقول: اجتنبوا الغناء اجتنبوا۔ فضاق بی المجلس وعلمت انہ یعنینی۔

المجالس والاخبار نامی کتاب میں محمّد بن حسن نے احمد بن محمّد بن صلت سے، اُنھوں نے احمد بن محمّد بن سعید بن عقدہ سے، اُنھوں نے جعفر بن عبداللہ علوی سے، اُنھوں نے قسم بن جعفر بن عبداللہ سے، اُنھوں نے عبداللہ بن محمّد بن علی علوی سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے عبد بن ابی بکر سے روایت کی ہے: محمّد بن عمرو بن حزم کہتے ہیں کہ:

میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ نے فرمایا:

"گانے اور موسیقی سے بچو، قولِ زُور سے اجتناب کرو"...

راوی کہتا ہے کہ: امام علیہ السّلام مسلسل یہ فرماتے رہے کہ:
"گانے اور موسیقی" سے بچو، گانے اور موسیقی سے اجتناب کرو، گانے اور موسیقی سے پرہیز کرو"...... آپ نے یہ جملے اتنی مرتبہ فرمائے کہ میرے لیے وہاں بیٹھنا دشوار ہو گیا (کیونکہ) میں جانتا تھا کہ (امام علیہ السّلام یہ جملے) میرے ہی لیے فرما رہے ہیں !!

(حوالہ کے لیے ملاحظہ فرمائیے: المجالس والاخبار ص۸۷
الوسائل جلد ۱۲ باب: تحریم الغناء، تفسیر منہج البیان جلد ۱ ص۲۶)

(۹۶)

اِس حدیث کا لب ولہجہ، اِس حقیقت کو واضح کرنے کے لیے بہت کافی ہے کہ "گانا اور موسیقی" ائمۂ طاہرین علیہم السّلام کی نگاہوں میں کس قدر سنگین جرم اور کیسا شدید گناہ ہے، کہ جب ایک ایسا شخص جو گانے اور موسیقی میں حصّہ لیتا تھا، امام علیہ السّلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ نے اُس کو گانے اور موسیقی سے بچنے کی اتنی زیادہ تاکید فرمائی کہ اُس پر زمین تنگ ہوگئی اور وہاں بیٹھنا دشوار ہو گیا۔ اور اگرچہ امام علیہ السّلام نے اُس شخص کا نام لیکر مخاطب نہیں کیا تھا بلکہ آپؑ صرف بار بار مخاطب کرکے فرما رہے تھے کہ "گانے سے بچو" موسیقی سے بچو"...... لیکن چونکہ اس دور میں گانا اور موسیقی اہلِ ایمان بہت کم سنتے تھے اور اُس مجمع میں صرف یہی ایک شخص اِس

"بیماری میں مبتلاء" تھا۔ اِس لیے وہ فوراً سمجھ گیا کہ امام علیہ السلام کا رُوئے سخن میری ہی طرف ہے۔ اور امام علیہ السلام مجھ ہی کو مسلسل تاکید فرما رہے ہیں کہ "گانے اور موسیقی سے بچو، گانے اور موسیقی سے اجتناب کرو، گانے اور موسیقی سے پرہیز کرو"

کیا اِس حدیث کے باوجود یہ کہنا ممکن ہے کہ گانے اور موسیقی کے بارے میں کوئی ممانعت وارد نہیں ہوئی ہے۔ ــــــــ؟

(۷)

وعن الحسن قال: كنت اطيل القعود فى المخرج لاسمع غناء بعض الجيران، قال: فدخلت على ابى عبد الله ع فقال لى: يا حسن "اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا" السمع وما وعىٰ والبصر وما راىٰ والفؤاد وما عقد عليه۔

(حسن کا بیان ہے کہ: میں (ایک جگہ) راستہ میں بہت دیر تک بیٹھا رہتا تھا، تاکہ پڑوسیوں کے گانے کی آواز سن سکوں۔

پھر جب میں (ایک روز) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا، تو آپؑ نے ارشاد فرمایا:

اے حسن! (یہ بات یاد رکھو کہ قیامت میں انسان سے) اُس کے

کان، آنکھ اور دل، ہر ایک کے بارے میں بازپُرس کی جائیگی
کان نے جو کچھ سُنا ہوگا، آنکھوں نے جو کچھ دیکھا ہوگا
اور دل میں جن باتوں کا ارادہ ہوا ہوگا۔)

(حوالہ کے لیے ملاحظہ فرمائیے:
کتاب الوسائل جلد ۱۲ باب تحریم الغنار تفسیر العیاشی جلد ۲ ص ۲۹۲
تفسیر منہج البیان جلد ۱ ص ۶۵)

(۶)

اِس فرمانِ مقدّس میں امام عالی مقام ع نے قرآن مجید کی مشہور و معروف آیت:

"اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا"

(سورۂ مبارکہ بنی اسرائیل پارہ ۱۵، سورۃ ۱۷، آیت ۳۶)

کی روشنی میں حسن نامی مومن کو توجہ دلائی کہ: "گانا سننے سے پرہیز کرو" کیونکہ پروردگارِ عالم نے انسان کو اعضاء کی شکل میں جو توانائیاں مرحمت فرمائی ہیں، ہر ایک کے بارے میں روزِ قیامت اُس سے بازپُرس کی جائے گی، کانوں میں جو آواز اس طرح پہونچے، جس میں انسان کا قصد و ارادہ شامل ہو، اُس کے بارے میں اُس سے بازپُرس کی جائے گی کہ جب خداوندِ عالم نے اِن آوازوں کو سننے سے منع کیا تھا، تو پھر تم نے اِنھیں کیوں سُنا؟

اور اگرچہ روایت میں اس کا تذکرہ نہیں ہے کہ یہ شخص خود گانے اور موسیقی کی محفل سجاتا ہو ـــــ بلکہ صرف یہ کرتا تھا کہ ایک ایسے راستہ میں زیادہ دیر تک ٹھہرا رہتا تھا، جس کے پڑوس سے گانے کی آواز آتی رہتی تھی، اور یہ شخص سُنتا رہتا تھا ـــــــ لیکن امام علیہ السّلام نے اُس شخص کو منع کیا کہ ایسا مت کیا کرو، کیونکہ خداوندِ عالم کو ایسی آوازیں سُننا پسند نہیں ہے۔ اور مومن کی شان یہ ہے کہ جس بات سے خدا نے منع کر دیا ہو، اُس کے قریب بھی جانے کی کوشش نہیں کرتا۔

اختصارِ کلام کو ملحوظ رکھتے ہوئے اِس بات کو اسی حدیث پر تمام کرتا ہوں۔ اب آیئے اُن احادیث کا جائزہ لیں جن میں گانے اور موسیقی کو شیطانی عمل قرار دیا گیا ہے۔

۲

وہ احادیث

جن میں گانے کو شیطانی عمل

قرار دیا گیا ہے

شیعہ میڈیا

عن سلیمان بن سماعۃ، عن عبد اللہ بن القاسم، عن سماعۃ قال:
قال ابو عبد اللہ علیہ السلام۔ لما مات اٰدمؑ وشمت بہ ابلیس وقابیل فاجتمعا
فی الارض فجعل ابلیس وقابیل المعازف والملاھی شماتۃ بہ اٰدمؑ
فکل ما کان فی الارض من ھٰذا الضرب الذی یتلذذ
بہ الناس فانما ھو من ذالک

(سلیمان بن سماعہ کی عبداللہ بن قاسم سے روایت ہے اور وہ سماعہ
سے نقل کرتے ہیں کہ:

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ:

جب حضرت آدم علیہ السلام کا انتقال ہوا تو ابلیس اور قابیل
کو بہت خوشی ہوئی ـــ اور اس موقع پر دونوں نے زمین پر (ایک جگہ)
جمع ہو کر ڈھول تاشے اور گانے بجانے کے آلات کے ذریعے سے (اپنی
خوشی کا اظہار بھی کیا اور) حضرت آدم علیہ السلام سے شماتت بھی کی (کہ
دیکھیے آپ تو اس دنیا سے رخصت ہو گئے جبکہ ہم مزے اُڑا رہے ہیں)
اُس وقت سے لے کر آج تک روئے زمین پر جہاں بھی گانے بجانے
کی ایسی چیزیں ہیں جن سے لوگ لطف اندوز ہوتے ہیں، اُن کی ابتداء
شیطانِ رجیم کا وہ عمل ہے۔)

(حوالہ کے لیے ملاحظہ فرمائیے:
کافی جلد ۶ طبع جدید، باب الغناء، حدیث ۳، تفسیر منہج البیان جلد ۱ صفحہ ۵۶)

یہ واضح ہے کہ شیطان اور اُس کی حرکتوں سے بچنے کا حکم خالقِ دوجہاں نے اپنی کتابِ مقدّس میں بار بار دیا ہے اور بنی نوعِ انسان کو واضح الفاظ میں بتادیا ہے کہ :

لَا تَعۡبُدُوا الشَّيۡطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَـكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ

(شیطان کی پرستش نہ کرو، کیونکہ وہ تمہارا کھُلا ہوا دشمن ہے)

آگے چل کر یہ بھی وضاحت فرمادی کہ :

هُوَ الَّذِىۡۤ اَخۡرَجَ اَبَوَيۡكُمۡ (وہی سبب بنا تھا کہ تمھارے ماں باپ (آدمؑ وحوّاؑ) کو جنّت کی نعمتوں سے محروم ہونا پڑا۔)

کہیں ایسا نہ ہو، کہ وہ تمھیں بھی خدا کے راستہ سے منحرف کرکے دائمی عذاب جہنّم کا حقدار بنادے۔

دنیاوی اعتبار سے بھی اُس اولاد کو ناخلف سمجھا جاتا ہے جو اپنے باپ کے دشمن سے دوستی کرلے، خصوصًا اُس صورت میں جبکہ اُسے معلوم بھی ہو کہ اُس کا باپ نہ صرف حق پر تھا بلکہ حق کا علمبردار بھی تھا، اور باپ کا دشمن وہ ہے جو نہ صرف خود باطل پرست ہے، بلکہ دنیائے انسانیت کا سب سے بڑا دشمن بھی ہے۔

(۱۰)

الحسین بن محمّد، عن معلی بن محمّد، عن احمد بن محمّد بن ابراھیم الارمنی، عن الحسن بن علی بن

یقطین ، عن ابی جعفرؑ قال :

من اصغی الی ناطق فقد عبدہ فان کان الناطق یودی عن اللّٰہ عزّوجلّ فقد عبد اللّٰہ وان کان الناطق یؤدی عن الشیطان فقد عبد الشیطان

(حسین بن محمّد نے معلی بن محمّد سے اور اُنھوں نے احمد بن محمّد بن ابراہیم ارمنی سے روایت کی ہے حسن بن علی بن یقطین کا بیان ہے کہ : حضرت امام محمّد تقی علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا :

" جو شخص ، جس بولنے والے کی بات پر دھیان دیتا ہے اُسی کی پیروی کرتا ہے ، اب اگر وہ بولنے والا الٰہی فرمان کو پہونچائے تو یہ شخص خدا کی بندگی کا حق ادا کرے گا ــــــ اور اگر وہ بولنے والا شیطانی بات پہونچائے ، تو یہ شخص شیطان کا بندہ بن جائے گا ۔)

(حوالہ کے لیے ملاحظہ فرمائیے :

کافی جلد ۶ طبع جدید ، باب الغناء ، حدیث ۲۴ ، تفسیر منہج البیان جلد ۱ ص ۶۱)

" اَصْغٰی " و " اِصْغَاء " ــــــ عربی زبان میں پوری توجّہ اور انہماک کے ساتھ کسی بات پر دھیان دینے کے معنوں میں آیا ہے ۔ یہ دھیان اور توجّہ اچھّی بات کی طرف بھی ممکن ہے اور بُری بات کی طرف بھی۔

اور چونکہ یہ انہماک انسانی زندگی پر بہرحال اثر انداز ہوتا ہے اِس لیے اگر انسان اچھّی باتوں پر توجّہ دے گا تو اُس کی زندگی پر اچھے

اثرات مرتّب ہوں گے، اور اگر بُری باتوں پر توجّہ دے گا تو اُس کی زندگی پر بُرے اثرات مرتّب ہوں گے ــــــــ یہی وجہ ہے کہ، انسان جس ماحول میں پروان چڑھتا ہے، اُس کے مطابق اُس کی زندگی کا عنوان قائم ہو جاتا ہے، جیسا کہ پیغمبرِ اسلام ؐ کا ارشاد ہے کہ:

كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ.... (ہر بچّہ فطرتِ سلیم پر پیدا ہوتا ہے) مگر اُس کے ماں باپ، اور ماحول اُسے اپنے رنگ میں ڈھال لیتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ دینِ اسلام نے اِس بات پر بھرپور توجّہ دی ہے کہ انسان کی تربیت ابتداء ہی سے ایسے انداز سے کی جائے کہ اُس کے اندر خداوندِ عالم کی عظمت اور اُس کے دین اور احکام کی اہمیت اس طرح راسخ ہو جائے کہ اُس کا قدم راہِ استقامت سے ہٹنے نہ پائے، دنیا کی رنگینیاں اُسے صحیح راستہ سے منحرف کرنے کا سبب نہ بنیں نفسِ امّارہ کی ترغیبات اُسے غلط راہوں پر نہ ڈالیں، ہوا و ہوس اُسے خدا سے دور نہ کرے اور شیطان کی وسیسہ کاریاں اُسے صراطِ مستقیم سے ہٹا کر جہنّم کا ایندھن نہ بنا دیں۔

۳

شیعہ ملٹی میڈیا

وہ احادیث جن میں گانے اور موسیقی کو سببِ نفاق قرار دیا گیا ہے

عنہ، عن محمد بن علی، عن ابی جمیلۃ عن ابی اسامۃ، عن ابی عبد اللہ علیہ السّلام قال: الغناء عش النّفاق

محمّد بن علی نے ابو جمیلہ کے سلسلۂ سند سے ابُو اُسامہ سے روایت کی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ:

حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

"گانا اور موسیقی، منافقت کا آشیانہ ہے۔"

حوالہ کے لیے ملاحظہ فرمائیے:

(الکافی جلد ۶ طبع جدید' باب الغناء' حدیث ۳، تفسیر منہج البیان جلد ۱ ص ۵۶)

اور "منافقت" کو اسلام نے کس قدر سنگین جُرم قرار دیا ہے' اِس کا اندازہ قرآن مجید کی اِس مشہور و معروف آیت سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے جس میں ارشادِ قدرت ہے کہ:

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ

(منافقین کا ٹھکانہ جہنّم کے سب سے نچلے اور پست درجہ میں ہے۔)

اور منافقین کے بارے میں اٹھائیسویں پارہ کی یہ آیت خاص طور سے قابلِ غور ہے، جس میں خالقِ دوجہاں کا ارشاد ہے:

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ •

(اے پیغمبرؐ!) جب منافقین آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ یقیناً آپؐ خدا کے رسول ہیں، اور اللہ کو معلوم ہے کہ آپ اُس کے رسولؐ ہیں (لیکن) خدا گواہی دیتا ہے کہ یقیناً منافقین پکے جھوٹے ہیں۔)

گویا اگر کوئی شخص رسولِ خداؐ کی رسالت کی گواہی تو دے، لیکن اُس کے دل میں یہ یقین نہ ہو کہ آنحضرتؐ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ خدا کی طرف سے ہے، تو وہ شخص چاہے زبان سے کلمہ پڑھتا رہے' وہ بہ پیشِ پروردگار منافق ہے۔)

آگے چل کر ارشاد ہوا: وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ۭ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ۔۔۔

(اور جب آپؐ اُن کو دیکھیں گے، تو آپ کو اُن کی جسمانی حالت خوشنما نظر آئے گی، اور اگر یہ کچھ کہیں تو آپ اِن کی بات بھی سنیں گے۔)

امیر المومنین ع سے عداوت کے علاوہ منافقین کی یہ خصوصیت بھی بیان کی گئی ہے کہ اُن کی جسمانی حالت تو خوشنما نظر آئے گی، لیکن (باطن بے دینی سے بھرا ہوا ہوگا) آواز میں حلاوت ہوگی (مگر اِس حلاوت کو دین کی خاطر استعمال کرنے کے بجائے بے دینی کی باتوں میں صرف کریں گے — ان خصوصیات کو پڑھیئے اور گویّوں کی عملی زندگی دیکھیئے!! تاکہ اندازہ ہو کہ جو کچھ خدا و رسولؐ نے فرمایا ہے وہ کس قدر صداقت آمیز اور برحق ہے۔

(۱۶)

عنه، عن علی بن معبد، عن الحسن بن علی الحزاز عن علی بن عبد الرحمٰن، عن كليب الصيداوی قال: سمعت اباعبد الله (عليه السلام) يقول:

ضرب العيدان ينبت النفاق فی القلب كما ينبت الماء الخضرة

(علی بن معبد نے حسن بن علی خزار سے نقل کیا ہے، وہ علی بن عبد الرحمٰن سے روایت کرتے ہیں کہ کلیب صیداوی کا بیان ہے کہ: میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: "بانسری بجانے سے دل میں نفاق کی اُسی طرح نمو ہوتی ہے جس طرح پانی سبزے کی آبیاری کرتا ہے") (حوالہ کیلیے ملاحظہ فرمائیے: کافی جلد ۶ طبع جدید حدیث ۲۰، تفسیر منہج البیان جلد ۱ صفحہ ۶۰)

تمام صاحبانِ ایمان اِس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ نفاق کے اصل معنی ظاہر و باطن کے تضاد کے ہیں اور کسی بھی معاشرے کے لیے جو چیز سب سے زیادہ نقصان دہ بلکہ سمِّ قاتل ہے وہ نفاق ہے، اور ہمارے مذہب کو بھی سب سے زیادہ نقصان اُن ہی لوگوں سے پہونچا، جنھوں نے ظاہراً اسلام کا لبادہ اوڑھ لیا تھا، مگر باطن میں اُن کی تمام ریشہ دوانیاں، اہلِ کفر کے مفاد میں تھیں

جن کے بارے میں مالکِ دوجہاں نے قرآن مجید میں خود پیغمبرِ اسلام سے ارشاد فرمایا کہ: آپ کے اِرد گِرد بہت سے منافق ہیں اور مدینہ میں تو ایسے لوگ (بھی) پائے جاتے ہیں جو اپنے نفاق میں بہت گہرے ہیں۔ چنانچہ سورۂ مبارکہ " التوبۃ " میں ارشادِ قدرت ہے،

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ .. (اور تم لوگوں کے اِرد گرد عرب لوگوں (بادیہ نشینوں) میں منافقین بھی ہیں، اور خود مدینہ کے رہنے والوں میں سے بھی (بعض ایسے پکّے منافق ہیں) جو نفاق میں ڈوبے ہوئے ہیں۔) (سورۂ مبارکہ توبہ پارہ ۱۱ آیت ۱۰۱)

یہی وجہ ہے کہ جب وفاتِ پیغمبرِ اکرمؐ کے بعد شاعر کے قول کے مطابق:

اہلِ دنیا کارِ دنیا ساختند (دنیا والے اپنا کام دکھا گئے)

اور امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالبؑ علیہ السلام نے گوشہ نشینی کی زندگی

اپنالی، تو ابوسفیان، جو ساری زندگی اسلام اور پیغمبرِ اسلام سے جنگ کرتا رہا تھا، حضرت امیرالمومنین ع کی خدمت میں حاضر ہوا، اور کہنے لگا:

یا علیؑ! آپ اپنا حق لینے کے لیے اُٹھیں، تو مدینہ کو سواروں اور پیادوں سے بھر دوں؟

یہ سُن کر آپؑ نے فرمایا: اے ابوسفیان! تو کب سے اسلام کا خیرخواہ ہوگیا؟

(۶۹)

حضرات محمدؐ و آلِ محمدؐ علیہم السّلام نے کسی موقع پر بھی منافقین کے نفاق کو پسند نہیں کیا، پھر وہ یہ کیسے پسند کر سکتے ہیں کہ اُن کے ماننے والے ایسے گناہوں میں مبتلا ہوں جو اُن کے قلوب کے اندر نفاق جیسی مذموم صفت کی آبیاری کرنے والے ہوں! اور یہ بھی تاریخی حقیقت ہے کہ ابوسفیان کی بیوی ہندہ (جگرخوارہ) نے گا نے گا گا کر ہی جنگِ اُحد کے موقع پر اُس اپنے حبشی غلام کو ورغلایا تھا جس نے جناب حمزہؓ کو قتل کیا۔ (اور پھر ہندہ نے اُن کا جگر چبایا۔)

(۶۹)

علی بن ابراھیم، عن ابیہ، عن ابن محبوب، عن عنبسة، عن ابی عبداللہ (علیہ السّلام) قال:

استماع الغناء واللهو ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء الزرع

(علی بن ابراہیم نے اپنے والد کے سلسلۂ سند سے ابنِ محبوب سے روایت کی ہے، وہ عنبسہ سے نقل کرتے ہیں کہ:

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:
"گانا اور موسیقی وغیرہ کا سننا، دل کے اندر نفاق کی اُسی طرح آبیاری کرتا ہے جس طرح سے پانی زراعت کی آبیاری کرتا ہے۔")

(حوالہ کے لیے ملاحظہ فرمائیے:
کافی جلد ۶ طبع جدید، باب تحریم الغناء حدیث ۲۳، تفسیر منہج البیان جلد ۲ ص ۶۱)

اور اسی مناسبت سے میں نے گزشتہ صفحہ پر جنگِ اُحد کے اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا تھا کہ: ابوسفیان کی بیوی ہندہ جسے اِس بات کا بہت زیادہ اشتیاق تھا کہ اِس جنگ میں جنگِ بدر کے مقتولین کا بدلہ لیا جائے اور خاص طور سے پیغمبرِ اسلام کے کسی ایسے قریبی عزیز کو قتل کیا جائے جس سے آنحضرتؐ کو بے پناہ رنج پہونچے، تاکہ ہندہ دل کھول کر خوشی منائے ـــــ اس مقصد کے لیے وہ عرصۂ دراز سے اپنے حبشی غلام کو مختلف قسم کے لالچ دے رہی تھی، اور جب جنگِ اُحد میں منافقین اور کمزور دل والے مسلمانوں کے فرار کی وجہ سے جنگ کا پانسہ پلٹا تو اُس موقع پر ہندہ نے نہایت بیباکی کے ساتھ ناچ گاکر

غلام حبشی کو بھرپور جوش دلایا، جس کے نتیجہ میں اُس ملعون نے پیغمبرِ اسلام کے جری و بہادر چچا جناب حمزہؑ پر ایسا وار کیا کہ اُن کی شہادت واقع ہوگئی ——— اور اِس بات کی خوشی مناتے ہوئے ہندہ نے ایک بار پھر بڑے جوش وخروش سے ناچ گانا شروع کیا، اور ناچتی وگاتی ہوئی جناب حمزہؑ کی لاش تک پہونچی، آپ کے سینہ کو چاک کیا اور کلیجہ نکال کر اُسے چبایا، جس کی بنا پر تاریخ میں "ہندہ جگرخوارہ" (جگر چبانے والی ہندہ) کے نام سے مشہور ہوئی۔

——— (۶۹) ———

یہ واقعہ واضح طور سے نشاندہی کررہا ہے کہ اُس غلام حبشی کے دل میں جو بغض ونفاق تھا، اُس کی بھرپور آبیاری اُس گانے اور موسیقی نے کی جس کے ذریعے سے ہندہ نے اُس گھناؤنے جُرم کی بھرپور ترغیب کی، اور پھر جناب حمزہؑ کے قتل کے بعد بھی ہندہ نے خوب گانے گائے۔

گویا حضرت آدمؑ کی وفات سے لیکر حضرت حمزہؑ کے قتل تک یہ بات مشترک نظر آتی ہے کہ حق کے علمبرداروں اور پرستاروں کی وفات و قتل پر شیطان اور اُس کے چیلے گانے اور موسیقی کی محفلیں سجاتے اور اپنی خوشی ومسرّت کا اظہار کرتے ہیں۔

——— (۷۰) ———

و فی (الخصال) عن ابیہ ، عن سعد، عن یعقوب بن یزید ، عن ابن ابی عمیر، عن مهران بن محمّد ، عن الحسن بن هارون قال:

سمعت اباعبد اللہ (علیہ السّلام) یقول:

" الغناء یورث النّفاق و یعقب الفقر "

"خصال" شیخ صدوقؒ کی روایت ہے:

سعد نے یعقوب بن یزید سے ، اُنھوں نے ابنِ ابی عمیر سے ، اور اُنھوں نے مہران بن محمّد سے نقل کیا ہے کہ : حسن بن ہارون کا بیان ہے:

میں نے ابوعبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

"گانا بجانا ، دل میں نفاق پیدا کرتا ہے ، اور آخرِ کار تنگدستی میں (بھی) مبتلا ، کر دیتا ہے ۔"

(حوالہ کے لیے ملاحظہ فرمائیے : الوسائل جلد ۱۲ بابِ تحریم الغناء الخصال جلد ۱ ص ۱۴ ، تفسیر منہج البیان جلد ۱ ص ۶۴)

اور پوری انسانی تاریخ گواہ ہے کہ جو لوگ گانے بجانے کے رسیا اور راگ ورنگ کے شیدا ہوتے ہیں اُن کے دل سے حرارتِ ایمانی رفتہ رفتہ کم ہوتی جاتی ہے ، اور ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اسلام و ایمان کا تذکرہ صرف اُن کی زبان تک محدود ہو کر رہ جاتا ہے ، اور دل مکمل طور

پر ایمان کی روشنی سے محروم ہوجاتا ہے۔

اور جہاں زبان پر تو اسلام کا ذکر ہو اور دل ایمان سے خالی ہو، اُسے نفاق ہی سے تعبیر کیا جائے گا۔

(۷۵)

اسی طرح یہ بھی ایک جانی پہچانی حقیقت ہے کہ گانے بجانے والوں کی قدر و منزلت مخصوص بے دین حلقے میں بھی اُسی وقت تک ہے جب تک کہ اُن کی توانائیاں برقرار ہیں، لیکن جیسے جیسے اُن کی توانائیاں ساتھ چھوڑتی ہیں ویسے ویسے جاں نثاروں کی کمی ہوتی جاتی ہے اور پھر ایک ایسا وقت بھی آجاتا ہے کہ:

پھرتے ہیں میر خوار کوئی پوچھتا نہیں

(۷۶)

حضرات ائمۂ طاہرین علیہم السّلام، چونکہ اپنے چاہنے والوں کے ایمان کی بھی حفاظت کرنا چاہتے ہیں اور اُنھیں ہر قسم کے نقصانات اور پریشانیوں سے بھی بچانا چاہتے ہیں، اِس لیے اُنھوں نے ہر اُس بات سے ہمیں محفوظ رکھنے کی بھرپور کوشش کی ہے جس کی وجہ سے ہماری ایمانی حرارت میں کمی آسکتی ہو یا ہم کسی نقصان اور تباہی کا شکار ہو سکتے ہیں۔

(۷۷)

۴

شیعہ ملٹی میڈیا

وہ احادیث جن میں گانے و موسیقی کو بے غیرتی اور دوسری تباہیوں کا سبب قرار دیا گیا ہے

سھل بن زیاد، عن محمّد بن عیسی، او غیرہ، عن ابی داؤد المسترق قال: من ضرب فی بیتہ بربط اربعین یومًا سلط اللہ علیہ شیطانًا یقال لہ: القفندر، فلا یبقی عضوًا من اعضائہ الا قعد علیہ، فاذا کان کذلک نزع منہ الحیاء ولم یبال ما قال وما قیل فیہ۔

(سہل بن زیاد نے محمّد بن عیسٰی سے روایت کی ہے، اُنھوں نے ابوداؤد مسترق کے حوالہ سے یہ فرمان نقل کیا ہے کہ:

"جس شخص کے گھر میں چالیس دن ڈھول باجا ہوتا رہے، اُس پر خداوندِ عالم ایک شیطان کو مسلّط کرتا ہے جس کا نام قفندر ہے، (وہ شیطان اِس شخص پر ایسا تسلّط حاصل کرتا ہے) کہ اُس کے ایک ایک عضوِ بدن پر اثر انداز ہو جاتا ہے ـــــــ اور جب یہ صورتِ حال ہو جاتی ہے تو اُس کے اندر سے حیا رخصت ہو جاتی ہے، پھر اُسے نہ

اِس بات کی پروا رہتی ہے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے، اور نہ اِس بات پروا رہتی ہے کہ لوگ اُس کے بارے میں کیا کہہ رہے ہیں۔)

(حوالہ کے لیے ملاحظہ فرمائیے:

(کافی جلد ۶ طبع جدید، باب الغنا، حدیث ۱۵)

اِس روایت میں کس قدر سچّی تصویر کشی اُن لوگوں کی گئی ہے، جو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا گانے بجانے ہی کو بنا لیتے ہیں کہ حیا، و غیرت اُن کی زندگی سے بالکل خارج ہو جاتی ہے اور اُنھیں اِس بات کی بھی پروا نہیں ہوتی کہ لوگ اُن کے بارے میں کیا کہہ رہے ہیں۔

اور جسے اِس بات میں ذرا سا بھی شبہ ہو وہ یورپ اور مغربی دنیا کی زندگی کا صرف ایک سرسری سا جائزہ لے لے کہ کس طرح اُن کے یہاں سے حیا، و غیرت رخصت ہوئی ہے۔ اور صرف مغربی دنیا ہی پر کیا منحصر ہے جہاں جہاں لوگوں نے اپنی زندگی کو لہو و لعب اور ہوا و ہوس کی باتوں کے سپرد کیا ہے وہاں پر شرم و حیا، نام کی کسی چیز کا کوئی وجود ہی باقی نہیں ہے۔

اور جب انسان کی زندگی سے شرم و حیا، اور عفّت و غیرت رخصت ہو جائے تو پھر نہ اُسے اس بات کی پروا رہتی ہے کہ وہ لوگوں کے بارے میں کیا کہہ رہا ہے، اور نہ اس بات کی کوئی پروا باقی رہتی ہے کہ لوگ اُس کے بارے میں کیا کہہ رہے ہیں اولئِك كالانعام بل هم اضل"

محمّد بن علی بن الحسین باسناده عن حماد بن عمرو و انس بن محمّد، عن ابیه، عن جعفر بن محمّد، عن اٰبائه (علیهم السّلام) فی وصیة النبی ص لعلی (علیه السلام) قال:

یا علی! ثلاثة یقسین القلب: استماع اللهو وطلب الصید و اتیان باب السلطان۔

محمّد بن علی بن الحسین نے اپنے سلسلۂ سَنَد سے حمّاد بن عمرو اور انس بن محمّد سے روایت کی ہے، اُنھوں نے اپنے والد سے اور اُنھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت کی ہے:

حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام اپنے آباء و اجداد کے سلسلۂ سَنَد سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالبؑ علیہ السّلام سے فرمایا کہ:

"تین چیزیں دل میں قساوت پیدا کرتی ہیں:

(۱) گانا اور لہو ولعب سننا۔

(۲) شکار کی تلاش میں نکلنا۔

(۳) بادشاہوں کے دروازوں پر جانا۔

(حوالہ کے لیے ملاحظہ فرمائیے:

الوسائل جلد ۱۲، بابِ تحریم استعمال الملاہی بجمیع اصنافہا، حدیث ۸)

اور عام مشاہدہ بھی اِس بات کی پوری پوری تصدیق کرتا ہے کہ جو لوگ حکّام اور وزراء اور بادشاہوں اور سربراہانِ مملکت کے دروازہ پر آتے جاتے رہتے ہیں اُن کے دلوں میں دنیا کی طمع اتنی بڑھ جاتی ہے کہ پھر اُنھیں کسی بات کا ہوش نہیں رہتا، اور عام لوگوں کے ساتھ اُن کا سلوک، لطف وکرم والا نہیں رہتا، بلکہ درشتی و سنگدلی کا مظہر بن جاتا ہے۔

اِسی طرح جو لوگ ہر وقت شکار کی فکر میں لگے رہتے ہیں، وہ جانوروں کے ساتھ بے رحمی کے اِس قدر عادی ہو جاتے ہیں کہ قساوت و سنگدلی اُن کا مزاج بن جاتی ہے، اور یہ واضح سی بات ہے کہ اگر شکاری آدمی، جانوروں کے ساتھ رحمدلی کرنے لگے تو شکار کیسے کرے گا، رحمدلی تو یہ تقاضہ کرے گی کہ اُن جانوروں کی طرف نہ کوئی تیر پھینکا جائے نہ گولی چلائی جائے، نہ اُن کو ذبح کیا جائے لیکن جس شخص کو شکار کی فکر ہے، وہ یہ رحمدلی تو نہیں کر سکتا، بلکہ اِس کے برعکس، بے رحمی سے کام لے کر اُن پر وار کرے گا، تاکہ اُن کو شکار کر کے لطف اندوز ہو سکے، اور یہی بے رحمی جب عادت بن جائے تو انسان قسیّ القلب اور سنگدل ہو جاتا ہے۔

اِسی طرح "گانے بجانے کی عادت" انسان کو یادِ خدا سے اِسقدر غافل کرتی ہے کہ رحم وکرم کے تمام جذبات سے رفتہ رفتہ عاری ہوتا

جاتا ہے، کیونکہ یہ صفت بھی دراصل اُس پاک پروردگار کا عطیہ ہے جس نے اپنی رحمتِ کاملہ سے پوری کائنات کو پیدا بھی کیا اور ہر مخلوق کو رزق بھی عطا کرتا ہے، چاہے وہ مومن ہو یا کافر! یا جانور۔

(۹۶)

عدة من اصحابنا، عن احمد بن محمّد بن خالد، عن عثمان بن عيسٰى، عن اسحاق بن جرير قال: سمعت ابا عبد الله (عليه السّلام) يقول: ان شيطانا يقال له: القفندر اذا ضرب في منزل رجل اربعين يومًا بالبربط ودخل عليه الرجال، وضع ذلك الشيطان كل عضو منه على مثله من صاحب البيت ثم نفخ فيه نفخة فلا يغار بعدها حتّى تؤتى نساؤه فلا يغار۔

(۹۶)

ہمارے متعدّد اصحاب (وبزرگان) نے احمدؒ بن محمّدؒ بن خالد سے، اُنھوں نے عثمان بن عیسٰی سے روایت کی ہے کہ اسحاق بن جریر بیان کرتے ہیں:

میں نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السّلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: ______ ایک شیطان کا نام "قفندر" ہے

____ جب کسی شخص کے گھر میں چالیس دن تک ڈھول باجا ہوتا رہے (جس میں) لوگ آتے جاتے رہیں ____ تو وہ شیطان اپنے ہر عضوِ بدن کو صاحبِ خانہ کے اعضاء پر رکھ کر پھونک مارتا ہے اور پھر (اُس شخص سے اِس طرح وابستہ ہوجاتا ہے کہ) کسی طرح اس کا ساتھ نہیں چھوڑتا، اور وہ شخص (اُس شیطان کے چنگل میں گرفتار ہوکر حیاء وغیرت سے اس طرح محروم ہوجاتا ہے کہ) اُس کے ناموس کے ساتھ جو کچھ بھی گذر جائے، اُسے غیرت نہیں آتی۔

(حوالہ کے لیے ملاحظہ فرمائیے:

کافی جلد ۶ طبع جدید، باب الغناء، حدیث ۱۴)

(۷۶)

ممکن ہے موجودہ دَور کے جِدّت پسند حضرات روایت کے ظاہری الفاظ کو سمجھنے سے قاصر رہیں، اور مادّی طرزِ فکر رکھنے والے افراد اِس بات کا ادراک کرنے سے عاجز رہیں کہ کس طرح شیطان کو اُن کے اعضاء پر تسلّط حاصل ہوسکتا ہے، یا یہ کہ "قفندر" نامی شیطان کہاں رہتا ہے، اور وہ ڈھول باجے کی جگہوں پر کیسے پہونچ جاتا ہے؟؟

لیکن روایت میں "جس بیحیائی و بے غیرتی" کو گانے اور موسیقی کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے اُس کا مشاہدہ جابجا کیا جاسکتا ہے، اور پورے وثوق کے ساتھ یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ جس جگہ گانا اور موسیقی زیادہ ہوگا وہاں

بے حیائی و بے غیرتی بھی زیادہ ہوگی، جس کے لیے کسی فلسفیانہ بحث کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ بلاخوفِ تردید یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ پورے کرۂ ارض پر جہاں اِس گناہ کی جتنی زیادہ کثرت ہے، اُتنا ہی زیادہ وہاں کے لوگوں میں بے حیائی و بے غیرتی کا عنصر بھی غالب نظر آتا ہے

(۷۶)

علی بن ابراھیم، عن ابیہ، عن ابن ابی عمیر عن مھران بن محمّد، عن الحسن ابن ھارون قال سمعت اباعبداللہ (علیہ السّلام) یقول:

الغناء مجلس لا ینظر اللہ الی اھلہ وھو مما قال اللہ عزّوجلّ:

"وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللهِ"

علی بن مہران نے اپنے والد سے، اُنھوں نے ابنِ ابی عمیر سے اور اُنھوں نے مہران بن محمّد سے روایت کی ہے کہ: حسن بن ھارون کا بیان ہے کہ:

میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ:

"گانے اور موسیقی" جس جگہ ہوں، وہاں کے لوگوں پر اللہ عزّ وجلّ

(خوشنودی کی) نگاہ نہیں ڈالتا ____ اور (یہ لوگ) ____ پروردگارِ عالم کے اِس فرمان کے مصداق ہیں کہ:

"وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" (اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو باطل اور لغو باتیں خریدتے ہیں تاکہ لوگوں کو خدا کے راستہ سے منحرف کریں)۔ (سورۂ مبارکہ لقمان، پارہ ۲۱ آیت ۶)

(۵)

اِس حدیث میں بھی "گانے اور موسیقی" کے نتائج میں سے ایک نتیجے کو بیان کیا گیا ہے، اور وہ ہے:

"انسان کا خوشنودیِ پروردگارِ عالم سے محروم ہوجانا"

اور اِس کی اہمیت کو ہر صاحبِ ایمان اچھی طرح سے سمجھ سکتا ہے، کیونکہ بندۂ مومن ساری زندگی اس جدوجہد میں رہتا ہے کہ کوئی ایسا کام نہ ہونے پائے جو خداوندِ عالم کی ناراضگی کا سبب ہو اور جس کی وجہ سے انسان اپنے پروردگار کی خوشنودی سے محروم ہوجائے، تمام واجبات کو اِسی لیے بجالاتا ہے کہ خوشنودیِ پروردگار حاصل ہو، اور یہ خوشنودی نگاہِ شریعت میں اِس قدر پُر ارزش ہے کہ کسی بھی عبادت کو جبتک خوشنودیِ پروردگار کی نیّت سے انجام نہ دیا جائے، اُس وقت تک وہ عبادت صحیح ہو ہی نہیں سکتی ____ چاہے نماز ہو، یا روزہ،

حج ہو یا زکوٰۃ، خمس ہو یا جہاد، امر بالمعروف ہو یا نہی عن المنکر... یا اِس کے علاوہ دیگر تمام اسلامی و ایمانی فرائض ــــــ کہ اگر انسان پوری عبادت کو اُس کے اجزاء و ارکان کے ساتھ انجام دیتا رہے، لیکن اُس عبادت کو شروع کرنے سے پہلے یہ نیّت نہ کرے کہ میں اسے خوشنودیِ پروردگار کے ارادے سے انجام دے رہا ہوں، تو وہ عبادت صحیح ہوگی ہی نہیں !! یہاں تک کہ نماز کے لیے جو وضو کرنا ہوتا ہے، اگر اس وضو کو شروع کرنے سے پہلے یہ نیّت نہ کرے کہ میں اِس وضو کو خوشنودیِ پروردگار کے لیے انجام دے رہا ہوں ــــــ تو وہ وضو بھی صحیح نہیں ہوگا ــــــ اِس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ خوشنودیِ خدا کی کیا قدر و قیمت ہے ــــــ پھر وہ مومن کس قدر حرماں نصیب ہے جو خوشنودیِ پروردگار ہی سے محروم ہو جائے ــــــ !

(۱۰۶)

محمّد بن یحییٰ، عن احمد بن محمّد، عن الحسین بن سعید، عن ابراھیم بن ابی البلاد، عن زید الشحام قال: قال ابو عبد اللہ (علیہ السّلام):

بیت الغناء لا تؤمن فیہ الفجیعۃ ولا تجاب فیہ الدعوۃ ولا یدخلہ الملک۔

(محمّد بن یحییٰ نے احمد بن محمّد سے، اُنھوں نے حسین بن سعید سے

اور انھوں نے ابراہیم بن ابی البلاد سے روایت کی ہے کہ : زید شحام بیان کرتے ہیں :

حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ :

" جس گھر میں گانا بجانا ہوتا ہے وہ نہ تو حادثات سے محفوظ ہے ، اور نہ اُس میں دعاء قبول ہوتی ہے اور نہ (رحمت کے) فرشتے اُس گھر میں داخل ہوتے ہیں ۔)

غور کیجیے : اس فرمانِ مقدّس میں صاحبانِ فکر و دانش کے لیے عبرت و موعظت کا کتنا بڑا درس پوشیدہ ہے ۔ لیکن جیسا کہ مولائے کائنات کا فرمان ہے : " ما اکثر العبر و قل الاعتبار " عبرت کی باتیں کتنی زیادہ اور عبرت حاصل کرنے والے کتنے کم ہیں ۔

حقیقت یہ ہے کہ انسان جن گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے اُن میں بہت سے ایسے گناہ ہیں جن کے بُرے نتائج دنیا میں بھی برداشت کرنا پڑتے ہیں ، جیسا کہ دعاءِ کُمیل میں ہے کہ :

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیَ الذُّنُوْبَ الَّتِیْ تَھْتِکُ الْعِصَمَ ــــ

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیَ الذُّنُوْبَ الَّتِیْ تُنْزِلُ النِّقَمَ

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیَ الذُّنُوْبَ الَّتِیْ تُغَیِّرُ النِّعَمَ

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیَ الذُّنُوْبَ الَّتِیْ تَحْبِسُ الدُّعَآءَ

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیَ الذُّنُوْبَ الَّتِیْ تُنْزِلُ الْبَلَآءَ

(اے اللہ! میرے اُن گناہوں کو معاف کردے، جو میری عصمت
کو پامال کرنے والے ہیں۔)

(اے اللہ! میرے اُن گناہوں کو معاف کردے، جن کی وجہ سے
مجھ پر سختیاں نازل ہوتی ہیں۔)

(اے اللہ! میرے اُن گناہوں کو معاف کردے، جو (میری طرف
آنے والی) نعمتوں کا رُخ پھیر دیتے ہیں۔

(اے اللہ! میرے اُن گناہوں کو معاف کردے، جو دعاء کو (قبولیت) سے
روک دیتے ہیں۔

(اے اللہ! میرے اُن گناہوں کو معاف کردے، جن کی وجہ سے
بلائیں نازل ہوتی ہیں۔)

"دُعاءِ کمیل" (از مفاتیح الجنان: شیخ عبّاس قمیؒ)
(و دیگر کتبِ ادعیہ)

۵

شیعہ ملٹی میڈیا

وہ احادیث جن میں گانا و موسیقی نہ سننے والوں کی تعریف کی گئی ہے !!

عنہ ، عن یاسر الخادم ، عن ابی الحسن ؑ قال:

من نزہ نفسہ عن الغناء فان فی الجنّۃ شجرۃ یامر اللہ عزّوجلّ الرّیاح ان تحرکھا فیسمع لھا صوتًا لم یسمع بمثلہ ومن لم یتنزہ عنہ لم یسمعہ۔

یاسر نامی خادمِ امامِ ہفتم کا بیان ہے:

حضرت ابوالحسن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے:

" جو شخص خود کو گانے اور موسیقی سے بچائے گا، اُس کے لیے جنّت میں ایک درخت ہے، خدائے عزّوجلّ ہوا کو حکم دے گا کہ وہ اُس درخت کو جنبش دے، جس سے وہ شخص ایسی (پاکیزہ، عمدہ اور نرالی) آواز سُنے گا جیسی اُس نے اِس سے قبل کبھی نہیں سُنی ہوگی ——

—— اور جو شخص (دنیا میں) گانے اور موسیقی سے خود کو نہیں بچائے گا وہ اُس آواز کو نہیں سُن سکے گا۔"

گویا یہ ایک الٰہی انعام ہوگا جس کے حقدار صرف وہ لوگ قرار پائیں گے جو اِس گناہ (گانے اور موسیقی) سے اپنا دامن بچائیں گے۔

——— اِس حدیثِ مقدّس میں صاحبانِ علم و دانش اور اہلِ ادب کے لیے ایک قابلِ غور بات یہ بھی ہے کہ:

لفظ "نَزَّهَ" استعمال ہوا ہے، جس کے لیے اہلِ لغت نے جو تشریحات کی ہیں اُن کا ایک اقتباس نذرِ قارئین کرتا ہوں ———

صاحبِ "المُنجِد" لکھتے ہیں:

نَزِهَ، نَزَاهَةً و نَزَاهِيَةً: (یعنی) بُرائی سے پاک ہونا۔ - پاکدامن ہونا۔

نَزَّهَ نَفسَهُ ..... (یعنی) اپنے آپ کو گناہ سے پاک رکھنا۔

نَزَّهَهُ: (یعنی) بُری بات سے نجات دینا، دور رکھنا۔

اَلنُّزُهُ و النَّزِهُ و النَّزِيهُ: (یعنی) پاکدامن، - بُرائی سے دُور۔

(ملاحظہ فرمائیے: اَلمنجِد ص۱۰۰۱ (ن ز ہ))

اِن تمام حوالوں میں قدرِ مشترک یہ ہے کہ "نزہ" کے معنی ہی بُرائیوں سے دُور رہنے" کے ہیں، ——— اور حدیث میں جب امام علیہ السلام نے یہ ارشاد فرمایا کہ: "جو شخص اپنے آپ کو گانے سے دُور رکھے" (تو مطلب یہ ہے کہ اِس گناہ سے بچے، اور اس بُرائی سے اپنے دامن کو محفوظ رکھے) ——— اِسی طرح اِسی

میں یہ تشریح بھی اہلِ لغت کی طرف سے موجود ہے کہ:

النزہ و النزاھۃ ـــ یعنی : بُرائی سے دوری

النازہ ـــ (کہتے ہیں : ھُوَ نَازِہُ النَّفْس) یعنی: وہ پاک دامن ہے۔

تَنَزَّہَ ـــ یعنی ـــ دور ہوا۔ محفوظ ہوا۔

اِسْتَنْزَہَ ـــ یعنی : دور ہونا

مذکورہ بالا تمام مثالوں میں یہ بات مشترک نظر آتی ہے کہ:

"نزہ" اور اُس کے مشتقات کا زیادہ تر استعمال 'بُرائی سے بچنے کے معنوں میں ہوتا ہے ـــ اس سے یہ بات بخوبی سمجھی جاسکتی ہے کہ امام علیہ السلام نے بھی گانے و "موسیقی" وغیرہ کو بُرائی اور بدی قرار دیا ہے اور اپنے چاہنے والوں، اور ماننے والوں کو اس برائی سے بچنے کی ہدایت کی ہے، تاکہ اہلِ ایمان کا دامن اِن گناہوں سے آلودہ نہ ہونے پائے۔

علی بن ابراھیم، عن ابیہ، عن ابن ابی عمیر، عن ابی ایوب، عن محمد بن مسلم و ابی الصلاح الکنانی عن ابی عبد اللہ (علیہ السلام) فی قول اللہ عزّوجلّ "وَالَّذِیْنَ لَا یَشْھَدُوْنَ الزُّوْرَ" قال: ھو الغناء

علی بن ابراہیم نے اپنے والد بزرگوار سے روایت کی ہے، اُنھوں نے ابنِ ابی عمیر سے، اور ابنِ ابی عمیر نے ابو ایّوب سے اور اُنھوں نے جناب

محمد بن مسلم اور ابو الصلاح کنانی سے نقل کیا ہے کہ قرآن مجید میں اہلِ ایمان کی جو یہ تعریف کی گئی ہے کہ:

وَالَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا (اور یہ لوگ بیہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے، اور اگر لغو مشغلوں کے پاس سے گذریں تو عزت و کرامت کے ساتھ گذر جاتے ہیں) (سورۂ مبارکہ الفرقان پارہ ۱۹ سورۃ ۲۵ آیت ۷۲)۔

اس کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ: وَالَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ (اور یہ لوگ بیہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے) اس سے مراد: "گانا اور موسیقی" ہے۔

۱۱

اور جیسا کہ علمِ اصولِ فقہ میں ہمارے علماء و محققین حضرات نے تحقیق فرمائی ہے کہ:

بعض اوقات قرآن مجید کی آیات یا ائمۂ طاہرین علیہم السلام کے ارشادات میں وصف کو بطور حکم بیان کیا گیا ہے۔ جیسے: وَفِي السَّائِمَةِ زَكٰوةٌ (خود سے چرنے والے جانوروں میں زکوٰۃ ہے) یعنی: زکوٰۃ دینی چاہیئے۔ اسی طرح قدرت کا یہ فرمان کہ: "اہلِ ایمان بیہودہ باتوں کے قریب نہیں جاتے"۔ یعنی اہلِ ایمان کو بیہودہ باتوں کے قریب نہیں جانا چاہیئے جس میں فرمانِ معصومؑ کے مطابق گانا بجانا بھی شامل ہے

٦

شیعہ ملٹی میڈیا ڈاٹ کام
مرکزی ویب سائٹ آف عزاداری، پاکستان

وہ احادیث جن میں آخری زمانہ کی خرابیوں کا ذکر ہے

حضرات ائمۂ طاہرین علیہم السّلام کا اہلِ ایمان پر ایک عظیم الشان لطف وکرم یہ بھی ہے کہ اُنھوں نے اُن تمام باتوں کی نشاندہی بھی فرمادی جو اہلِ ایمان کو مستقبل میں پیش آسکتی ہیں، موقع ومحل کی مناسبت سے اُن میں سے بعض باتوں کو صراحت کے ساتھ بیان کیا، اور بعض کو کی طرف واضح اشاروں میں آنے والے دَور کی تصویر کشی کردی گئی ہے تاکہ، قرآنی ارشاد کے مطابق:

لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ (تاکہ جو شخص ہلاک ہو وہ اتمامِ حجّت کے بعد ہلاکت کی طرف جائے، اور جو زندہ رہنا چاہے، وہ دلیل وبُرہان کے ساتھ زندہ رہے۔)

(۶۹)

اور ان ہی پیشین گوئیوں میں سے وہ پیشین گوئیاں بھی ہیں جو معتبر اصحاب ائمۂ طاہرین علیہم السّلام کے سلسلۂ سند سے ہمارے علمائے کرام تک پہونچیں، اور ہمارے علماء ومحقّقین نے اُنھیں اپنی

کتابوں میں جمع کیا، اُن میں کچھ پیشین گوئیاں حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہیں، اور کچھ حضرات ائمۂ طاہرین علیہم السلام سے وارد ہوئی ہیں ــــــــ ہم اختصار کے طور پر اُن میں سے صرف چند پیشین گوئیوں کو ذکر کرتے ہیں:

الحسن بن محمّد الدّیلمی فی (الارشاد) قال: قال رسول اللّٰہ ص: یظھر فی امّتی الخسف والقذف؛

قالوا: متی ذلک؟

قال اذا ظھرت المعازف والقینات وشرب الخمور واللّٰہ لیبیّتن اناس من امّتی علی اشر وبطر ولعب فیصبحون قردۃ وخنازیر لاستحلالھم الحرام واتخاذھم القینات وشربھم الخمور واکلھم الربٰو ولبسھم الحریر۔

"ارشاد" شیخ مفیدؒ میں جناب حسن بن محمّد دیلمی کی روایت ہے کہ: حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"میری اُمّت کے بہت سے لوگ زمین میں دھنس کر (مر بھی جائیں گے) اور ایک دوسرے کے خلاف تہمتیں بھی لگائیں گے۔

لوگوں نے پوچھا (اے اللہ کے رسولؐ!) یہ سب کب ہوگا؟

آپؐ نے فرمایا: جب ڈھول باجے، موسیقی کے آلات اور شرابخوری

عام ہو جائے گی۔

بخدا ۔۔۔ (ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ) میری اُمّت کے کچھ لوگ رات بھر راگ و رنگ اور لہو و لعب (کی محفلوں) میں رنگ رلیاں کرتے رہیں گے اور جب صبح کا وقت ہوگا تو وہ لوگ بندر اور سوٗر بن چکے ہوں گے ۔۔۔ کیونکہ وہ لوگ حرام چیزوں کو حلال سمجھنے لگیں گے آلاتِ موسیقی کو اپنالیں گے، شرابیں پینے لگیں گے، سود کھائیں گے اور ریشمی لباس پہننے لگیں گے۔)

۱۰

اربابِ فکر و نظر پر یہ واضح ہے کہ بعض مخلوقات جسمانی طور پر "کتے"، سوٗر اور بندر ہیں، اور بعض جسمانی طور پر تو کسی اور شکل میں نظر آتے ہیں لیکن عادات کے اعتبار سے سوٗر و بندر ہیں۔ سوٗر کی سب سے نمایاں خصوصیت بے شرمی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جن اقوام میں سوٗر کا گوشت عام ہے، اُن میں بے شرمی بھی انتہاء کو ہے۔ اِسی طرح بندر کی خصوصیّات میں لُچّر پن عام ہے ــــ اور ایک تاریخی حقیقت یہ بھی ہے کہ بنی اسرائیل میں جن لوگوں کی زندگی میں الٰہی قوانین سے بغاوت عام ہوگئی تھی، اُنھیں خداوندِ عالم نے مسخ کرکے بندر بنا دیا تھا۔

وعن ابیہ ، عن سلیمان بن مسلم الخشاب ، عن عبد اللہ بن جریح المکی ، عن عطاء بن ابی رباح ، عن عبد اللہ بن عباس ، عن رسول اللہ ﷺ فی حدیث قال:

" ان من اشراط الساعۃ اِضاعۃ الصلوات ، و اتباع الشھوات ، و المیل الی الاھواء (الی ان قال) فعندھا یکون اقوام یتعلمون القرآن لغیر اللہ ویتخذونہ مزامیر ، و یکون اقوام یتفقھون لغیر اللہ ، و تکثر اولاد الزنا ، و یتغنون بالقرآن (الی ان قال) و یستحسنون الکوبۃ و المعازف وینکرون الامر بالمعروف و النھی عن المنکر (الی ان قال) فاولئک یدعون فی ملکوت السموات الارجاس الانجاس۔

(۶۹)

سلیمان بن مسلم خشّاب کی روایت ہے ، عبداللہ بن جریح مکی سے ، اُنھوں نے عطاء بن ابی رباح سے روایت کی ہے : عبداللہ بن عباس کا بیان ہے ، کہ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

(آخری زمانہ اور قُربِ) قیامت کی علامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ لوگ نماز کو ضائع کریں گے ، خواہشاتِ نفسانی کی پیروی کریں گے اور ہوا و ہوس (کی باتوں) میں مبتلا رہیں گے ۔ . . . . .

(آگے چل کر مزید ارشاد فرمایا)

اُس وقت ایسے لوگ (پیدا ہوں گے) جو قرآن کی تعلیم تو حاصل کریں گے مگر اُن کا مقصد خدا کی خوشنودی نہیں ہوگی، اور یہ لوگ گانے بجانے کے آلات کے استعمال کو اپنا معمول بنالیں گے۔

اور ایسے بھی لوگ پیدا ہوں گے جو دین کی تعلیم تو حاصل کریں گے، مگر اس کا مقصد خدا (کی خوشنودی) کے علاوہ کچھ اور ہوگا۔

اُس زمانہ میں زنا سے پیدا ہونے والے بچّوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگی۔

اُس زمانہ میں لوگ قرآن مجید کو گانے کے طرز پر پڑھیں گے۔ طبلہ اور ڈھول تاشے کی آواز کو پسند کرنے لگیں گے۔

(اُس زمانہ میں) لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کو ناپسند کرنے لگیں گے (اِس کے بعد اور بھی متعدّد اُمور کے بارے میں ارشاد فرمانے کے بعد حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے) فرمایا کہ:

یہ وہ لوگ ہوں گے جنھیں خداوندِ عالم کی بارگاہ میں، بزم ملکوت میں ناپاک و پلید کے نام سے پکارا جائے گا۔)

(حوالہ کے لیے ملاحظہ فرمائیے:

وسائل جلد ۱۲ ص ۱۷، بابِ تحریم الغناء، تفسیر قمّی ص ۶۲۷، تفسیر منہج البیان جلد ۱ ص ۶۵)

ہر قسم کی جانبداری سے پاک ہو کر، اگر کوئی شخص اپنے معاشرے کی صورتِ حال پر غور کرے اور پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مذکورہ بالا فرمانِ مقدس پر غور کرے تو بلا تامّل کہہ دے گا کہ اس فرمانِ مقدس میں جن باتوں کی پیشین گوئی کی گئی ہے اُن میں سے اکثر باتیں اِس زمانہ میں بالکل آشکار اور نمایاں نظر آرہی ہیں۔

کیا مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد نماز سے غافل نظر نہیں آتی ؟

کیا عالمِ اسلام میں بسنے والوں کی بہت واضح تعداد ہوا و ہوس میں مبتلا نہیں ہے ________ ؟

کیا ایسے قاریانِ قرآن ہمارے معاشرہ میں موجود نہیں ہیں جو خدا کی خوشنودی کے بجائے کسی اور غرض کے تحت تلاوتِ کلامِ پاک کرتے ہیں۔ ________ ؟

کیا مسلمانوں کے درمیان گانے بجانے کے آلات کا استعمال عام نہیں ہے۔ ________ ؟

کیا ایسے لوگ نایاب ہیں جنھوں نے دین کو حصولِ دنیا کا ذریعہ بنا رکھا ہو۔ ________ ؟

کیا دنیا بھر میں ہر سال " ولد الزنا " افراد کی تعداد میں بے پناہ اضافہ نہیں ہو رہا ہے۔ ________ ؟

کیا اِس وقت ، دنیا میں، قرآن مجید کی آیات کو گانے کے طرز پر

نہیں پڑھا جا رہا ہے۔ ـــــــــــــ ؟

کیا ڈھول تاشے کی آواز کو مرغوب اور پسندیدہ نہیں سمجھا جا رہا ہے ؟

اور کیا اِس پر روک ٹوک کرنے والوں کو، بہت سے لوگ ناپسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھتے ـــــــــــــ ؟؟؟؟

وفی (عیون الاخبار) باسانیدہ السابقة فی اسباغ الوضوء عن الرضا (علیہ السّلام)

عن اٰبائه، عن علی (علیہ السّلام)

سمعت رسول الله (صلّی الله علیه واٰله وسلّم) یقول:

اَخاف علیکم استخفافًا بالدین، وبیع الحکم وقطیعة الرحم، وان تتخذوا القراٰن مزامیر، تقدمون احدکم ولیس بافضلکم فی الدین۔

(۶)

"عیون الاخبار الرضاؑ" نامی مشہور و معروف کتاب میں تکمیلِ وضو کے باب میں سابقہ اسناد کے ساتھ حضرت امام علی رضا علیہ السّلام سے منقول ہے کہ:

ــــ حضرت امیر المومنین علیہ السّلام نے فرمایا:

ــــــــ حضرت رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ارشاد ہے کہ:

(اے لوگو!) مجھے تم لوگوں کے بارے میں اندیشہ ہے کہ:

"تم دین کو معمولی سمجھنے لگو گے، فیصلوں کی خرید و خروخت کرو گے، قطعِ رحم سے کام لو گے، اور قرآن کو آلاتِ موسیقی کے ذریعہ (سے پڑھو گے) اور ایسے افراد کو آگے بڑھاؤ گے جو دین و مذہب کے معاملہ میں تم سے افضل نہیں ہوں گے۔"

(حوالہ کے لیے ملاحظہ فرمائیے:

وسائل جلد ۱۲، کتاب التجارۃ، بابِ تحریم الغناء حتی فی القرآن، حدیث ۱۸)

(۱۵)

اِس فرمانِ مقدّس میں بھی، جن باتوں کے بارے میں پیشین گوئی کی گئی ہے، اُن میں سے اکثر باتیں ہمارے زمانہ میں عام طور سے نظر آتی ہیں۔

لوگ، دین اور اہلِ دین کو معمولی سمجھنے لگے ہیں، اُن کی باتوں کو فرسودہ اور دقیانوسی قرار دیتے ہیں، پابندیٔ دین کو رجعت پسندی کے لفظ سے یاد کرتے ہیں، اور دینی احکام کو اپنی زندگی کے معاملات سے دور رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔

رشوت اور اثر و رسوخ کے ذریعے سے جج، منصف اور قاضی کے فیصلوں کو تبدیل کراتے ہیں۔

صلۂ رحم کی صفت عنقا ہوتی جارہی ہے اور قطعِ رحم جیسی بیماری عام ہو رہی ہے۔

آلاتِ موسیقی کے ذریعے سے قرآن مجید کی آیات کو نشر کرنے کا اہتمام ہو رہا ہے ______ اور جو لوگ دینی اعتبار سے انتہائی پست ہیں، اُن ہی کو تمام دنیاوی معاملات میں انتہائی درجے تک پہونچانے اور بنی نوعِ انسان کی گردنوں پر مسلّط کرنے کی روِش عام ہوتی جا رہی ہے۔

کیا ہمارے معاشرے کی صورتِ حال مذکورہ بالا فرمانِ مقدّس کی حرف بہ حرف تصدیق نہیں کر رہی ہے ______ ؟

وعنہ ، قال : وقال ص : اِذا عملت امّتی خمس عشرۃ خصلۃ حل بھم البلاء ______

اذا کان الفیُ دولًا والامانۃ معنمًا والصدقۃ مغرمًا واطاع الرجل امراتہ وعصٰی اُمّہ و بر صدیقہ وجفاء اباہ وارتفعت الاصوات فی المساجد واکرم الرجل مخافۃ شرہ و کان زعیم القوم ارذلھم و لبسوا الحریر واتخذوا القینات والمعازف وشربوا الخمور وکثر الزّنا فارتقبوا عند ذٰلك ریحًا حمراء و خسفًا او مسخًا وظھور العدو علیکم ثم لا تنصرون۔

(جب مالِ فئی (جو محمدؐ و آلِ محمدؐ علیہم السّلام کا مخصوص حق ہے)
کے تصرّف کو عام کر دیا جائے،

جب امانت کو لوگ مالِ غنیمت سمجھ کر (ہضم کرنے لگیں) اور
جب صدقہ وخیرات کرنا گھاٹے اور خسارے کی بات سمجھی جائے، اور
جب مرد اپنی بیویوں کے تابعِ فرمان بن جائیں، ____ اور
جب اپنی ماں کی نافرمانی کی جانے لگے، ____ اور
جب اپنے دوستوں کی تو خاطر مدارات کی جائے ____ اور
اپنے باپ کی نافرمانی کی جائے، ____ اور
جب مسجدوں میں چیخ وپکار عام ہو جائے، ____ اور
جب کسی شخص کی عزّت اُس کے شر کے ڈر سے کی جائے، __ اور
جب قوم کی قیادت انتہائی پست لوگوں کے ہاتھ میں آجائے، اور
جب (مرد) ریشم (کا لباس) پہننے لگیں ____ اور
جب ڈھول، تاشے اور آلاتِ موسیقی استعمال کرنے لگیں، __ اور
جب شراب (بکثرت) پی جانے لگے، ____ اور
جب زنا کثرت سے کیا جانے لگے ____ تو

پھر توقّع رکھو، سُرخ آندھی آنے اور زمین میں لوگوں کے دھنس جانے یا (لوگوں کے چہرے) مسخ ہو جانے کی، اور انتظار کرو اس طرح دشمن کے مسلّط ہو جانے کا، کہ کوئی تمھارا ناصر و مددگار (کبھی) نہ نظر آئے۔ (حوالہ کے لیے ملاحظہ فرمائیے: [۱]

[۱] وسائل جلد ۱۲ باب ۱۷ الغناء، ارشاد دیلمی صفحہ ۸۷، منہج البیان جلد ۱ صفحہ ۶۶ و ۵

کیا اِن مذکورہ بالا احادیث کے بعد بھی کسی شخص کے لیے یہ کہنا درست ہے کہ اہلِ بیتِ طاہرینِ علیہم السّلام کی جانب سے "گانے اور موسیقی" کی ممانعت کے بارے میں کوئی فرمان صادر نہیں ہوا ہے ؟

جبکہ ہمارا جو فقہی احادیث کا سب سے بڑا ذخیرہ ہے یعنی "کتاب الوسائل" جس کا سابق ایڈیشن " ۲۰ " جلدوں پر مشتمل تھا، لیکن حال ہی میں ایران کے مشہور ادارہ " موسسہ اٰل البیتؑ لاحیاء التراث " نے اِس کی مزید تحقیق و تنقیح اور مفید حواشی کے اضافہ کے ساتھ " ۳۰ " جلدوں میں نہایت خوبصورت انداز سے شائع کیا ہے۔ اِس کی جلد نمبر ۱۷ میں باب نمبر ۱۰۱ کا عنوان یہ ہے کہ:

" باب تحریم سماع الغناء والملاھی "

(گانا اور لہو ولعب سُننے کی حُرمت کا باب)

جس میں پانچ حدیثیں نقل کی ہیں جن کے نمبر حدیث ۲۲۶۴۱ سے حدیث ۲۲۶۴۵ تک ہیں۔

لیکن اِس کے قبل جو باب ۹۹ ہے اُس کی ہیڈنگ مندرجہ ذیل ہے:

" بابِ تحریم الغناء حتی فی القرآن "

(گانے اور موسیقی کے حرام ہونے کا باب چاہے اس کے ذریعہ سے قرآن ہی کیوں نہ پڑھا جائے) اور اِس باب میں "۳۲" حدیثیں ہیں جن کا نمبر حدیث ۲۲۵۹۴ سے حدیث ۲۲۶۲۵ تک ہے۔ (ملاحظہ فرمائیے: الوسائل جلد ۱۷ باب ۹۹)

عالم اسلام کی گواہی

عالمِ اسلام کے مشہور و معروف مفسّرینِ قرآن کی گواہی

اگرچہ مذکورہ احادیث ، جو ابواب کی تقسیم کے ساتھ تفصیل کے ساتھ پیش کی گئیں، اُن کا مفہوم بالکل واضح ہے، ان ہی احادیث سے نیز اُن ہی مضامین پر مشتمل ـــــ دیگر بہت سی معتبر احادیث کی بِنا پر ہر دور کے علماء و محقّقین نے گانے اور موسیقی کو بِلا تردّد " حرام و ناجائز " قرار دیا ہے، تاہم اِس خیال سے کہ : ـــــ

ہوسکتا ہے کہ کسی کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہو کہ ان احادیث کا وہ مفہوم نہیں ہے جو " راقم الحروف " نے سمجھا ہے ـــــ ذیل میں عالمِ اسلام کے مشہور و معروف مفسّرین کے اقوال، جو اُن کی تفاسیر میں موجود ہیں، نقل کیے جارہے ہیں، تاکہ یہ بات واضح ہوجائے کہ ہر دَور کے علماء و محقّقین کے نزدیک اِس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ:

" قرآن و حدیث " کے لحاظ سے گانا و موسیقی " حرام اور ناجائز ہے ".

ـــــ چنانچہ ، ملّتِ جعفریّہ کے ممتاز ترین عالمِ دین اور نہایت معروف مفسّرِ قرآن، حضرت العلّامہ الثقہ المحدّث الخبیر، والنّاقد البصیر السیّد ہاشم بن السیّد سلیمان بن سیّد اسماعیل

بن السیّد عبد الجواد الحسینی البحرانی ـــــــ جو

جناب "ہاشم بحرانی" کے نام سے مشہور ہیں، اپنی کتاب:

ـــــــ البُرهَان فی تفسیر القران ـــــــ

میں تحریر فرماتے ہیں: ـ

... وقولَ الزُّورِ : الغناء

(قولِ زُور؛ یعنی : گانا اور موسیقی)

* ـــــــ (تفسیر البرہان جلد ۳ صفحہ ۹۰)

پھر فرماتے ہیں:

لَهُوَ الحَدِيثِ : .. منه الغناء

(بیہودہ باتیں (جن سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے) اُن ہی میں گانا اور موسیقی بھی ہے)

* ـــــــ (تفسیر البرہان جلد ۳ صفحہ ۹۱)

آگے چل کر علّامہ بحرانی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث نقل کی ہے، جس میں یہ فقرہ بھی ہے کہ: راوی نے کہا:

سَئلته عن قَوْلِ الزُّورِ ؟

قال ع: منه قول الرجل للذی یغنّی احسنت :

(میں نے امام علیہ السلام سے قرآن مجید کے فرمان: "قول الزور" کے بارے میں پوچھا (جس سے بچنے کا خدا نے حکم دیا ہے)

تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ: ـــــــ

ـــــــ

(اُسی قَولِ زُور (بیہودہ بات میں) یہ بھی شامل ہے کہ: کوئی شخص گانے والے کی تعریف کرے) (تفسیر البرہان جلد ۳ صـ ۹۱)

اِس کے بعد آپؑ نے بکثرت احادیث ذکر فرمائی ہیں، جن میں: "قولِ زُور" سے گانا مراد لیا گیا ہے۔

(۵۶)

پھر، سورۂ مبارکہ "حج" کی تیسویں (۳۰) آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ:
" قرآن مجید نے جو اہلِ ایمان کی یہ توصیف کی ہے کہ: وَ الَّذِیۡنَ لَا یَشۡهَدُوۡنَ الزُّوۡرَ (یہ لوگ بیہودہ باتوں کے پاس نہیں جاتے)
اِس آیت میں جن بیہودہ باتوں کا ذکر ہے، اُن میں گانا و موسیقی بھی شامل ہے جیسا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ:

الزُّوۡرُ هو الغناء (بیہودہ بات یعنی گانا)

(تفسیر البرہان ، بحوالہ: الطبرسی جلد ۳ صـ ۱۷۷)

(۵۷)

آگے چل کر، سورۂ مبارکہ لقمان کی چھٹی آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ:
حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ:
"گانا و موسیقی" اُن گناہوں میں سے ہے جن کی سزا خداوندِ عالم نے آتشِ جہنّم کو قرار دیا ہے۔ اِس کے بعد آپ نے اِس آیت کی تلاوت فرمائی:

"وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ...... الخ

(لوگوں میں کچھ ایسے ہیں جو لغو باتیں خرید تے ہیں ...)

یہی روایت امام ضامن و ثامن حضرت علی رضا علیہ السلام سے بھی منقول ہے۔ (تفسیر البرہان، جلد ۳ ص ۲۶۹ اور ص ۲۷۰)

(۵)

چھٹی صدی ہجری کے مشہور و معروف عالم دین جناب شیخ ابو علی الفضل بن الحسن الطبرسی علیہ الرحمہ جن کی تفسیر:

"مجمع البیان"

بین الاقوامی شہرت کی مالک ہے، اور جس کے بارے میں مشہور ہے کہ علامہ طبرسی علیہ الرحمہ ایک بار ایک انتہائی سخت پریشانی اور ناگفتہ بہ مہلکہ میں گرفتار ہو گئے تھے، تو آپ نے نذر مانی تھی کہ پالنے والے! اگر میں نے اس مصیبت سے نجات پالی، تو قرآن مجید کی تفسیر لکھوں گا.......

اور جب آپ کو اُس پریشانی سے نجات ملی تو آپ نے یہ تفسیر لکھی، جسے اتنی شہرت اور مقبولیت نصیب ہوئی کہ گذشتہ ۸, ۹ سو برس سے تمام علماء اور طلبہ کے استفادہ میں بھی شامل ہے اور مدارس کے تعلیمی نصاب میں بھی داخل ہے۔

اس کی ساتویں جلد میں سورۂ حج کی آیت نمبر ۳۰:

"وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ" کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وروی اصحابنا انہ یدخل فیہ الغناء (ہمارے بزرگان کا بیان ہے کہ اس میں گانا اور موسیقی بھی شامل ہے)

(ملاحظہ فرمائیے: تفسیر مجمع البیان: طبرسی جلد ۸ ص ۸۲)

(۶۶)

اور سورۂ مبارکہ الفرقان کی آیت ۷۲ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

خداوندِ عالم نے اہلِ ایمان کی جو یہ صفت بیان فرمائی ہے کہ:

" وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ " (اور یہ لوگ بیہودہ جگہوں پر نہیں جاتے)۔ اِس سے مراد یہ ہے کہ:

لا یحضرون مجالس الباطل ویدخل فیہ مجالس الغناء

(یہ لوگ باطل محفلوں میں نہیں جاتے، جس میں گانا اور موسیقی کی محفلیں بھی شامل ہیں۔)

مجاہد کا قول بھی یہی ہے کہ اِس سے گانا مراد ہے، امام پنجم حضرت محمد باقر علیہ السلام اور امامِ ششم حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے بھی یہی منقول ہے۔ (تفسیر مجمع البیان جلد ۷ ص ۱۸۱)

(۶۷)

پھر سورۂ مبارکہ لقمان کی تفسیر بیان کرتے ہوئے جب اِس سورہ کی چھٹی آیت پر پہونچے، جس میں مالکِ دوجہاں کا ارشاد ہے کہ:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ (لوگوں میں کچھ

ایسے بھی ہیں جو لغو اور بیہودہ باتوں کی خرید و فروخت کرتے ہیں۔)

تو علامہ طبرسی علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے کہ:

واکثر المفسرین علی ان المراد بلھو الحدیث الغناء وھو قول ابن عباس وابن مسعود وغیرھما وھو المروی عن ابی جعفرؑ وابی عبد اللہؑ وابی الحسن الرضا علیھم السلام قالوا: منہ الغناء

(زیادہ تر مفسرین نے "لھو الحدیث" سے گانا اور موسیقی کو مراد لیا ہے، یہی جناب ابن عباس، جناب ابن مسعود اور (برادرانِ اہل سنت کے) دوسرے مفسرین کا بیان ہے۔ اور حضرت امام محمد باقرؑ، حضرت امام جعفر صادقؑ اور حضرت امام علی رضا علیہم السلام سے بھی منقول ہے کہ: آپ حضرات نے فرمایا کہ: (آیت میں جس لھو الحدیث کا ذکر ہے) اس میں گانا و موسیقی شامل ہے۔

(تفسیر مجمع البیان جلد ۸ ص ۳۱۳)

(۷)

اسی طرح ہمارے ایک اور جلیل القدر عالم دین اور مفسر قرآن، جو عرفانیات اور تصوف میں بھی بہت مشہور ہیں:

"علامہ محسن فیض کاشانی"

جن کا پورا نام، اُن کی تالیفات پر اس طرح شائع ہوتا ہے:

فیلسوف الفقہاء وفقیہ الفلاسفہ، استاذ عصرہ ووحید دھرہ المولیٰ محسن الملقب بالفیض الکاشانی رح — متوفی ۱۰۹۱ھ

اور ان کی تفسیر بھی نہایت مشہور و معروف ہے اور برِ صغیر کے اکثر دینی مدارس کے نصابِ تعلیم میں بھی شامل ہے۔ یعنی:

"تفسیرِ صافی" ـــــــــ سورۂ مبارکہ "حج" کی تیسویں (۳۰) آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

فی الکافی، والقمی عن الصّادق علیہ السلام

.... قَوْلَ الزُّوْرِ : الغناء

(کتاب کافی اور تفسیر قمی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ:

"قول زور" یعنی گانا"

(ملاحظہ فرمائیے تفسیرِ صافی مطبوعہ مطبعِ سعید مشہد، جلد ۳ ص ۳۷۷)

(۵)

اور سورۂ مبارکہ "الفرقان" کی آیت ۷۲ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وَالَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ" ـــــ فی الکافی عن الصّادق علیہ السّلام : ھو الغناء وفی المجمع عنھما علیھما السّلام مثلہ ـــــ والقمی؛ قال: الغناء ومجالس اللھو

(خداوندِ عالم کے اِس ارشاد کے بارے میں کہ: "وہ لوگ بیہودہ جگہوں پر نہیں جاتے"۔ کافی نامی کتاب میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

سے منقول ہے کہ: اِس سے مراد گانے (کی جگہیں) ہیں۔

اور "مجمع" میں حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السّلام سے یہی بات منقول ہے۔

اور تفسیر قُمّی میں ہے کہ (امام علیہ السّلام نے) فرمایا:
موسیقی، اور لہو ولعب کی محفلیں مراد ہیں۔

(ملاحظہ فرمائیے: تفسیر صافی، جلد ۲ صـ ۲۲)

(۶۹)

آگے چل کر ملّا محسن فیض کاشانی، سورۂ لقمان کی تفسیر بیان کرتے ہوئے اِس کی آیت ۶ کے ذیل میں فرماتے ہیں:

" وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ "

(لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو بیہودہ باتوں کی خرید و فروخت کرتے ہیں)

القمی؛ قال: الغناء و شرب الخمر و جمیع الملاهی۔

(تفسیر قُمّی کا بیان ہے کہ اِس میں گانا، شراب (خمر) خوری اور تمام لہو ولعب کی باتیں شامل ہیں۔)

(تفسیر صافی، جلد ۲ صـ ۱۳۹)

●

ملّتِ جعفریہ کے ایک ممتاز عالمِ دین نے جن کا سنہ وفات "۱۱۱۲" ہجری ہے، ایک ایسی جلیل القدر تفسیر تحریر فرمائی ہے جس میں اُنھوں نے

اپنی طرف سے کوئی بات لکھنے کے بجائے، ہر آیت کے ضمن میں اُن اقوال و ارشاداتِ معصومین علیہم السّلام کو نقل کر دیا ہے جو معتبر سلسلۂ سند کے ساتھ اُن تک پہونچے۔

عالمِ مذکور کا پورا نام :—

المحدث الجلیل، العلامۃ الخبیر، الشیخ عبد علی بن جمعہ العروسی الحویزی۔ علیہ الرحمۃ ہے

اور ان کی تفسیر کا نام :—

—— : تفسیر نور الثّقلین : ——

ہے، — اِس کی تیسری جلد میں، سورۂ مبارکہ "حج" کی آیت :

"وَ اجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ" (گانے اور بیہودہ باتوں سے بچو) کی تفسیر میں آپ نے بکثرت احادیثِ معصومین علیہم السّلام کو نقل کیا ہے اور اُن سب احادیث میں "قولِ زور" سے گانا اور موسیقی مراد لیا گیا ہے۔

اِس سلسلے میں آپ نے ہماری جن عظیم الشّان کتابوں کا حوالہ دیا ہے، اُن میں مندرجہ ذیل کتابیں خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں :

الکافی — معانی الاخبار — مجمع البیان

تفسیر علی بن ابراھیم — وغیرہ

(ملاحظہ فرمائیے : تفسیر نور الثّقلین، مطبوعہ مطبعۃ الحکمۃ قم جلد ۳، صہ ۴۹۵، ۴۹۶)

پھر اسی کتاب کی چوتھی جلد میں، سورۂ مبارکہ "الفرقان" کی آیت ۷۲

وَالَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ" (اور وہ لوگ بیہودہ جگہوں پر نہیں جاتے)

کی تفسیر کرتے ہوئے آپ نے "کافی"، "جوامع الجامع"، "مجمع البیان"،

"محاسن برقی"، "عیون الاخبار الرضاؑ" ——— نامی

کتابوں کے حوالہ سے جن احادیث کا تذکرہ کیا ہے اُن میں بھی "الزُّوْرَ" سے

مراد گانا اور موسیقی" لیا گیا ہے۔ اور اہلِ ایمان کی یہ صفت بیان

کی گئی ہے کہ : ——— "وہ اِن جگہوں پر نہیں جاتے"۔

(ملاحظہ فرمائیے : تفسیر نور الثقلین جلد ۴ ص ۴۱، ص ۴۲)

(۶۹)

اور اسی چوتھی جلد میں، سورۂ مبارکہ "لقمان" کی آیت ۶ :

"وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ"

(اور کچھ ایسے لوگ ہیں جو لغو باتیں خریدتے ہیں)

کی تفسیر بیان کرتے ہوئے، ملّتِ جعفریہ کی مستند ترین کتابوں کے

حوالہ سے بکثرت ارشاداتِ معصومین علیہم السّلام کو نقل کیا ہے۔

جن میں "لَهْوَ الْحَدِیْثِ" سے "گانا اور موسیقی" کو مراد لیا گیا ہے۔

(تفسیر نور الثقلین، جلد ۴ ص ۱۹۳ و ص ۱۹۴)

•

ملّتِ جعفریہ کے ایک اور ممتاز عالِم دین جو عرفانیات میں بھی نہایت

ممتاز حیثیّت کے مالک ہیں اور علمِ کلام و عقائد میں اُن کی شخصیت منفرد ہے

یعنی: ــــــــــ عارفِ ربّانی حضرت مُلّا فتح اللہ کاشانی

ــــــــــ جنھوں نے انتہائی محنت و جانفشانی سے ایک مفصّل

تفسیرِ قرآن تحریر فرمائی ہے، جس میں قرآنی آیات کی جامع تشریح کے ساتھ ساتھ

مخالفین کے اعتراضات کو بھی نہایت مدلّل طریقہ سے رد کیا گیا ہے،

چنانچہ آپ نے اس تفسیر کا نام:

" مَنْهَجُ الصَّادِقِیْنَ - فِی - اِلْزَامِ الْمُخَالِفِیْنَ "

رکھا ہے، لیکن نجفِ اشرف (عراق) اور قُمِ مقدّسہ (ایران) نیز

ہندوستان و پاکستان کے علمی حلقہ میں اِسے:

" تفسیرِ کبیر منہج الصّادقین "

کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، جو اپنی عبارت کی سلاست اور مطالب

کی نُدرت کے لحاظ سے تشنگانِ علم و معرفت کے لیے درحقیقت

ایک علمی تحفہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

اِس کتاب کی چھٹی جلد میں سورۂ مبارکہ " حج " کی اِس آیت کے بارے میں کہ

وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (اور بیہودہ کلام سے پرہیز کرو)

آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ:

از اصحابِ ما روایتیست کہ غِناء و سایر اقوالِ مُلہیہ در تحت قول الزور داخل اند

(ہمارے بزرگان سے روایت ہے کہ گانا موسیقی اور لہو و لعب کی ساری باتیں

"قَوْلَ الزُّوْرِ" کے تحت داخل ہیں۔)

(ملاحظہ فرمائیے: تفسیر کبیر منہج الصادقین جلد ۶ ص ۱۶۲ مطبوعہ ایران)

اسی طرح سورہ الفرقان کی آیت ۷۲:

وَالَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ (اور وہ بیہودہ جگہوں پر نہیں جاتے۔

کی تفسیر بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

مجلس غناء و مزامیر' و این قولِ ماثور است از ابی عبداللہ و ابی جعفر صلوات اللہ علیہما۔

(گانے اور موسیقی کی محفلیں' یہی قول حضرت امام جعفر صادق' اور حضرت امام محمد باقر علیہما الصلوات و السّلام سے منقول ہے)

(تفسیر کبیر منہج الصادقین جلد ۶ ص ۴۲۳)

(۵)

اور سورۂ مبارکہ "لقمان" کی آیت ۶:

"وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ" (اور بعض لوگ بیہودہ باتوں کی خرید و فروخت کرتے ہیں۔) کی تفسیر و تشریح بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

اکثر مفسّران بر آنند کہ مراد بلہو حدیث غِنا است ــــ و این قول ابنِ عبّاس است و ابنِ مسعود و غیرہما ــــ و این از ابی جعفر و ابی عبداللہ و ابی الحسن الرِّضا علیہم السّلام نیز مرویست ــــ یعنی:

(زیادہ تر مفسّرین کا نظریہ یہ ہے کہ "لھو الحدیث" سے گانا اور موسیقی مراد ہے ـــ یہی جناب ابنِ عبّاس، جناب ابنِ مسعود اور دیگر (مفسرینِ اہلسنّت) کا بھی قول ہے۔ اور حضرت امام محمّد باقر علیہ السّلام، حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام اور حضرت امام علی رضا علیہ السّلام سے بھی یہی منقول ہے۔)

نیز آگے چل کر فرماتے ہیں کہ:

... نقل است کہ رسولِ خدا (صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرمود کہ: من ملأ مسامعه من غناء لم یؤذن له ان یسمع صوت الروحانیین یوم القیامة ـــ قیل: وما الروحانیون؟ قال ؐ: قراء اهل الجنة

(منقول ہے کہ حضرت رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا ہے:

"جو شخص گانا و موسیقی سنے گا، اُسے قیامت کے دن اِس بات کی اجازت نہیں ہوگی کہ "روحانیین" کی آواز سُن سکے!! ـــ (کسی نے) پوچھا کہ: روحانیین کون ہیں؟

تو حضورِ اکرم ؐ نے ارشاد فرمایا کہ: ـــ جنّت کے قاریانِ قرآن۔

(۲۰)

ونیز از ابو امامہ مرویست کہ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرمود کہ: خدائے تعالیٰ مرا فرستاد تا ھدی و رحمت عالمیان باسم و مرا فرمودہ تا مزامیر و اوتار را محو کنم۔

(ابو امامہ سے منقول ہے کہ حضرت رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:

خداوندِ عالم نے مجھے ہدایت، اور تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے، اور مجھے یہ حکم دیا ہے کہ گانے بجانے کے آلات کو مٹا دوں)

(تفسیر کبیر منہج الصادقین جلد ۷ ص ۲۲۷)

(۵۹)

محمّد بن منذر گفتہ کہ در اخبار بمن رسیدہ کہ:

روزِ قیامت حق تعالیٰ گوید: کجایند آنانکہ سمعہای خود را از لہو و مزامیر شیطان منزّہ داشتہ اند تا ایشاں را در ریاض مسک جائے دہم و حمد و ثنائے خود را باو شنوانم و ایشاں را بگویم کہ: لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ۔

محمّد بن منذر کہتے ہیں کہ: احادیث میں، میں نے پڑھا ہے کہ:

خداوندِ عالم قیامت کے دن اعلان کرے گا کہ:

وہ لوگ کہاں ہیں جنھوں نے اپنی سماعت کو لہو و لعب اور شیطانی آلاتِ (موسیقی) سے پاک رکھا، تاکہ میں اُنھیں جنّت الفردوس کے معطّر مقام پر رکھوں، اُنھیں اپنی (خصوصی) حمد و ثناء سناؤں اور اُن لوگوں سے کہوں کہ:

"آج کے دن تم لوگوں کے لیے نہ کوئی خوف ہے، نہ رنج و غم"

اور ضحاک کی روایت ہے کہ:

اَلْغِنَاءُ مُنْفِدَةٌ لِلْمَالِ، مُسْخِطَةٌ لِلرَّبِّ، مُفْسِدَةٌ لِلْقَلْبِ ـ یعنی:

(گانا اور موسیقی مال کو تلف کرنے والی، پروردگارِ عالمین کو ناراض کرنے والی، اور دل کو خراب کرنے والی چیز ہے۔)

(تفسیر کبیر منہج الصادقین جلد ۷ ص ۲۲۷)

اِسی مضمون کی اور بھی بکثرت حدیثیں اس جگہ مصنّف نے درج کی ہیں جن کا ذکر طولِ کلام کا باعث ہوگا۔

●

اور موجودہ زمانہ کے ہمارے ایک اور عالمِ ربّانی، دانشمند، جلیل القدر، حجّۃ الاسلام والمسلمین، الحاج سیّد عبد الحسین طیب مدظلہ العالی نے عصرِ حاضر و دورِ جدید کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے فارسی زبان میں ایک نہایت مفصّل تفسیرِ قرآن تحریر فرمائی ہے جس کا نام:

اَطْیَبُ الْبَیَانِ ـــ فِیْ ـــ تَفْسِیْرِ الْقُرْاٰن

ہے، جس میں الفاظ کی سلاست کے ساتھ ساتھ مصنّف نے مطالب کی نُدرت کو بھی ملحوظ رکھا ہے، اِس احتیاط کے ساتھ کہ:

اہلِ بیت طاہرین علیہم السّلام کے ارشادات سے سرِ مو، کسی مقام پر بھی تجاوز نہ ہونے پائے۔

اِس تفسیر کی جلد ۹ میں سورہ مبارکہ "الحج" کی آیت

وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (بیہودہ بات سے بچو)

کی تفسیر و تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: "قول الزّور" تفسیر بہ

غناء شدہ (اس کی توضیح و تشریح (اہلِ بیت علیہم السّلام کی روایات میں) گانے اور موسیقی سے کی گئی ہے۔

(ملاحظہ فرمائیے: تفسیر اطیب البیان جلد ۹ ص ۲۹۶)

●

برادرانِ اہلِ سنّت کی تفاسیر میں، ایک نہایت ہی قدیم تفسیر (ابنِ کثیر) جسے اُن کے یہاں بہت زیادہ معتبر بھی قرار دیا گیا ہے، اور جو بہت سے دینی مدارس کے نصاب تعلیم میں بھی داخل ہے، جس کے بارے میں علمائے اہلِ سنّت کا قول ہے کہ:

"اسے ہر زمانہ کے علمائے کرام کی قبولیت کا شرف حاصل ہے۔ اور تمام مفسّرین اِس پر متّفق ہیں کہ قرآن کریم کو بطریقِ سلفِ صالحین سمجھانے والی تفسیر، تفسیر ابنِ کثیر ہی ہے جس کے بعد (لکھی جانے والی) تفاسیر اِسی سے ماخوذ ہیں۔"

اور اِس کے لکھنے والے عالمِ دین بھی اپنے زمانے کے اتنے جلیل القدر عالمِ دین تھے کہ "امام" کے لفظ سے یاد کیے جاتے تھے۔

اِس تفسیر کی چوتھی جلد میں، سورۃ الفرقان کی آیت:

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ (اور یہ لوگ بیہودہ جگہوں پر نہیں جاتے) کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"اللہ کے بندوں کے نیک اوصاف بیان ہو رہے ہیں کہ:

* وہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے .....
* شرک نہیں کرتے،
* بُت پرستی سے بچتے ہیں
* جھوٹ نہیں بولتے، فسق و فجور نہیں کرتے
* کفر سے الگ رہتے ہیں۔
* لغو اور باطل کاموں سے پرہیز کرتے، گانا نہیں سُنتے "

(تفسیر ابنِ کثیر جلد ۴ ص ۲۳ پارہ ۱۹)

اور سورۂ لقمان کی آیت ۶:

" وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ " (اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو لغو باتوں کو مول لیتے ہیں)

کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

" یہاں بیان ہو رہا ہے اُن بدبختوں کا جو کلام اللہ کو سُن کر نفع حاصل کرنے سے باز رہتے ہیں اور بجائے اِس کے: گانے بجانے، باجے گاجے ڈھول تاشے سُنتے ہیں۔

چنانچہ اِس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں:

" قسم خدا کی: اِس سے مراد گانا اور راگ ہے۔"

اور روایت میں ہے کہ: ۔ آپ سے اِس آیت کا مطلب پوچھا گیا، تو آپ نے تین دفعہ قسم کھا کر فرمایا کہ: " اِس سے مقصد گانا اور راگ راگنیاں ہیں۔"

یہی قول حضرت ابن عبّاس، جابر، عکرمہ، سعید بن جبیر، مجاہد مکحول، عمرو بن شعیب، علی بن حزیمہ وغیرہ کا ہے۔

اور جناب حسن بصری نامی مشہور و معروف عالمِ شریعت و طریقت کا بیان ہے کہ:

"یہ آیت گانے بجانے، باجوں گاجوں کے بارے میں اُتری ہے"

(۵۹)

جناب قتادہ کہتے ہیں کہ:

"اِس سے مراد صرف وہی نہیں جو اِس لہو و لعب میں پیسے خرچ کرتے ہیں، بلکہ وہ بھی جو اِسے محبوب رکھیں اور پسند کریں۔"

(۵۹)

ایک قول یہ بھی ہے کہ:

"لغو بات خریدنے سے مراد گانے والی لونڈیوں کو حاصل کرنا ہے۔"

(۵۹)

آگے چل کر علامہ ابنِ کثیر فرماتے ہیں:

"... بیان ہو رہا ہے کہ یہ بدنصیب جو کھیل تماشوں، باجوں گاجوں پر، راگ راگنیوں پر ریجھا ہوا ہے، یہ قرآن کی آیتوں سے بھاگتا ہے، ان سے کان بہرے کر لیتا ہے، یہ اُسے اچھی نہیں معلوم ہوتیں، سُن بھی لیتا ہے تو اَن سُنی کر دیتا ہے، بلکہ ان کا سننا اُسے ناگوار گذرتا ہے، کوئی مزہ نہیں آتا

وہ اِسے فضول کلام قرار دیتا ہے، چونکہ اس کی کوئی اہمیّت اور عزّت اُس کے دل میں نہیں، اِس لیے وہ اِن سے کوئی نفع حاصل نہیں کرتا....“

(تفسیر ابن کثیر جلد ۴ پارہ ۲۱ صـ ۴۱)

•

عربی زبان کی ایک اور تفسیر، جو عالمی شہرت کی حامل ہے، اور گذشتہ ۹ سو برس سے اہلِ علم اور تشنگانِ ادب کے لیے مرکزِ استفادہ ہے، جس کے مؤلّف :

جناب جار اللہ زمخشری ہیں ________ لیکن

جو برادرانِ اہلِ سنّت کے یہاں ایسی بلند علمی منزلت پر فائز ہیں کہ مندرجہ ذیل القاب سے یاد کیے جاتے ہیں:

”صاحب التاٰليف الزاهرة والتصانيف الفائقة الباهرة الامام الكبير فى الحديث والتفسير والنحو واللغة والمعانى والبيان“..... اخذ الادب عن شيخه منصور ابى مضر وصنف التصانيف البديعة الغرر، منها هذا الكتاب فى تفسير القرآن.... (انھوں نے ادب اپنے استاد منصور ابی مضر سے حاصل کیا، اور بہت سی اور بھی کتابیں لکھیں، ان ہی کتابوں میں سے یہ تفسیر قرآن بھی ہے)

اس تفسیر کا پورا نام : ________________

"الکشّاف عن حقائق غوامض التنزیل وعیون الاقاویل
فی وجوہ التأویل"

لیکن عُرفِ عام میں اِسے "تفسیر کشّاف" کے نام سے پہچانا جاتا ہے اور اہلِ علم کی نگاہ میں بہت قدر و منزلت سے دیکھی جاتی ہے۔

اس تفسیر کی تیسری جلد میں سورۂ مبارکہ "الفرقان" کی آیت ۷۲ وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ (اور وہ لوگ بیہودہ باتوں کے قریب نہیں جاتے) کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

.... فلا یحضرونها ولا یقربونها، تنزها عن مخالطة الشرّ واهله وصیانة لدینهم عما یثلمه لان مشاهدة الباطل شرکة فیه ...

(دیندار افراد اِن جگہوں پر نہ جاتے ہیں، نہ اِن کے قریب ہوتے ہیں تاکہ شر اور اہلِ شر سے ہم آہنگی نہ ہونے پائے، اور ان لوگوں کی دینداری ہر قسم کی کمی ونقص سے محفوظ رہے، کیونکہ لغوبات کے قریب جانا، گویا اُن میں شرکت کرنا ہے۔)

وعن قتادہ: مجالس الباطل (اور قتادہ کا بیان ہے کہ اِس میں ہر قسم کی لغوبات کی جگہیں مراد ہیں۔)

وعن ابن الحنفیہ: اللهو والغنا. (اور ابنِ حنفیہ کا بیان ہے کہ اس سے لغوبات اور گانے کی محفلیں مراد ہیں۔) (ملاحظہ فرمائیے: تفسیر کشّاف: زمخشری جلد ۳ صفحہ ۲۹۵)

اسی طرح سورۃ "لقمان" کی آیت ۶ :

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ .. (اور لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو بیہودہ باتیں مول لیتے ہیں۔)

کی تفسیر بیان کرتے ہوتے لکھتے ہیں کہ :

... فضول الکلام وما لا ینبغی من کان وکان ونحو الغناء وتعلم الموسیقار وما اشبه ذٰلك ۔

"لھوالحدیث" ... یعنی بیہودہ باتیں، نامناسب باتیں، جیسی بھی ہوں اور گانا، موسیقی سیکھنا اور اس سے مشابہ تمام باتیں)۔

("تفسیر کشّاف جلد ۳ ص ۴۹۰)

●

اور برِّصغیر کے ایک انتہائی ممتاز عالم اہلِ سنّت، ادیب و محقّق مشہور مفسّرِ قرآن، حضرت علّامہ قاضی محمّد ثناء اللہ مجدّدی پانی پتی، جن کی تفسیر "مظہری" کو برِّصغیر کے علماء و طلّابِ علم کے درمیان خصوصی شہرت حاصل ہے، کیونکہ اُردو زبان میں جو مفصّل تفسیریں دستیاب ہیں، اُن میں اِس کتاب کو ایک امتیازی حیثیت ملی ہوئی ہے (جسے اُردو زبان میں مولنا عبدالدائم الجلالی نے منتقل کیا ہے)۔

اِس کی جلد ۹ میں سورۃ "لقمان" کی آیت ۶ :

"وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ" (اور بعض لوگ ایسے ہیں جو بیہودہ باتیں مول لیتے ہیں)

کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ :

یعنی : بے اصل، غلط سلط قصّے، غیر معتبر داستانیں، بیہودہ باتیں...

ابنِ جریر نے بروایت عوفی حضرت عبداللہ بن عبّاس کا بیان نقل کیا ہے کہ:

اِس آیت کا نزول ایک قریشی شخص کے بارے میں ہوا، جس نے ایک مغنّیہ باندی خریدی تھی...

مجاہد نے کہا ہے کہ: "لھوالحدیث" سے مراد ہیں گانے والی عورتیں اور مرد۔

یا مطلب یہ ہے کہ: کچھ لوگ قرآن کو چھوڑ کر گانے بجانے کے آلات اور گانے کو پسند کرتے ہیں۔

مکحول کا قول ہے کہ:

جس نے گانے بجانے کی غرض سے کسی گانے بجانے والی باندی کو خریدا اور اُس پر مرتے دم تک قائم رہا۔ (یعنی: اپنے اِس عمل سے توبہ نہیں کی) اُس کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھوں گا۔

حضرت ابنِ مسعود، حضرت ابنِ عبّاس، حسن، عکرمہ اور سعید بن جبیر کے نزدیک:

"لھوالحدیث" سے گانا سُننا مراد ہے، اور غِناء ہی کے متعلّق یہ آیت نازل ہوئی۔

●

ابو الصہباء البکری کہتے ہیں کہ :

میں نے جناب ابنِ مسعود سے اِس آیت کے متعلق دریافت کیا تو اُنھوں نے تین بار فرمایا :

قسم ہے اُس (ذاتِ کردگار) کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ یہ (لہو الحدیث) غِناء ہے۔

ابنِ جریج کے نزدیک : "لہو الحدیث" سے ڈھول، طبلہ مراد ہے۔

(تفسیرِ مظہری (اُردو) جلد ۹ ص ۲۴۰، ص ۲۴۱)

اس کے بعد علامہ قاضی ثناءاللہ پانی پتی نے موسیقی کے بارے میں ایک عنوان قائم کیا ہے جس کے تحت لکھتے ہیں :

"مسئلہ"

باتفاقِ فقہاء ہر قسم کا باجا، طبلہ، ڈھول وغیرہ خواہ بغیر تار کے بجایا جائے یا تار کے ساتھ، بہر حال حرام ہے ...

ابو مالک اشعری کا بیان ہے: میں نے خود سُنا کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم فرما رہے تھے :

"میری اُمّت کے کچھ لوگ شرابیں پئیں گے اور اُن کا نام کچھ اور رکھ دیں گے (ماء الشعیر، آبِ جو وغیرہ) اُن کے سامنے باجے بجائے جائیں گے اور گانے والیاں گائیں گی، خدا اُن لوگوں کو زمین میں دھنسا دے گا اور بعض کو بندر و بعض کو سُوّر بنا دے گا۔"

ابنِ ماجہ نے اِس حدیث کی روایت کی ہے ۔ ابنِ حبان نے اِس کو صحیح قرار دیا ہے ۔ اور اِس کی اصل "صحیح بخاری" میں موجود ہے۔

(تفسیر مظہری جلد ۹ صفحہ ۲۴۱، ۲۴۲)

(پھر فرماتے ہیں) **"مسئلہ**

فقہاء نے کہا : اِس آیت کی رُو سے ، اور دوسری احادیث کی وجہ سے گانا سُننا حرام ہے ۔"

(تفسیر مظہری جلد ۹ صفحہ ۲۴۲)

●

برِّصغیر کے ایک اور ممتاز عالمِ اہلِ سنّت جناب مولٰنا مفتی محمّد شفیع صاحب ـــ جو مفتیِٔ اعظمِ پاکستان کے نام سے مشہور تھے ، ـــ موصوف نے ایک مفصّل تفسیر لکھی ہے ، جس کا نام :

"معارف القرآن"

ہے ، اس کی ساتویں جلد میں ، ـــ سورۂ مبارکہ "لقمان" کی آیت ۶ :

" وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ ... " (کچھ لوگ ایسے ہیں جو خدا سے غافل کرنے والی باتیں مول لیتے ہیں)

کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ...

حضرت ابنِ مسعود ، ابنِ عبّاس ، وجابر ۔ کی روایت میں اِس کی تفسیر گانے بجانے سے کی گئی ہے ۔ (رواہ الحاکم وصححہ والبیہقی فی الشّعب وغیرہ)

اور جمہور صحابہ وتابعین اور عامّہ مفسّرین کے نزدیک "لہوالحدیث" عام ہے تمام اُن چیزوں کے لیے جو انسان کو اللہ کی عبادت اور یاد سے غفلت میں ڈالے، اِس میں غِناء، ومزامیر بھی داخل ہے اور بیہودہ قصّے کہانیاں بھی ــــ امام بخاری نے اپنی کتاب: "الادب المفرد" میں اور بیہقی نے اپنی "سُنن" میں "لہوالحدیث" کی یہی تفسیر اختیار کی ہے، اِس میں فرمایا ہے:

لَهُوَ الْحَدِيْثِ هو الغناء واشباهه (یعنی لہوالحدیث سے مراد: گانا اور اُس کے مشابہ دوسری چیزیں ہیں)۔

(تفسیر معارف القرآن جلد ۷ ص ۲۰، ۲۱)

آگے چل کر آپ نے ایک مستقل عنوان قائم کرتے ہوئے لکھا ہے:

"غِناء اور مزامیر کے احکام"

(لکھتے ہیں کہ) آیت مذکورہ میں چند صحابہ کرام نے تو "لَهُوَ الْحَدِيْثِ" کی تفسیر گانے بجانے سے کی ہے، اور دوسرے حضرات نے اگرچہ تفسیر عام قرار دی ہے؛ ہر ایسے کھیل کو جو اللہ سے غافل کر دے: "لہوالحدیث" فرمایا ہے، مگر اُن کے نزدیک بھی گانا بجانا اس میں داخل ہے۔ اور قرآن مجید کی دوسری آیت: "لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ" میں امام ابوحنیفہ، مجاہد اور محمّد بن الحنفیہ نے "زُوْرَ" کی تفسیر غِناء (گانے بجانے) سے کی ہے۔ (معارف القرآن جلد ۷ ص ۲۵)

اس کے بعد آپ نے حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی اس مشہور و معروف حدیث کو نقل کیا ہے جس میں آخری زمانہ کے بارے میں آنحضرت نے ۱۵ باتوں کی خاص طور سے پیشین گوئی فرمائی ہے۔

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد آپ لکھتے ہیں :

... جب یہ گناہ عام ہو جائیں گے تو ایسے گناہ کرنے والوں پر آسمانی عذاب نازل ہوں گے اور پھر قیامت کی آخری علامات سامنے آجائیں گی۔

اُن گناہوں میں سے عورتوں کا گانا، اور گانے بجانے کے آلات طبلہ، سارنگی وغیرہ بھی ہیں۔

(پھر فرماتے ہیں) :

اِس کے علاوہ اور بہت سی مستند احادیث ہیں جن میں گانے بجانے کو حرام و ناجائز فرمایا ہے، اور اس پر وعید شدید ہے۔ اِن تمام روایات کو میں نے اپنے رسالہ :

"کشف الغِناء عن وصف الغِناء"

میں لکھ دیا ہے، یہ رسالہ بھی بزبانِ عربی "احکام القرآن حزبِ خامس" میں شائع ہو چکا ہے۔ (معارف القرآن جلد ۹ ص ۲۷)

●

آخر میں، عالمِ اسلام کی نہایت مشہور و معروف تفسیر کا حوالہ پیش کر کے

اِس باب کو اسی پر تمام کرنا چاہتا ہوں، کیونکہ اگر تمام دستیاب تفسیروں کے اقتباسات پیش کیے جائیں تو کتاب کی ضخامت بہت زیادہ بڑھ جائے گی۔

علّامہ فخر الدّین رازی، کا نام ہر خاص و عام کے لیے جانا پہچانا ہے، اور اُن کی تفسیر بھی عالمی شہرت کی مالک ہے، جس کا نام تو " مفاتح الغیب " ہے، لیکن اپنے حجم کے اعتبار سے وہ " تفسیر کبیر " کے نام سے مشہور ہے، اُس کی جلد ۲۴ میں" قول زوُر" کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ :

وقال محمّد بن الحنفیّہ : الزّور الغناء (محمّد بن حنفیّہ (فرزندِ امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالبؑ علیہ السلام) نے فرمایا ہے کہ : قولِ زوُر سے گانا اور موسیقی مراد ہے)۔

(ملاحظہ فرمائیے : تفسیر کبیر فخر الدّین رازی جلد ۲۴ ص ۱۱۳)

★ ★ ★

گانے اور موسیقی

کے

بارے میں

ملتِ جعفریہ کے بزرگ ترین علماء و مجتہدین

کے فرمودات

۳۲۹ھ میں جب قائم آلِ محمدؐ حضرت امامِ زمانہ علیہ السلام کی طرف سے غیبتِ کبریٰ کا اعلان ہوا اور اہلِ ایمان کو یہ ہدایت دی گئی کہ:

"میرے عہدِ غیبت میں علماء و مجتہدین کے ارشادات و فرامین ہی پر عمل کرنا، کیونکہ وہ میرے نائب ہیں اور میں اللہ کا نائب ہوں"

جیسا کہ مشہور و معروف توقیعِ مبارک میں آپؑ کا ارشاد ہے کہ:

اَمَّا الْحَوَادِثُ الْوَاقِعَةُ فَارْجِعُوْا فِيْهَا اِلٰى رُوَاةِ اَحَادِيْثِنَا فَاِنَّهُمْ حُجَّتِيْ وَ اَنَا حُجَّةُ اللّٰهِ، وَ الرَّآدُّ عَلَيْهِمْ كَالرَّآدِّ عَلَيْنَا۔

(جہاں تک آنے والے واقعات کا تعلق ہے، تو اُن میں اُن علماء کی طرف رجوع کرنا جو ہمارے فرمان کی نشر و اشاعت کرنے والے ہیں، کیونکہ وہ میرے نائب ہیں اور میں اللہ کا نائب ہوں، اور اُنکی باتوں کی تردید کرنیوالا درحقیقت ہمارے فرمان کی تردید کرنیوالا ہے۔)[1]

[1] (ملاحظہ فرمائیے: توقیعِ امام زمانہ علیہ السلام)

اور بحمد اللہ عہدِ غیبت کے تمام فقہاء و مجتہدین نے دین کی حفاظت کے سلسلہ میں اپنی ذمّہ داریوں کو اچھی طرح پورا کیا، اور لوگوں تک احکام شریعت کو پہونچانے، اور دین مقدس کے اصول و قوانین کی وضاحت کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ اور یہ ان ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ ہر موضوع پر فقہی احکام نہایت واضح طور سے ہماری کتابوں کے اندر موجود ہیں، جن کا بالاستیعاب مطالعہ کرنے والا کبھی بھی علمی تشنگی کی شکایت نہیں کرسکتا۔

(۵)

"گانے اور موسیقی" کے بارے میں عہدِ غیبت کے تمام فقہاء و مجتہدین اِس کی حُرمت (حرام ہونے) پر متّفق ہیں۔ اور آج بھی عالمِ اسلام میں کوئی ایسا مجتہد نہیں ہے جو گانے کو جائز سمجھتا ہو۔

بلکہ یہ مسئلہ تو اِس قدر واضح ہے کہ: تقریباً ہر دیندار شخص کے ذہن میں اِس کی حُرمت راسخ ہے، اور اگر کسی بھی پابندِ شریعت انسان سے سوال کیا جائے تو وہ بلا تردّد یہ کہے گا کہ:

"گانا حرام ہے"

●

تاہم ذیل میں چند ایسے اکابر فقہاء و مجتہدین کے ارشادات صرف نمونہ کے طور پر پیش کیے جارہے ہیں، جو اِس پورے عہدِ غیبت کے

انتہائی بلند مرتبہ بزرگان ہیں، اور جن کی فقہی کتابیں صدیاں گذر جانے کے باوجود، آج بھی علمی دنیا میں نہ صرف موجود ہیں، بلکہ نہایت مستند بھی سمجھی جاتی ہیں اور ہر اسلامی شہر میں آسانی سے دستیاب بھی ہیں۔

اور اگرچہ عہد غیبت کی تقریباً تمام فقہی کتابوں جیسے مدارک، مسالک المقنعہ، دروس، نہایہ، ذکری، بیان، الفیہ، تبصرۃ المتعلمین شرائع الاسلام، شرح لمعہ، الموجز، منہاج الصالحین، العروۃ الوثقیٰ جامع عباسی، شرح کبیر، القواعد، جامع المقاصد، التذکرہ، المبانی، الوسیلہ، تکملہ، تحریر الوسیلہ ... وغیرہ میں صراحتاً و اشارتاً اس کی حرمت کی واضح نشاندہی کر دی گئی ہے، تاہم نمونہ کے طور پر چند بزرگ مجتہدین کرام کی تحریروں کا حوالہ پیش خدمت ہے۔

---:۵:---

جناب شیخ طوسی علیہ الرحمہ (جن کا پورا نام: ابوجعفر محمد بن حسن بن علی طوسی) متوفی سنہ ۴۶۰ ہجری، اپنی مشہور و معروف کتاب "المبسوط" کے باب شہادات میں فرماتے ہیں کہ:

فالغناء عندنا محرم يفسق فاعله وترد شهادته

(گانا ہمارے نزدیک حرام ہے، گانا گانے والا فاسق ہے اور اُس کی گواہی قابلِ قبول نہیں ہے۔)

(ملاحظہ فرمائیے: المبسوط جلد ۸ صفحہ ۲۲۳)

فقیہ محدّث شیخ یوسف البحرانی (متوفیٰ ۱۱۸۶ھ ہجری) : اپنی شہرۂ آفاق فقہی کتاب "الحدائق" میں تحریر فرماتے ہیں کہ :

الغناء : ولاخلاف فی تحریمہ فیما اعلم ــــ ولافرق فی ظاھر کلام الاصحاب بل صریح جملۃ منھم فی کون ذلک فی قرآن او دعاء او شعر او غیرھا۔

(اور جہاں تک گانے اور موسیقی کا تعلّق ہے تو جو کچھ مجھے معلوم ہے، اِس کے حرام ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے، اور جیسا کہ ہمارے علماءِ کرام کی عبارتوں سے واضح ہے، بلکہ بعض نے تو نہایت صراحت کے ساتھ کہا ہے کہ : گانے کے طرز پر چاہے قرآن مجید کی تلاوت کی جائے، کوئی دُعا پڑھی جائے، اشعار پڑھے جائیں، یا کچھ اور پڑھا جائے ـــ سب حرام ہے)

(ملاحظہ فرمائیے :

الحدائق جلد ۵ کتاب التجارۃ ص ۲۱)

:●:

فقیہِ اعظم جناب شیخ محمد حسن نجفی علیہ الرحمہ صاحبؒ "الجواہر" (متوفیٰ ۱۲۶۶ھ ہجری) حُرمتِ غناء کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ :

حرمۃ الغناء : بلاخلاف اجد فیہ بل الاجماع

بقسمیه علیه والسنة متواترة فیه وفیها ما دل علی انه من اللهو واللغو والزور المنهی عنها فی کتاب الله ، فیتفق حینئذ الادلة الثلاثة علی ذلك بل یمکن دعوی کونه ضروریا فی المذهب۔

(جہاں تک گانے اور موسیقی کے حرام ہونے کا تعلّق ہے ، تو اِس کے بارے میں مجھے کوئی اختلاف نظر نہیں آتا بلکہ اجماع کی سب قِسمیں اِس میں پائی جاتی ہیں ، اور احادیث بھی اِس کے بارے میں متواتر ہیں۔

(ارشاداتِ معصومین ؑ) اِس بات کی بھی نشاندہی کرتے ہیں کہ: "یہ لہو ولعب" ، "لغویات" ، اور "کلامِ باطل" میں شامل ہے ـــــ اور یہ تینوں باتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں قرآن مجید میں صریح ممانعت وارد ہوئی ہے۔

اِس لحاظ سے گانے اور موسیقی کی حُرمت پر تینوں قسم کی دلیلیں (یعنی: قرآنی آیات ، احادیثِ معصومین ؑ اور اجماعِ اُمّت) متّفق نظر آتی ہیں ـــــ بلکہ یہ دعویٰ بھی کیا جاسکتا ہے کہ: "گانے اور موسیقی" کا حرام ہونا ہمارے مذہب کے واضح اور بدیہی احکام میں سے ہے

حوالہ کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (کتاب الجواہر ، بابِ تجارت ص۱۱)

فقیہ رفیع الشان، علامہ فہامہ جناب سید محمد جواد الحسینی عاملی (متوفی سنہ ۱۲۲۶ ہجری) فرماتے ہیں:

فی حکم الغناء ما نصّہ: فلا خلاف کما فی مجمع البرھان فی تحریمہ وتحریم الاجرۃ علیہ وتعلمہ وتعلیمہ واستماعہ سواء کان ذلک فی قرآن، او دعاء او شعر او غیرھا۔

(گانے اور موسیقی کے بارے میں آپ کا صریح ارشاد ہے کہ:)

جیسا کہ مجمع البرہان میں ہے، اِس کے حرام ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے؛ نیز اِس کی اُجرت بھی حرام ہے اِس کا سیکھنا بھی حرام ہے، اِس کا سکھانا بھی حرام ہے، اور ——— اِس کا سُننا بھی حرام ہے، چاہے یہ موسیقی قرآن کی تلاوت میں (استعمال کی جائے) یا دعا پڑھنے میں یا شعر پڑھنے میں، یا کسی اور کام میں)۔

ملاحظہ فرمائیے:

(مفتاح الکرامہ، کتاب المتاجر، حکمِ غناء)

اور اُستاذِ اعظم، فقیہِ عالی قدر، مجتہدِ گرامی مرتبت، افقہِ زماں، اُستاذ الاساتذہ جناب شیخ مرتضیٰ انصاری علیہ الرحمہ

(متوفی ۱۲۸۱ ہجری) اپنی مشہور و معروف کتاب "المکاسب" میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

الغناء: لاخلاف فی حرمته فی الجملة والاخبار بها مستفیضة وادعی فی (الایضاح) تواترها، منها ما ورد مستفیضاً فی تفسیر قول الزور فی قوله تعالیٰ: "وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرِ" ففی صحیحة الشحام ومرسلة ابن عمیر و موثقة ابی بصیر المرویات عن الکافی و روایة عبدالاعلی المحکیة عن معانی الاخبار وحسنة هشام المحکیة عن تفسیر القمی، تفسیر قول الزور بالغناء۔

ومنها ما ورد مستفیضاً فی تفسیر لهو الحدیث کما فی صحیحة ابن مسلم و روایة مهران بن محمّد و روایة الوشاء و روایة الحسن بن هارون و روایة عبدالاعلی السابقة ومنها ما ورد فی تفسیر الزور فی قوله تعالی: "وَالَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ" کما فی صحیحة ابن مسلم عن ابی عبدالله (علیه السّلام) تارة بلا واسطة واخری بواسطة ابی الصباح الکنانی۔

وقال فی موضع اُخر من کلامه: فالمحصل من الادلة المتقدمة حرمة الصوت المرجع فیه علی سبیل اللهو فان اللهو کما یکون بآلة من غیر صوت کضرب الاوتار و نحوه و بالصوت فی الآلة کالمزمار و القصب و نحوهما فقد یکون بالصوت المجرد فکل صوت یکون لهوا بکیفیة ومعدوداً من الحان اهل الفسوق والمعاصی فهو حرام وان فرض انه لیس بغناء وکُل مالا یعد لهوا فلیس بحرام۔

بحوالہ: (تفسیر منہج البیان جلد۱)

(گانے اور موسیقی کے حرام ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے، اور اسکے بارے میں احادیث بھی بہت کثرت سے وارد ہیں (جنھیں اخبار احاد نہیں کہا جا سکتا بلکہ) ایضاح (نامی مشہور کتاب) میں تو یہ دعوٰی بھی کیا گیا ہے کہ اِس موضوع پر جو احادیث ہیں وہ اتنی زیادہ ہیں کہ تواتر کی حد تک پہونچی ہوئی ہیں۔ ان میں سے بعض احادیث جو خود بھی بہت بڑی تعداد میں ہیں۔ خداوند عالم کے فرمان:

وَاجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ (گانے اور بیہودہ باتوں سے بچو) کی تفسیر میں وارد ہوئی ہیں۔

چنانچہ جناب شحام کی صحیح حدیث ـــــ ابن عمیر کی مُرسل حدیث ـــــ جناب ابوبصیر کی معتبر حدیث ـــــ کافی کی تمام روایات ـــــ عبدالاعلی کی وہ روایات جن کا ذکر معانی الاخبار نامی کتاب میں موجود ہے ـــــ تفسیر قمیؒ کی وہ عمدہ روایت جو جناب ہشام سے منقول ہے ـــــ اور وہ تمام تفاسیر جن میں "قولِ زُور" سے گانا اور موسیقی مراد لیا گیا ہے۔

اِسی طرح ایسی بکثرت احادیث ہیں جن میں قرآن کی آیت "لَهْوَ الْحَدِيثِ" (لغو بات) سے مراد "گانے بجانے" کو لیا گیا ہے، جیسا کہ:
جنابِ ابن مسلم کی صحیح حدیث ـــ مہران بن محمدؒ کی روایت ـــ وشّاء کی روایت ـــ حسن بن ہارون کی روایت ـــ عبدالاعلی کی سابقہ روایت ـــ سے بھی اسی بات کی تصدیق ہوتی ہے ـــ اسی طرح ایسی بہت سی احادیث جو قرآن کی آیت وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ (اور وہ لوگ جو بیہودہ باتوں کے قریب نہیں جاتے) کی تفسیر میں "زُور" سے گانا بجانا مراد لیا گیا ہے۔ جیسا کہ اس کی تائید جناب محمدؒ بن مسلم کی اُس صحیح حدیث سے بھی ہوتی ہے جو اُنھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے براہِ راست نقل کی ہے۔ اور اُس حدیث سے بھی جو اُنھوں نے ابوالصباح کنانی کے سلسلۂ سند سے بیان کی ہے۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ: ـــ تمام دلیلوں سے نتیجہ کے طور پر جو بات بالکل واضح اور آشکار طور پر سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ گانے اور موسیقی کی آوازیں

جو لہو و لعب میں شامل ہیں، بالکل حرام ہیں ــــ یہ آوازیں کبھی آلات کی مدد سے پیدا کی جاتی ہیں جن کے ساتھ انسانی دہن سے نکلے ہوئے الفاظ شامل نہیں ہوتے ــــ اور کبھی آلات کے ساتھ انسانی آواز بھی شامل ہوتی ہے۔ جیسے بانسری، اور دیگر گانے کی آوازیں (جو آلاتِ موسیقی کی مدد سے ایجاد کی جاتی ہیں ــــ اور کبھی صرف زبان ہی سے گانے کی آواز نکالی جاتی ہے۔ (اِس میں آلاتِ موسیقی کی مدد شامل نہیں ہوتی)۔ اور اس کی شناخت یہ ہے کہ: وہ تمام آوازیں جو گانے کے طور پر نکالی جاتی ہیں اور جنھیں عُرفِ عام میں گانا سمجھا یا کہا جاتا ہے ــــ یہ سب مکمّل طور پر حرام ہیں (کسی کو ان کی حُرمت میں کوئی شبہ نہیں ہے)

البتّہ زبان سے نکالی جانے والی وہ آوازیں، جن میں آلاتِ موسیقی کی مدد بھی شامل نہ ہو، اور سُننے والے اُنھیں گانا اور موسیقی نہ سمجھتے ہوں، وہ حرام نہیں ہیں۔ (جیسے نوحہ، قصیدہ، سلام، نعت، مرثیہ اور سوز خوانی وغیرہ کی وہ آوازیں جن میں نوحہ خواں و سوز خواں حضرات یہ احتیاط ملحوظ رکھتے ہیں کہ گانے کی طرز نہ پیدا ہونے پائے)

⁂ ⁂ ⁂

"لمحۂ فکریہ"

قرآنِ مجید کی آیات، حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کے ارشادات اور حضرات ائمۂ معصومین علیہم السّلام کے فرمودات کے بعد، کس مومن کے لیے یہ کہنے کی گنجائش باقی رہتی ہے کہ:

"اسلام" یا کسی مذہب نے موسیقی کی یا موسیقی نے مذہب کی کبھی مخالفت یا مذمّت نہیں کی"

کیا قرآن مجید کی آیات اور حضرات محمدؐ و آلِ محمدؐ کے ارشادات کے علاوہ بھی کوئی طریقہ اسلام کو پہچاننے کا موجود ہے۔ اور کیا یہ صحیح ہے کہ:

ہم اپنے ذہن میں کوئی نظریّہ قائم کریں، اور اُسے بلا جھجک دین و مذہب پر مسلّط کردیں ـــــ اور اِس بات کی کوئی جستجو نہ کریں کہ دینِ اسلام کو سمجھانے والی ذمّہ دار شخصیتوں نے اس کے بارے میں کیا فرمایا ہے، اور عالمِ اسلام کی جو مشہور و معروف کتابیں ہیں، اُن کے اندر اِس موضوع پر کیا رائے قائم کی گئی ہے !! ؟

(۶۹)

میں نے اِس کتاب کے آغاز میں اِس کے سببِ تالیف کی وضاحت

کرتے ہوئے یہ بات عرض کی تھی کہ میں عرصۂ دراز سے گانے اور موسیقی کے موضوع پر ایک کتاب نذرِ ناظرین کرنا چاہ رہا تھا لیکن عدیم الفرصتی کے سبب اب تک پیش کرنے سے قاصر رہا ____ البتہ جب چند ماہ قبل ملک کے ایک ممتاز ماہرِ تعلیم نے ایک کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے یہاں تک لکھ دیا کہ:

"میں پوری دیانتداری، ذمہ داری اور نہایت وثوق کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ اسلام یا کسی مذہب نے موسیقی کی ... کبھی مخالفت، مذمت یا مزاحمت نہیں کی" ____

تو پھر میرے لیے خاموش رہنا ممکن نہ رہا اور میں نے عنانِ قلم سنبھال کر اور عالمِ اسلام کی مشہور و معروف اور مستند ترین کتابوں میں سے کچھ شواہد و دلائل کو یکجا کر کے اس کتاب میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور میں ہر صاحبِ انصاف شخص کو دعوت فکر دیتا ہوں کہ:

کیا کسی شخص کے لیے یہ مناسب ہے کہ وہ قرآن مجید کی آیات، مستند احادیث اور معتبر مفسرین کرام کی تشریحات کا مطالعہ کیے بغیر ہی "نہایت وثوق کے ساتھ" یہ کہدے کہ اسلام نے کبھی موسیقی کی مخالفت نہیں کی؟ جبکہ اسلام کے تمام ہادیانِ برحق نے ہر دور میں اس کی بھرپور مخالفت کی ہے۔

اور کیا ایسی رائے کو ____ جو اسلامی کتابوں کے مطالعے

بغیر پیش کی جائے۔ ذمہ دارانہ رائے قرار دیا جاسکتا ہے ؟

اور کیا کسی موضوع پر" دیانتداری " کا تقاضہ یہ نہیں ہے کہ انسان اُس سے متعلق تمام دستیاب حوالوں کا مطالعہ کرنے کے بعد ہی کوئی رائے قائم کرے۔ اور اُس رائے کو پیش کرنے سے قبل یہ بھی سوچ لے کہ اُس کی اِس رائے سے بے دینی کو فروغ حاصل ہوگا یا دیانتداری کو؟ اور معاشرے میں بدی کی طاقت کو شہ ملے گی یا نیکی کی راہ پر چلنے والوں کی تقویت کا سامان ہوگا۔

۹

موصوف نے" اُس کتاب " کے مؤلف کو مخاطب کرتے ہوئے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ:

" تم نے اپنی کتاب کے آغاز ہی میں غِنا۔ اور موسیقی کی حِلّت و حُرمت اور جواز و عدمِ جواز کی جو بحث کی ہے اور وکیلِ صفائی کا معذرت خواہانہ دفاعی انداز اختیار کیا ہے، میرے خیال میں یہ قطعاً غیر ضروری ــــ NON ISSUE ــــ ہے۔ اِس کی کوئی ضرورت نہیں تھی، اِس لیے کہ موسیقی کے بارے میں پروپگنڈا کی کوئی عقلی یا شرعی بنیاد یا توجیہ نہیں ہے "۔

(۱۰)

کیا" گانے اور موسیقی " کا حرام ہونا، جسے تقریباً ہر دیندار اچھی طرح

جانتا ہے، محض پروپگنڈا ہے ؟

پھر سوال یہ ہے کہ یہ "پروپگنڈا کس نے کیا ؟

اور کیا جس بات کو خداوندِ عالم نے قرآن مجید کی متعدد آیات میں بار بار کہا ہو۔ ــــــ جس کے بارے میں حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واضح ارشادات برادرانِ اہلِ سنّت کی معتبر کتابوں میں بھی موجود ہوں اور ہماری مستند ترین کتابوں میں بھی موجود ہوں ــــــ ــــــ اور جس کے بارے میں حضرات ائمّۂ طاہرین علیہم السّلام کے بکثرت ارشادات ہماری معتبر ترین کتبِ تفسیر وحدیث میں موجود ہوں ــــــ اُسے پروپگنڈا کہنا کسی مسلمان کو زیب دیتا ہے ؟

اور کیا کسی مسئلہ میں قرآن وحدیث سے بڑھ کر بھی کوئی "شرعی بنیاد" ہو سکتی ہے ؟

ناطقہ سر بگریباں ہے اِسے کیا کہیے

؟

آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں کہ :

"میں سمجھتا ہوں کہ کوئی انسان اُس وقت تک مہذّب اور پسندیدہ نہیں قرار دیا جا سکتا تاوقتیکہ اُس میں موسیقی کا شعور اور اُس کی اہمیت کا احساس موجود نہ ہو۔"

قارئینِ محترم !

اِس اقتباس کو بار بار پڑھیے، تاکہ یہ اندازہ ہوسکے کہ "تبصرہ نگار" اُن ہادیانِ برحق کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں جنھوں نے موسیقی کو لغو، باطل، حرام، ناجائز اور بیہودہ فعل قرار دیا ہے !!

نیز

یہ بھی واضح ہوسکے کہ: پروردگارِ عالم جس نے اپنی کتابِ مقدّس میں موسیقی اور گانے کے حرام ہونے کو بار بار بیان کیا ہے !

کیا وہ اپنے بندوں کو غیر مہذّب اور ناپسندیدہ قرار دینا چاہتا ہے

؟؟؟

میں انتہائی معذرت کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جملہ کسی مسلمان کی زبان یا قلم سے نکلا ہوا محسوس نہیں ہوتا۔

بلکہ ایسا لگتا ہے کہ مغربی دُنیا کے وہ دشمنانِ دین، جو مذہب کو "دہشت گردی" ـــــ اور ـــــ دیندار مسلمان کو "غیر مہذّب" اور "دہشت گرد" قرار دیتے ہیں ـــــ اُن ہی کی بات کسی اور کی زبان سے ادا ہوگئی ہے !!

کیونکہ وہی اِس وقت ساری دُنیا میں راگ و رنگ اور غِناء و موسیقی کے سب سے بڑے سرپرست بنے ہوئے ہیں، اور جو اِس بات کی بھرپور شعوری کوشش کررہے ہیں، کہ دنیا بھر کے مسلمانوں سے پابندیٔ دین

کو یکسر سلب کر لیا جائے۔ کیونکہ اُن کی "تہذیب و ثقافت" اور طرزِ حیات و اسلوبِ زندگی کا تقاضہ یہ ہے کہ:-

جب تک بے دینی کی روش عام نہ ہوگی اُس وقت تک نہ کسی انسان کی GROOMING ہوسکتی ہے، اور نہ اس کے بغیر اُس کی CIVILISATION کا تصوّر کیا جاسکتا ہے۔

؟

موصوف کے مندرجہ ذیل جملے سے ہمیں اختلاف نہیں کہ:

"افریقہ کے وحشی قبائل اور معلوم انسانی تاریخ کے جنگلیوں میں بھی موسیقی کو رُسوخ حاصل رہا ہے"۔

لیکن ـــــ وحشی قبائل، اور جنگلیوں میں کسی بات کا مقبول ہونا اور ہے جب کہ خدا و رسولؐ اور ہادیانِ برحق کے نزدیک پسندیدہ ہونا اور ہے۔

البتّہ یہ سوال ضرور کیا جاسکتا ہے کہ:

جب "موسیقی" ہی مصنّف کے نزدیک انسان کے مہذّب ہونے کا اہم ترین ذریعہ ہے، جس کے بغیر کسی شخص کے مہذّب ہونے کا تصوّر نہیں کیا جاسکتا ـــــــــــــ تو پھر افریقہ کے وحشی قبائل اور معلوم انسانی تاریخ کے جنگلیوں کو آپ مہذّب اور CIVILISED کیوں تسلیم نہیں کرتے جن کے یہاں موسیقی کو ہر دور میں اثر و رسوخ حاصل رہا ہے۔

؟

البتہ موصوف کے اِس جملے کی شاید ہی کوئی باخبر انسان تصدیق کر سکے کہ:

"دنیا کے ہر مذہب میں موسیقی کو تحفظ اور تقدس حاصل رہا ہے"۔

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ:

کسی بھی الہامی مذہب نے گانے اور موسیقی کو پسند نہیں کیا ہے۔

(۶)

معلوم نہیں صاحبِ مضمون نے اپنے بیان میں کن مذاہب کا تذکرہ کیا ہے؟ ـــــ قرآن کے نقطۂ نظر سے تو جب سے انسانی آبادی ہے، صرف پانچ شریعتیں نازل ہوئی ہیں:

(۱) حضرت نوح علیہ السلام کی شریعت ـــــ

(۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت ـــــ

(۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت ـــــ

(۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت ـــــ اور

(۵) سب سے آخر میں آنے والی، اور قیامت تک باقی رہنے والی وہ شریعت جو خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی۔

جیسا کہ قرآن مجید میں خالقِ دوجہاں کا ارشاد ہے:

شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ أَنْ

اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ۭ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ۝ (ملاحظہ فرمائیے: سورۃ ۴۲ الشوریٰ پارہ ۲۵ آیت ۱۳)

(اور اُس نے تمھارے لیے دین کا وہی راستہ مقرر کیا ہے جس (پر چلنے) کا نوحؑ کو حکم دیا تھا، اور (اے رسولؐ) اسی کی ہم نے تمھارے پاس وحی بھیجی ہے، اور اسی کا ابراہیمؑ اور موسیٰؑ و عیسیٰؑ کو بھی حکم دیا تھا۔ (وہ) یہ (ہے) کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا ____ جس دین کی طرف تم مشرکین کو دعوت دیتے ہو وہ اُن پر بہت شاق گذرتا ہے ____ (البتہ) خدا جس کو چاہتا ہے، اپنی بارگاہ میں برگزیدہ کر لیتا ہے، اور جو اُس کی طرف رُجوع کرے، اُسے اپنی طرف (پہونچنے) کا راستہ دکھا دیتا ہے۔)

قرآن مجید کی یہی وہ منفرد آیت ہے جس میں تمام شریعتوں کا ایک ساتھ تذکرہ ہے، اور جن ہستیوں پر یہ شریعتیں نازل ہوئی تھیں اُن کے نام بھی ذکر کر دیے گئے اور یہی پانچ انبیائے کرام وہ ہیں جنھیں ہم اولوالعزم پیغمبر کہتے ہیں، یعنی:

۱۔ حضرت نوح علیہ السلام ____

۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ____

۳۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ____

۴۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ____ اور

سردارِ دوجہاں، خاتم الانبیاء، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔

(۳)

اب اگر صاحبِ مضمون نے "مذاہب" سے ان شریعتوں کو مراد لیا ہے، تو اِن میں سے تو کسی بھی شریعت نے "گانے اور موسیقی" جیسے گناہ کی تائید نہیں کی ہے، نہ اس کو تحفظ عطا کیا ہے اور نہ اس کے بارے میں کسی تقدس کا اظہار کیا ہے، بلکہ بندگانِ خدا کو اُس سے روکا ہے، آلاتِ موسیقی کو توڑ کر پھینکنے کا حکم دیا ہے، گانے اور موسیقی کو شیطانی عمل قرار دیا ہے اس کا موجد ابلیس ملعون کو قرار دیا ہے۔ اور اس سے اجتناب کرنے کا صریحی حکم نافذ کیا ہے ــــــــــ نہ جانے وہ کون سا مذہب ہے جس کے یہاں گانا بجانا کوئی مقدس عمل ہو ــــــ مذہبِ حق تو یقیناً نہیں ہو سکتا، اور اگر باطل مذاہب میں سے کوئی مذہب ہے تو وہ نہ کسی مسلمان کے لیے سند بن سکتا ہے اور نہ کسی صاحبِ عقل و دانش انسان کے لیے۔

مذہبِ حق صرف وہی ہے جسے خدا نے اپنے انبیاءِ کرام کے ذریعہ سے بنی نوعِ انسان کی ہدایت کے لیے بھیجا ہے۔ اس کے علاوہ کچھ گمراہ انسانوں نے، ہوا و ہوس، دولت و شہرت، اور نفسِ امّارہ کی اَن گنت خواہشات کی تکمیل کے لیے "مذہب" کے نام پر جو تماشے شروع کر دیے ــــــ اُنھیں بازی گری تو کہا جا سکتا ہے، مذہب نہیں !!

انبیائے کرام میں سے جن کے نام قرآن مجید میں موجود ہیں، اور جن کی زندگی کے واقعات بھی نہایت تفصیل سے ہماری اور تمام عالمِ اسلام کی کتابوں میں مرقوم ہیں ــــــ کیا کوئی شخص صحیح سلسلۂ سند سے کوئی ایک معتبر حدیث ایسی پیش کر سکتا ہے جس کے مطابق کسی نبیؑ نے گانا گانے اور موسیقی سے شغل کرنے کا حکم دیا ہو۔

؟

اور جب تاریخی اعتبار سے اِس کا کوئی ثبوت نہیں پیش کیا جا سکتا تو کس بنیاد پر صاحبِ مضمون آگے چل کر یہ لکھتے ہیں کہ: ــــــ

"سچ پوچھو تو موسیقی نے ہمیشہ مذہبی رسوم کا ساتھ دیا ہے، ہر مذہب نے موسیقی کا، اور موسیقی نے ہر مذہب کا ساتھ دیا ہے ــــــ اور کبھی مذہب اور موسیقی، ایک دوسرے کے حریف، ضد ' یا مدِّ مقابل نہیں رہے۔"

کیا صاحبِ مضمون سے یہ دریافت جا سکتا ہے کہ کسی نبی، رسول امام اور ہادیٔ برحق کی زندگی کے واقعات اِس کی تائید کر سکتے ہیں کہ اُنھوں نے جو دین یا شریعت پیش کی، اُس کے رُسوم کی ادائیگی میں گانا اور موسیقی ساتھ ساتھ رہا ہو ؟

کس شریعت اور مذہبِ حق نے گانے اور موسیقی کو پسند کیا ہے ؟

کس نبی نے اپنے پیغام کو آگے بڑھانے کے لیے گانے بجانے کا سہارا لیا ہے ؟

کس پیغمبر نے اپنی اُمّت کو حکم دیا ہے کہ دینی رُسوم و آداب کی ادائیگی کے موقع پر گانا گایا کرو۔ ؟

کس رسول کی لائی ہوئی شریعت میں گانے اور موسیقی کی حفاظت کا بھی حکم موجود تھا۔ ؟ ______ یا

کس الٰہی نمائندے نے لوگوں کو گانے بجانے کی ترغیب دی ____ تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ مذہب نے گانے اور موسیقی کو تحفّظ اور تقدّس عطا کیا ؟

جبکہ پوری انسانی تاریخ گواہ ہے کہ:

"شیطان اور اُس کے فریب خوردہ افراد نے گانے اور بجانے کو فروغ دیا ______ اور ہر نبیؑ و امامؑ نے اپنے ماننے والوں کو اِس شیطانی عمل سے بچنے کی بھرپور تاکید فرمائی ___ جس کا تاریخی تسلسل یہ ہے کہ:

جب حضرت آدمؑ کو جنّت سے نکلنا پڑا، اور آپؑ اِس پر غمگین ہوئے تو شیطان نے حضرت آدمؑ کے رنج و غم پر خوش ہو کر گانا گایا، اور حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ: یہی گانے بجانے کی ابتداء تھی۔

اور خود حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے زمانے کے انسان نما شیاطین کا طرزِ عمل یہ تھا کہ جب آپؐ حرمِ متقدّس کے اندر، یا خانۂ کعبہ کے قرب و جوار میں مشغولِ عبادت رہتے تھے، تو کفّار و مشرکین ڈھول تاشے اور گانے بجانے کی پُرشور آوازیں بلند کر کے آپؐ کی عبادت میں خلل

ڈالنے کی کوشش کرتے تھے، جس کی تصدیق، تقریباً تمام تاریخی کتابوں سے کی جاسکتی ہے۔

لہٰذا، تاریخی حقیقت یہ قرار پاتی ہے کہ:

ہر دور میں گانے اور موسیقی کے شائقین نے الٰہی نمائندوں سے مخاصمت کی راہ اپنائی ——— اور آج بھی صورتِ حال یہی ہے، کہ جو گانے بجانے کے شوقین ہیں اُن کا راستہ الگ ہے اور جو پابندِ دین ہیں اُن کا راستہ الگ ہے۔

ایسی صورت میں کون باخبر انسان یہ دعوٰی کر سکتا ہے کہ:

"کبھی مذہب اور موسیقی، ایک دوسرے کے حریف 'ضد' یا مدِّمقابل نہیں رہے۔"

۹

صاحبِ مضمون کا یہ فقرہ بھی قابلِ غور ہے جو اُنھوں نے کتاب کے مؤلف کو مخاطب کر کے کہا ہے کہ:

"تم دیکھو کہ فنونِ لطیفہ اور خصوصاً موسیقی سے تعلّق رکھنے والے کسی بھی عہد، طبقہ، خطّہ، علاقہ، عقیدہ، زبان، یا قوم سے تعلّق رکھتے ہوں، اُن میں تعصّب تمھیں نہیں ملے گا۔"

میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ: صاحبِ مضمون نے مغربی دنیا کے لہو و لعب میں ڈوبے ہوئے افراد کو نہیں دیکھا یا مسلمانوں سے اُن کے

تعصّب کا تجزیہ و مشاہدہ نہیں کیا، لیکن اتنا تو سب ہی جانتے ہیں کہ:
بعض پیشے ایسے ہیں جن سے وابستہ افراد کے لیے معاشی یا معاشرتی مجبوریاں، تعصّب کے اظہار میں رکاوٹ بن جاتی ہیں۔

پھر یہ کہ ہر دور میں گانے بجانے والوں کا بنیادی موضوع عشق و محبّت کی پُر حرارت داستانیں ہی ہوا کرتی ہیں جن میں موضوعاتی اور تکنیکی اعتبار سے بھی اِس کی گنجائش نہیں ہوتی۔

ورنہ کون نہیں جانتا کہ اسی گانے بجانے کو عداوتیں بھڑکانے کے لیے بارہا استعمال کیا گیا ہے؟ حضرت یحییٰؑ نامی نبیِ خدا کو قتل کرنے کا حکم دینے کے لیے بادشاہِ وقت کے دربار میں رقّاصاؤں اور گویّوں کو جمع کیا گیا اور شراب و کباب کی محفل آراستہ کرکے پروانۂ قتل حاصل کیا گیا، اور جب حضرت یحییٰؑ کو قتل کرکے اُن کا سرِ اقدس قلم کیا گیا اور بادشاہِ وقت کے سامنے پیش کیا گیا، تو اُس وقت بھی موسیقاروں نے گا بجا کر نبیؑ خدا سے اپنی عداوت کا اظہار بھی کیا، اور وقت کے مجرم بادشاہِ وقت کو خوش کرنے کی کوشش بھی۔

اِسی طرح جب جنگِ بدر میں مشرکینِ مکّہ کے بڑے بڑے سردار قتل ہوگئے؛ خاص طور سے ابوسفیان کی زوجہ ہندہ کے متعدد قریبی رشتہ دار واصلِ جہنّم ہوگئے تو اُس کے دل میں آتشِ انتقام بھڑک اُٹھی۔

اور اُس نے ایسے گانے گا گا کر جن کے ذریعے سے مشرکینِ مکّہ

کے دلوں میں بھی انتقام کی آگ بھڑک اُٹھے، اپنے خاندان کے لوگوں اور دوسرے کفّار و مشرکین کو پیغمبرِ اسلام سے دوبارہ جنگ کرنے کیلیئے ورغلایا ______ اور اپنے "وحشی غلام" کے سامنے مخصوص انداز سے گانے گا کر اُس کے اندر جوش و خروش پیدا کیا تاکہ وہ حضرت رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے کسی قریبی عزیز کو قتل کر کے ہندہ کا دل خوش کرے۔

چنانچہ کفّار و مشرکین مکّہ میں آتشِ انتقام بھڑک اُٹھی اور اُنھوں نے ایک بار پھر بہت بڑے لشکر کے ساتھ مدینہ منوّرہ پر حملہ کیا، جس کے نتیجہ میں "جنگِ اُحُد" کا معرکہ پیش آیا۔

اور جب جنگ کا بازار گرم تھا، اور منافقین کی نافرمانی کی وجہ سے حفاظتی درّہ خالی ہو گیا، جس کے بعد جنگ کا پانسہ پلٹ گیا، تو اُسی ہندہ نے ایک بار پھر انتقام سے بھرپور گانے گا کر وحشی غلام کو جوش دلایا، اور اُس نے اُسی جوش و خروش میں مست ہو کر حضرت رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے حقیقی چچا حضرت حمزہؑ کو قتل کر دیا ______ جس کی خوشی میں ہندہ نے ایک بار پھر خوب دل کھول کر گانے بھی گائے اور حضرت حمزہؑ کی لاش کی بے حُرمتی بھی کی۔

اِس تاریخی حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں ہے کہ جب کربلا کا اندوہناک سانحہ پیش آیا، جس کے بعد مظلومِ کربلا حضرت امام حسین علیہ السّلام

کا سرِ مبارک، یزیدؔ لعین کے دربار میں پیش کیا گیا تو اُس نے بھی اپنی دادی کی پیروی میں گا بجا کر شراب سے مخمور ہو کر اُس کا استقبال کیا۔ اس موقع پر اُس نے جو گانے گائے، وہ تاریخ کی بیشتر کتابوں میں موجود ہیں، اور جن اشعار کو پڑھ کر اُس نے حضرت رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور اُن کے اہلِ خاندان سے اپنی عداوت کا اظہار کیا تھا، وہ بھی بہت سی تاریخی کتابوں میں درج ہیں۔

کیا ان تاریخی حقائق کے باوجود، کسی صاحبِ نظر کے لیے یہ کہنا ممکن ہے کہ گانے بجانے کا کبھی بھی تعصّب سے کوئی واسطہ نہیں رہا ——— اور کیا آج بھی، جب دو ملکوں کے درمیان جنگ ہوتی ہے تو ہر ملک کے موسیقار اور گویّے ایسے گانے نہیں گاتے جن کے ذریعے سے اپنے فوجیوں اور جوانوں میں ہمّت و جُرأت، اور مخالف ملک کے خلاف نفرت و عداوت کے جذبات بھڑک اُٹھیں تاکہ وہ اپنے مخالف پر حملہ آور ہو جائیں اور جذبات کے اشتعال میں انھیں اپنے دشمن کو تباہ و برباد کرنے کے علاوہ کسی بات کا ہوش نہ رہے۔

۴

کیونکہ موسیقی عام طور سے جذبات کو بھڑکانے کا ذریعہ ہوتی ہے، چاہے اِس کے ذریعے سے شہوانی جذبات کو برانگیختہ کیا جائے یا

انتقامی جذبات کو ہوا دی جائے۔

عام طور سے محفلِ طرب و نشاط میں شہوانی جذبات کو برانگیختہ کیا جاتا ہے اور حالتِ جنگ میں دشمن سے نفرت و عداوت اور انتقامی جذبات کو بھڑکایا جاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ گویّوں اور موسیقاروں سے دو ہی موقعوں پر سب سے زیادہ کام لیا جاتا ہے خوشی میں طربیہ نغموں کے لیے، اور جنگ و جدال کے موقع پر انتقام سے بھرپور جذبات کو ورغلانے کے لیے۔

ابوالفرج اصفہانی کی معروف کتاب "الاغانی" اٹھا کر دیکھ لیجیے تاکہ اندازہ ہو جائے کہ "لوگوں کو قتل و غارتگری پر آمادہ کرنے میں گانے اور موسیقی نے کیسا مؤثّر کردار ادا کیا ہے"۔

۹

صاحبِ مضمون نے آگے چل کر ایک بار پھر، یہ "فتویٰ" صادر فرمایا ہے کہ:

"... اسلام نے آلاتی یا صوتی موسیقی اور گائیکی کو گناہ نہیں قرار دیا ہے"۔

جبکہ ہم آپ کے سامنے، فریقین کی کتابوں سے بکثرت ایسی احادیث پیش کر چکے ہیں جن میں حضرت رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ:

"مجھے پروردگارِ عالم نے اس حکم کے ساتھ مبعوث برسالت

کیا ہے کہ میں گانے بجانے سے روکوں اور اُن کے آلات کا استعمال ممنوع قرار دوں" ——— (نقل بالمعنیٰ)

نیز ——— حضرات ائمۂ طاہرین علیہم السّلام کے بھی متعدد ارشادات پیش کیے جا چکے ہیں جن میں آپ حضرات نے وضاحت کے ساتھ فرمایا ہے کہ "گانا اور موسیقی" چاہے صرف دہن اور زبان سے پیش کی جائے یا آلات کے ذریعے سے، یا دونوں کے تعاون سے ——— ان میں سے ہر قسم ممنوع ہے !

ائمۂ طاہرین علیہم السّلام نے موسیقی اور اُس کی اقسام کو حرام بھی قرار دیا ہے، ناجائز بھی باطل بھی اور لغو بھی !!

یہی وجہ ہے کہ ہماری فقہی احادیث کے سب سے مفصّل اور معتبر ذخیرے: "وسائل الشّیعہ" کی جلد ۱۷ میں اُس کے عالی قدر مؤلّف حضرت حُرِ عاملی علیہ الرحمۃ نے حُرمتِ غِنا کے بارے میں سب سے پہلے جو "باب" قائم کیا ہے اُس کی ہیڈنگ یہ ہے:

"باب تحریم الغِناء حتی فی القرآن": (باب: گانا اور موسیقی کے حرام ہونے کا، چاہے اُس کے ذریعے سے قرآن ہی کیوں نہ پڑھا جائے)

حوالہ کیلئے ملاحظہ فرمائیے: وسائل الشیعہ جلد ۱۷ باب ۹۹ صفحہ ۳۰۳)

اور اس باب میں ایک دو نہیں بلکہ بتیس ۳۲ حدیثیں آپ نے قلمبند کی ہیں۔ جن میں سے اکثر حدیثوں کا سلسلۂ سند انتہائی معتبر ہے۔

کیا، ان معتبر حدیثوں کی موجودگی میں کسی صاحبِ ایمان کیلیئے

یہ کہنے کی گنجائش باقی رہتی ہے کہ:

"محلِ بحث: کلام اور پیغام، یعنی شاعری ہوسکتی ہے، نفسِ مضمون یا شاعری کی ذمّہ داری موسیقی پر ڈال دینا سراسر زیادتی کی بات ہے"...

جبکہ حضرات ائمّہ طاہرین علیہم السّلام کا صریح ارشاد ہے کہ: "جو مضمون بھی گانے اور موسیقی کے طرز پر پڑھا جائے وہ حرام ہے۔ چاہے وہ اتنا اعلیٰ وارفع مضمون ہو: جیسے قرآن!!

؟

اور "سراسر زیادتی کی بات"... تو یہ ہے کہ انسان: اسلام کی طرف ایسی بات منسوب کردے جس کی نفی قرآن نے بھی کی ہو، حضرت رسولِ مقبول ص نے بھی اور حضرات ائمّہ طاہرین علیہم السّلام نے بھی!!

آخر میں

بارگاہِ معبود میں دعا ہے کہ:

اِلٰھِی وَسَیِّدِی وَمَوْلَایَ

بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ اَنْتَ الْمَحْمُوْدُ وَ بِحَقِّ عَلِیٍّ وَّ اَنْتَ الْاَعْلٰی وَبِحَقِّ فَاطِمَۃَ وَاَنْتَ فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ

بِحَقِّ الْحَسَنِ وَاَنْتَ الْمُحْسِنُ وَبِحَقِّ الْحُسَيْنِ وَاَنْتَ قَدِيْمُ الْاِحْسَانِ وَبِحَقِّ التِّسْعَةِ الْمَعْصُوْمِيْنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ :

خداوندا ! اہلِ ایمان کو ہر معاملے میں شریعت کے احکام سمجھنے اور اُن پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔

اذہان کو اُن کی مشیّت کے تابع قرار دے۔

کسی بھی دینی مسئلے میں اپنی رائے کا اظہار کرنے سے پہلے قرآن مجید کا فکر و تدبُّر کے ساتھ مطالعہ کرنے اور حضرت محمدؐ و آلِ محمدؐ علیہم السّلام کے ارشاداتِ عالیہ کو پڑھنے، سمجھنے اور اُن پر غور و فکر کرنے کا عادی بنا۔

ہمیں اُن باتوں کی نشر و اشاعت کا ذریعہ بنا جن سے تیرے دین کو فروغ حاصل ہو۔

مسلمانوں کے اندر پابندیٔ احکام شریعت کا جذبہ راسخ فرما۔

اُمّتِ مسلمہ کو حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اُسوۂ حسنہ پر کامل طریقے سے چلنے کی توفیق عطا فرماتا رہ۔

ہمیں، اِس عہدِ غیبت میں بھی امام ع کے فرماں برداروں میں قرار دے۔

ہمارے عمل سے ہمارے امام ع کو راضی و خوشنود فرما۔

اور امامِ زمانہ کے ظہور پُر نور میں تعجیل فرما۔ تاکہ وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی اِس دنیا کو عدل و انصاف سے پُر کر دیں۔

" اٰمِیْنَ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ ۔ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الطَّاهِرِیْنَ "

نام کتاب : گانے اور موسیقی کی ممانعت
قرآن اور تعلیمات اہلبیت کی روشنی میں،

تالیف : حجۃ الاسلام علامہ سید رضی جعفر نقوی

ناشر : تنظیم المکاتب (پاکستان)

اشاعت : (اوّل) ۔ نومبر ۱۹۹۶ء

قیمت : ۵۰ روپے

حقوق طبع : بحق ناشر محفوظ ہیں۔

ملنے کا پتہ

F/5، رضویہ سوسائٹی، کراچی ۱۸

فون ۶۲۷۰۲۳ فیکس ۶۶۸۳۹۰۷

شیعہ ملٹی میڈیا ڈاٹ کام
مرکزی ویب سائٹ آف عزاداری، پاکستان

شیعہ ملٹی میڈیا

شیعہ کتب ڈاؤنلوڈ کرنے کے لیے

www.ShiaMultimedia.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پاکستان کا عظیم الشان دینی تعلیمی ادارہ

تنظیم المکاتب

پورے ملک کے

دیہات و قصبات اور دور دراز مقامات پر دینی مدارس قائم کر رہا ہے تاکہ ہماری ملت کے نونہال علوم محمد و آل محمد علیہم السلام سے روشناس ہو کر ایک باکردار مومن کی زندگی بسر کر سکیں۔

گزشتہ ۱۵ سال کے دوران تقریباً سات سو مدارس قائم کئے جا چکے ہیں جن میں ۲۷ ہزار کے قریب طلبہ و طالبات قرآن و دینیات کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

ان مدارس میں اپنے بچوں کو بھیجئے اور جن مقامات پر دینی مدارس اب تک قائم نہیں ہو سکے ہیں وہاں مدارس قائم کرنے کے لئے تنظیم المکاتب سے مدد لیجیئے اور ان مدارس کو جاری و ساری رکھنے کے لئے تنظیم المکاتب کی مدد کیجیئے۔

ادارہ کو تمام مراجع تقلید کی طرف سے اجازت حاصل ہے